

تاول

انارکلی

ایک ناپیچی فسانہ
میں

شہنشاہ جہانگیر
کی نازکلی اور شہزادہ سلیم یعنی شہنشاہ جہانگیر
کا حال ایک دلکش پیرائی میں مندرج ہے

مصنف
خاکسار محمد الدین توتی

مصنف

کام خانہ بہ بادی - تاحق مشفق - غریب الدیار - غنیمت سٹوڈنٹس

رام کہانی - حروف مطلب وغیرہ وغیرہ

حبس کو

جکھم رام کشن مالک کتب خانہ تجارتی و کارخانہ چڑی

بوٹی لوہاری دروازہ کٹرہ تارکشان لاہور نے

۱۹۱۴ء میں

صرف پانچ روپے نیشنل سٹیم پریس لاہور میں طبع کرایا

نایاب کتب

چٹیان۔ اور دیکھتے اور چاہیں بنائے
کی نہایت نفیس خوش ذائقہ ترکیبیں
درج کی گئی ہیں۔ قیمت (۸۰) روپے
رہا سیمپٹیک۔ اس کتاب میں
ہر ایک طرح کی ربر کی مہر بنانیکا طریقہ
نشریح و بیان کے تمام قاعدہ و طریقہ
درج ہیں۔ قیمت (۵۰) روپے
آئینہ حکمت معروضہ لکھنؤ
یہ رسالہ بڑی سیٹا ہے مشہور و معروف
فاضل کی علی تصنیف ہے۔ اردو خط
پبلک اس زیر دست مصنف کی فیض
تصنیف حیات النان نے بالکل بے
پہرہ حق جتنے تہایت کوشش کے
ساتھ اس کا ترجمہ اردو میں زبان
میں شائع کیا ہے جس سے ایک معمولی
آدمی بھی نفس کے معاملات اور ضرورتوں
سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ
دو رسالہ اور بھی ہیں۔ ایک میں علمہ و تجربہ
نیمہ۔ دوسرے میں ہر ایک کا تجربہ علاج
لکھا گیا ہے۔ قیمت باوجود ان تمام
فروہوں کے صرف (۲۰) روپے

طیب متعلقہ علمہ و تجربہ۔ یہ رسالہ
اہل پیشہ طب اور ڈاکٹروں کو جو جان بچ
مگر پولیس اور کیموں اور عالم وقت کا بوجھ
کا رہا ہے۔ اس میں نہایت عمدہ اور قابل
قدر مضمون درج ہیں۔ چند مضمون کی
ناظرین کے پیش نظر ہے۔ ڈاکٹروں کے لیے
گوگو ایسی طرح دینی چاہیے۔ شناخت عمر
کائنات حیات و بعد مرگ۔ شناخت حیثیت
و پیشہ بعد مرگ۔ خضاب شدہ بالوں کی
شناخت۔ بکلی اور ہندو کی روشنی میں
آدمی کی شناخت۔ صفت و اقسام۔ دین
و تشریح و شناخت خود کشی۔ سطلے ہوئے
کی پہچان۔ شناخت موت۔ یہ علامات
شناخت موت لاحق۔ شناخت پھانسی
دے کی۔ پانی میں لاش کا رہنا۔ اور فرق
شدہ کی شناخت۔ باہ کا بیان۔ دوا کی
شناخت۔ غریب کلاس میں مدد کر کیس
درج ہیں۔ یہ ایک بڑا بھاری مجموعہ
ہے۔ قیمت صرف (۱۰) روپے
مجموعہ لوازمات۔ اس قابل قدر
کتاب میں مرے۔ حلوے۔ آچار۔

حکیم سام کشن ایک کتب خانہ نجانی لوہاری زہ ناکستان لاہور

دیباچہ طبع ششم

تندہ خون نے جو بننا ہے آہن و قہر
 ذوق اپنی فکر گزارسی کے لئے حاضر ہے
 اس کس پرہیزی کے زمانہ میں جبکہ اکثر ہلکے تصنیف و تالیف کو پبلک
 اور دہلی کا رونامہ پیش ہے یہ بات پبلک کے عادم نیاز مند ذوق کے
 پھر کم باعث فخر نہیں ہے کہ اس کی ناچیز کتاب مالک کی اب جھنسی
 یہ دیباچہ سے آراستہ ہو کر قدر دان پبلک کے تندہ فخر و امتوں تک
 آج اس ٹرین میں یہ نسبت پہلے دوسرے اور چوتھے
 ن کے کئی خطاب پر حوصلے گئے ہیں

۱۹۰۳ء

خاک پائے اہل ذوق

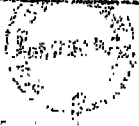
محمد علی بن ذوق مالک اخبار کشمیریہ

محبت نامہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

دکتر

باب	عنوان	صفحہ	باب	عنوان	صفحہ
۱	سیرہ عثمان و حامد و شجاع الدین	۳	۱۱	تاجع مشتق	۹۹
۲	سیرہ مختار	۱۲	۱۲	مجرم محبت کی رو بیکاری	۱۱۱
۳	بگڑی بگڑی	۱۹	۱۳	مل کی مانتا	۱۴۱
۴	حق حق و اور سید	۳۸	۱۴	اضطراب	۱۴۴
۵	آتشیں لکٹیں	۳۱	۱۵	زندان کیم	۱۴۸
۶	یاروں کی چیم بگڑیاں	۴۵	۱۶	خدا کی فیصلہ	۱۵۳
۷	بیقرار و افسانہ باری	۵۷	۱۷	انارکلی کی تربیت	۱۷۱
۸	بی زعفران	۶۷	۱۸	زندان کی خفا خفا	۱۷۶
۹	قید ہنگامی	۷۱	۱۹	۱۷۷
۱۰	۸۶	۲۰	۱۷۸



ناول انارکلی

U Section
46
19

- 7 DEC 1972

URDU STACKS

پہلا باب

سیر یو ستال ۲ و حادۃ چالستان

چلا ہے میر گلستان کو فوق نغمہ سز کجائے

جیسے نہ ہوں دام وادار کہیں

الہ اکبر - میرا عظیم الصبح فرخندہ

قدم انشب تمام تاریخی مسافت کی تین سو

ہریس کی راہ سرعت سے طے کر کے اکبری

دقتات کی اسی پڑھنے منزل پر چہاں شتلمہا

میں مہاسے کا دل کا یہ وعدہ ایک قیامت خیز

تاریخی واقعہ قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے چرخ

صبح کا دل پسند وقت ہے شام کی نادر وقت

مغلق پیشی ہر زمان خوش الحان خوش نکلیں

میں ضائع مطلق کی قبیح و تمہیل میں مغلزل

ہیں - اور اپنی اپنی دلدادہ سے

چوٹ کھا کے ہوئے ہلال میں انگلیں اور

دلوں سے پیہر اگڑ پٹے ہیں - ایسے پڑا ہر جہان

آتش شہدات جو لعل لیاہ بار ہوئی

پیشی سے عید آتشکا ہوئی -

پیشی میں کہ غلبہ جیتی شدت کا تماشا دیکھ

کر غنیمت مسکرا رہے ہیں جس ہے کسی طرح

کی طرح انھیں بڑا امی ہے بنیل جو کہ

تلف پر غم کی طرح بل کی کے را ہے -

قرض کہ کشتی و سر سبزگی نئے نئے ننگ کی

کر شہد مانیوں سے اہل نظر کو محبت کے

عظم میں اپنی اپنی طرف پھٹے پھٹی ہیں جہاں

قدم اٹھانا و شوار ہے

کر شہد دامن دل سیکند کہ جانحات صبح

کا دل فریب وقت ہے مشائے پہاڑ اپنی

تاریخی واقعہ قریح میں آیا تھا ایسے وقت

میں پہنچا کہ ابھی تک تمازت شمس کے چرخ

صبح کا دل پسند وقت ہے شام کی نادر وقت

مغلق پیشی ہر زمان خوش الحان خوش نکلیں

میں ضائع مطلق کی قبیح و تمہیل میں مغلزل

ہیں - اور اپنی اپنی دلدادہ سے

چوٹ کھا کے ہوئے ہلال میں انگلیں اور

صبح کا دلچسپ وقت ہے غزل کی پہنائی
 کے ہونے وقت عین صبح کی آبیاری سے غالی
 ہے ہیں تربت و نغارت کا بدست بھروسہ
 ہے کہ پانی تیرتی سے نظر قریب و ننگاہ
 جانا ہے صبح کی صفت کا بجا ہے کہ تو
 چہرہ لڑکی ایک پتھری کی طرح لکڑی کے
 کا دل کاغذ اور ہمارے ہر خود رو۔ ہنسنے لگا
 ہر طرف کی ہنر وہ کادالی دوپٹہ ہوا ہے۔
 صبح کا دلکش وقت ہے ایک چین و دیہین
 میری جالی دو تیز لون کی چمکا دل را و زایہ
 جو حسین جو ایک خاص ایسا درخت ہے
 حیدرنگاہوں کو ہمارا ہے ہر جس کے اختالی
 و گلابی چہرہ کی تیز سہری شامیں پہلا
 سے مل جلی کر زمین کو مکان طمانینا ہی ہے
 اور ترستی ہوئی انگاہوں کو ہوا کرتی ہوئی
 اس دل کو کہ رو بہ نور پیر لوت جاتی میں ہے
 سیلاب پر صبح شبنم پر چاندنی یا کھنڈیز لگی
 صبح کو دل کے حالت ہے عیاں ہے آفتاب
 عالم تاب میں چہ چارہ ہی غلطی کریں تیار
 کے کو پہکارا ہے اور وہ چنچہ رہن آہستہ
 و کشادہ ترست ہر لڑکی کی دلجو فرما
 و شہل پر ایک لڑکیا نہ انداز سے کلمت
 میں صبح ہے لگا لگا پہلہ دل ایک گلہ رتہ
 کہنے کے ہیں بار بار پھرتا تھا ہے
 اور تیرنے کے تازہ غنائی ہاتھ سے
 اور آواز کے تازہ

مگر جھجک اور سہم کر پھر افسر کینہ چھو لیتی
 ہے اور اپنے قصہ میں کیسے طرح کامیاب
 نہیں ہوئے پانی یہ کیوں یہ اس لئے
 کہ عیب وہ نکل یہ بہن اپنی نازک
 طرز رنگین اور نگلیاں گل کی تیشوں کی ہفت
 کر کے لگاتی ہے تو میرے نہیں معلوم اسکا دلگند
 دل اس کے گاہیں چپکے سے ایسے کرن
 تیر پھونک دیتا ہے کہ وہ دونوں افسوس
 اپنا جگر تھکا تھا لیتی ہے اور یہ پروہ غزل
 اپنے پر غزل ارادے سے باز نہ چپ
 میری

ہوں بختہ لقا چمن
 دیکھ عالم کہیں جہان سے

اس موزن حال نہرہ جھل کے بڑے اراد
 آئین سے دبی حرف جو دہریں ہی صلال
 میں ہاؤں رکھا ہے جسے من خدا ہو
 کوہ کی مگر دیکھنے والے دونوں آفتہ
 بیباختہ تھا کہ خدا کے درخت میں یہ دعا
 فرمائیے میں اور بننے والے حضور قلب سے
 آئین و تم کہ ہے میں سے امیر مینائی
 باقی نہ دل میں کوئی بھی یاد ہو رہے
 پر وہ برس کی اس میں یہ لاکھ برس سے
 ایسی یہ نازین اسی اوڑھن میں تھی کیا
 اور کہ یہ صحت حال سے ت غزل کی
 عمر یقیناً موقت ۲۲ سال کی ہوئی
 اور

[illegible]

خاتون: نادہ کیا کرو گی ہو گی جی بھائی
یا حق رہی مادی ماری پھرتی ہو۔

نادہ: (دو تیز و تکی کا نام) جیسے باغ
میں آئی تھی۔ ماں جان ہر وقت
ایک گلدستہ بنی میں لکڑی لندی اندر
بیٹھا جاتا ہے۔ تاج تو بہت کسی طرح
سہتا ہی نہیں۔ بلکہ جو بخور دہا کرے گی
محبت ہے۔

خاتون: یہ اس ناؤ میں کی اولاد دیکھا ہے
سچ ہے مٹی کی تاج تیرہ جلیبت لکڑی
اسی آپا کر رہی کسی سی منہم ہوتی ہے
اور کچھ میٹھا چھانسا در دول ہی معلوم
ہوتا ہے کہ میں سے کلیجہ تمام تھا کر رہ

جاتی ہوں خدای خیر کہ سب آج صبح تکی لکڑی
شک کا ہے وہ بابل انکہ موت و فخر
رہی ہے کچھ ایسی ایسی بد شکوئیاں ہر
میں کہ دل کا تپ کر رہا ہے۔ لکڑی جگہ کو
آجیتا ہے۔ تم تو دروغی آئیں اور حرکت
ایک ہیں باہر جانو اسے فتنے میں ہوں نے کیا

نئی طرح میں موجود ہونے با دار سے بددلی
شکوہا نامنا سب اور فضل خرچی محرم
ہوئی۔ اسے تو ایسی ہی جیور تانہ لکڑی
شیشہ و کانٹا لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
میاں بیٹھا ہے۔ لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
ناتجربہ لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی

نظر ہوا پچھلے جیور تانہ لکڑی لکڑی لکڑی
کہہ مٹی ڈھولک آیا اور ایک نظر دودھ پی رتن

میں رہا۔ وہ تو فرستی لکڑی رتن تھا وہ چکنا چور
ہو گیا تھا۔ آپا کر رہی کے چارہ ہی کیا تھا
تھارے لکڑی لکڑی ایسی عادت پڑ گئی
سہے کہ ان سے بددلی لکڑی لکڑی لکڑی
ہی نہیں جاتا۔ جیور تانہ لکڑی لکڑی لکڑی
بارہ مٹی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی

سینا لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
پانچ لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
کھانچے لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
یہ لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
جہاں لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی

چات ہر جگہ لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
نیز لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
نیز لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی

نیز لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی
لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی لکڑی

<p>مردودہ ہوں خدا چاہے اچھی سی خبر ہوگی۔ والدہ۔ دیکھا چاہیے تمہارے آبا کے میں خدیجہ کے مرزا اچھی سی خبر سنائیں۔ نادرہ۔ یا اللہ میری جان کی خبر سنائیں تیرا کھڑا چڑھاؤنگی اور خلی نقاری کرونگی حلق بھی بھر دے والدہ۔ پوٹی تیرے منہ میں گئی شکر خدا ایسا ہی</p>	<p>گنہگار پس نہ آئے دن تو بہت چڑھ گیا ہے دیکھا چاہیے کتنی دیر میں مد پس آتا ہے نادرہ۔ میری اچھا مال۔ یہ آج صبح ہی مہاجان کہاں گئے ہیں وہ تو اتنا سویرے منہ اندھیرے کیس نہیں جاتے ہیں۔ آج ایسی کیا مجبور رہی تھی۔</p>
<p>والدہ۔ پوٹی کچھ ایسی ہی ضرورت ہے جو آج تمہارے ابا مرزا حیدر علی سے ملنے کو اتنا سویرے گئے ہیں۔ نادرہ۔ وہ ایسی کوئی ضرورت بھی جس سے</p>	<p>والدہ۔ پوٹی کچھ ایسی ہی ضرورت ہے جو آج تمہارے ابا مرزا حیدر علی سے ملنے کو اتنا سویرے گئے ہیں۔ نادرہ۔ وہ ایسی کوئی ضرورت بھی جس سے</p>
<p>استدرا بے چینی تھی۔ کیا چچا جان کی خیریت دریافت کرنے نہیں گئے۔ والدہ۔ کل دو چار دن پہلے یہ متنوش ہوئے نظر آ رہے ہیں کہ دل بے قابو ہو گیا ہے۔ آخر گھبرا کر رہا ہے چچا کی خیریت دریافت کرنے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر تمہارے چچا کی جلعیت زعیمیت دشمنان کچھ ناساز ہوئی۔</p>	<p>استدرا بے چینی تھی۔ کیا چچا جان کی خیریت دریافت کرنے نہیں گئے۔ والدہ۔ کل دو چار دن پہلے یہ متنوش ہوئے نظر آ رہے ہیں کہ دل بے قابو ہو گیا ہے۔ آخر گھبرا کر رہا ہے چچا کی خیریت دریافت کرنے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر تمہارے چچا کی جلعیت زعیمیت دشمنان کچھ ناساز ہوئی۔</p>
<p>نادرہ۔ یا اللہ میرے چچا جان اچھے بھلا اور میرزا باہریت کی جڑ لائیں۔</p>	<p>نادرہ۔ یا اللہ میرے چچا جان اچھے بھلا اور میرزا باہریت کی جڑ لائیں۔</p>
<p>والدہ۔ پوٹی خدا اگر ہے۔ آج صبح ہی سے میرزا ایقن آنکھ بے طرح میڑک رہی ہے اس کو ڈی کا پھر کٹکے کبھی اس نہیں آتا۔</p>	<p>والدہ۔ پوٹی خدا اگر ہے۔ آج صبح ہی سے میرزا ایقن آنکھ بے طرح میڑک رہی ہے اس کو ڈی کا پھر کٹکے کبھی اس نہیں آتا۔</p>
<p>نادرہ۔ اہل جان یوں تو خدا کی پوچھی میں کسی کا چارہ ہی نہیں رہے مگر چھوٹا</p>	<p>نادرہ۔ اہل جان یوں تو خدا کی پوچھی میں کسی کا چارہ ہی نہیں رہے مگر چھوٹا</p>

سے دھت فرمایا۔ درندہ آجکل کے بھائی
 تو پروف علیہ السلام کے سے بھائیوں کو
 بھی گھریں میں جھگڑاتے ہیں ایسی ہی بھاری
 بچا بھی مقدور کا دہنی ہے کہ جسے غیب سے
 ایسا خبریاں شفیق بنا بھائی ملا جو باپ کے بھی
 زیادہ پیارا اور شفقت و محبت کرتا ہے بھائی
 خدا عزوجل نہیں شک نکور سی اپنا نمونہ منہ
 کیونکر دکھا سکتی ہے

نادردہ۔ ماں بھر مرزا صاحب کے یہاں
 بایکوں خیریت پر چھنے لگے کیا چچا جان سے
 بذریعہ خط و کتابت یہ بات ناممکن یا
 محال تھی۔ مجھے تو تجھے کہ مرزا صاحب
 کو چچا صاحب کی خیریت معلوم ہو اور اباجان کو
 نہ معلوم ہو۔ یہ بالکل آن ہوئی بات ہوئی بات
 معلوم ہوئی ہے کیا چچا جان کو مرزا صاحب
 کے بھائی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔

والدہ بیٹی ایسی تمنا خدا بالکل پچھو
 ابھی نہیں اتنی سمجھ کہاں۔ جو تم ان
 معاملات کی نہ کو پہنچ جاؤ۔ خدا کے
 اس کے لئے عمر بید۔ جان من بات
 یہ ہے کہ مرزا صاحب کا بھائی دوسرا
 نثار علی ان دونوں اکبر تار سے بھائی
 دوسرا تار والا ہے۔ اس میں اور بھائی سے
 چچا میں ایسی دوستی ہے۔ جیسے دانست
 کافی روٹی کہتے ہیں۔ پس ایسی ہے

میں تار سے اباجان مرزا صاحب
 کے یہاں گئے ہیں۔ کہ اگر مرزا نثار علی
 آگیا۔ تو اس سے مفصل حالات
 معلوم ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ مرزا نثار علی آگیا ہے
 ورنہ اتنی دیر تھا کہ یادوں میں گزرتے مقرر تھے
 بلکہ وہیں چلے آئے اور اب تک آگئے ہوتے
 چونکہ اکبر تار میں نہیں چچا اور مرزا نثار علی
 ہمسایہ میں۔ اور مکان سے مکان ملا ہے
 اور شاید بھائی سے چچا نے یہی یہ لکھا ہے
 کہ مرزا نثار علی سے میرے مقرر حالات
 معلوم ہو گئے ہیں بھائی تار سے اباجان کو مرزا
 صاحب کے یہاں جاتا اور مرزا نثار علی سے
 کچا چچا معلوم کرنا ضروری و لازمی ہوگا
 پس وہ آج جس جگہ میں آگئے ہیں۔ خدا خیر
 کرے اچھی خبریں۔ مگر دل کینست بالکل
 تار سے نکلا جاتا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔

نادردہ۔ خدا کرے مرزا نثار علی آگئے
 ہوں۔ اور مرزا خیریت لائے ہوں۔

والدہ۔ آمین خدا اب بھی کرے۔

نادردہ۔ دیکھو کہ کوئی دیکھ کر کہہ کرے
 وہ اباجان آگئے ہیں۔ حسب تار۔ وہ
 اور کبھی قد سنو ایک آگئے۔ یہ ان کی
 آنکھیں کیوں ان کو کیا رہیں۔ کیوں
 اب آپ کیوں ایسے بچہ رہیں۔ اب اس کے

خونچکان و اشکبار آنکھ کو جوئے خون بنا کر میرے کہ اس صدمہ اور درد و اذیت
تیرے بیوقت منہ پھیر لینے سے مجھے ہلکا کرنے سے نجات ہو جاتی مگر ہنہیں میں کیلی
نڈان اور بیکار ارجار نظر آتا ہے تیرے سینہ کو بی کر دل میرے لئے ہی تو آواز
بیوقت کے اندھ جانیسے میرا دل پھر وہ دن یہی ہے اور تیرے جیسے ایسا ذوق
شعل سہول اور بیکار کی پہنچ قابو حال ہے کہ میں خود ہی کا کس کس سنگ ہم آذوق
آدمیر کے پیار و دل میں سے بچے بچوں کی طرح پا لافٹا یہ تو نے مجھ سے کیسی
بے وفائی اور کیسی بے اعتدالی کی ہو گئی ہے تجھ سے ہرگز نہ امید نہ تھی آہ میرے سینے
میرے دل کے لئے تو نے بھی مجھ سے اس طرح ایک ایک منہ پھیر لیا ہے
پیار سے بچ ہے سے آتش رقیق حال میرے وقت پر نہیں کوئی
شریک جنگا میں شمشیر کا شہنشاہ نہیں ہے میرے وقت یا زو میرے بڑی
کے ساتھ میرے خونخوار رحمت کے شریک میرے جان و فرماںبر و رعیت بھائی میں
بچتے کہاں دعویٰ کہاں تلاش کر دے میرے یوسف تابی قسمت کے کسی ایک
کنوئیں میں بصورت ناشاد و ناخراہ ہوئی اب کہاں پاؤ لگا تیری مفارقت
میں دور و کر آنکھوں کو دیدہ بے حشر و بناؤ لگا ہے ایا کہ لہنی امید ہے آہ
اسے تیری فراموشی ہوئے نظر نہیں آتی کہ تیرے وقت و صدمہ آجانی تو میرے لئے ہے

سینہ کو بی کر دل میرے لئے ہی تو آواز
دن یہی ہے اور تیرے جیسے ایسا ذوق
کریں خود ہی کا کس کس سنگ ہم آذوق
کہ ہوئی اسے میں ہم سب سے غمگین و حشر
نادرہ سے آواز پھر تیرے پس میری بھئی
پس آواز زندگی بھر ہے اس وقت تو شک
میرے تو حقانی پر دھرو اور میرے کہ اندھ ہشت
صبر و دل کے ساتھ ہے یا اندھ میری بھئی کو میر
جس عطا کردہ تم اسکا وفا سا صبر ہم
کیلچہ دل جا بیکار اور یہ ہم کیا پرت جا سکی
نادرہ اسے میرے پرت جا میں ہمیں کہاں
اور اس طرح دھو تہا صحتی چروں اسے
اسے ظالم اجل جیسا تو نے میرے ناشاد و پور
کو مجھ سے جدا کیا و بیام ہی اجرو خدا سے پا
اور تیری آگے اسے اندھ کر تیری ہی مہیا کیلے
رہ توں اور اپنی ناپاٹے خدا کرے
قرضہ حکم آنا اف میرے بھرے ہالے پور
تیری کشتی تیری و لکڑیاں تیری دل پہاڑی حرکتیں
جس قدر پر لکڑیاں تیری میں تھکتی تو سبایت جاتا
دل میری سی چل جاتی ہے آہ غم اس
تیری ہی کشتی چلتی ہے تیری ہی کشتی چلتی ہے
تیری ہی کشتی چلتی ہے تیری ہی کشتی چلتی ہے
تیری ہی کشتی چلتی ہے تیری ہی کشتی چلتی ہے

ہی ٹوٹ گئی۔
 اچھا زبانی۔ اسے اب صبر چاہا اور شکر
 اچھا دہی کیلے جیسے اندر فرزند تم سے اتل
 برنگ لکھ چھوڑ کر تپ رہے
 تپ رہے تپ رہے نہ دونوں کو ایک کاٹ
 فرزندہ کیلے اسے اسے میرے تو ہوش
 اس تو میں جیسے سنتے ہی اس کے اتل جی
 حواس نہ رہا کہ میں ہوتی اس مرحوم کی کچھ
 اور واقفیت تو یہی پوچھتی کہ اس کا خیر روز
 کی کچھ اور واقفیت ہے کہ تجھ کو تکلیف
 کیونکہ مہولی کس سے لگی اور اس دلہہ و سائلہ
 کو کسے دن ہوئے موت کی وقت کیونکہ مہولی
 اچھا زبانی۔ اسے اور کیفیت کیا پوچھتی
 میرے دماغ کی بات نہ کی کہ میں اس سے ملنا
 زندگی بھر کے سے نہ کیا پس اب اسے ہی
 میں یہ دعا اور میرے کہ وہ غفور الرحیم
 اس کی مغفرت اور اسے عذرت دے
 کہ ہے۔ تجھ کو تکلیف اچھی طرح ہوئی
 البتہ میں نے یہ صحت ہے کہ آخری دیدار
 میں غصہ نہ ہوا اسے اسے گروا
 دونوں سے فراق۔
 میں نے یہ پوچھ کر کیا میری امید کرنا تھا
 میں نے یہ پوچھ کر کیا میری امید کرنا تھا
 میں نے یہ پوچھ کر کیا میری امید کرنا تھا
 میں نے یہ پوچھ کر کیا میری امید کرنا تھا

خود ہی نہ اس کے پاس تنہا ہی مہولی ہوتی
 مہولی نے وقت بھی اس مرحوم کی دیدہ میسر نہ ہوئی
 اسے یہ قتلہ تو مجھے تازہ دیتا رہیگا
 دل کے دل ہی میں اہل دل کے
 پوچھتے ہاتھ نہ اتریں پوچھو دل کے
 اچھا زبانی۔ حالت نازک ہو گیا کچھ دیر
 لگتی ہے اور یوں ہی تو پہلے ہی ہے۔
 نازک اندام تکلیف و محنت تھا بیمار کی طبیعت
 نے اور بھی رہا سہا خون چوس لیا ہو گا
 پھر کیا تھا۔ موت عالم کا داؤں چل گیا
 نادرہ۔ جیسے میرے چاہا میں قسمت
 جی کسے چھا لکھ رکھا روں گی۔ آف آف
 کلیجہ منہ کو آتا جاتا ہے اور ول خون ہو
 کہ انکھوں سے بہا جاتا ہے۔
 اچھا زبانی۔ چلو میں مکان کے اندر چلیں
 وقت یہاں مہتر مانا سب نہیں۔ گو مکان
 کی چار دیواری ہی کاٹے لگاتی ہے
 درو دیوار سے وحشت برس رہی ہے
 دل امتہ آتا ہے۔ جگر شق ہو جاتا ہے
 مگر اس وقت اندر چلتا ہی مناسب ہے
 کیونکہ اگر لوگوں کو خیر لگائی گی تو پرستے
 دونوں کا نام لک جائے گا۔
 اچھا زبانی کے ایسا اشارے
 سے یہ دونوں ماں بیٹی سیاتگی
 اٹھ کر گھر میں گئیں۔ اس مکان کا احاطہ

اتنا بڑا اور وسیع مقام کہ اس میں ایک
چھوٹے سے باغیچے کے علاوہ پانچ سات
اودھ بھی بنے اور آباد تھے انھوں نے اپنی
مکان اور باغیچہ ان گھروں سے کھینچ کر
پر جھا۔ باغیچہ ان گھروں سے پھیلے اور آہ بیکا
اسی آواز بھی تھی کہ اسی مکان تک محدود تھی
اس لئے کسی اور کو اس مکان کی طرف نہ پائی
بلکہ سے انھوں نے زنا خانہ میں گھر قائم کر کے
تیار کیا پرانے گھر۔ آخر میں وہ بیکا کی
نے مکان سے نکل کر احاطہ کی اور غور توں
کا دل دہلایا۔ یہ وہ درد انگیز ہیں اور
قیامت خیز تر نہیں بلکہ ان کے گریہ و
کی وجہ مدم کر کے ختم کر دیاں اور بیاں
شریک حال و خریک حال ہوئیں۔
پیارے عبادتیں مہتمم مردانے مکان میں
ملوث ہوا ہے۔ آئینہ سہارا ہے۔ کہ کچھ
اجدواں بھی یہی حسرت انگیز و تہیخیز
منظر نظر آئے تھا۔

دوسرا باب

سیر و شکار

چلا آج جو تو سیر و شکار کو منظر
کرتے ہیں نظیر کا بھتے تھار کوئی

تمام ہونے کو ہے سرلی سوار ہو کے
گھومتے پر سوار ہے۔ ہے تھلیہ سے

طوفان مٹو دار ہے بگولے بلند ہو مہر جا رہا
چارو طرف اندھیرا پھیلا رہے ہیں بیجا مسخر
انہوں میں غبار کے توں اور جو اس کے تماچوں
سے بلبلارہیں ہیں گردنیں آنکھ کان ناک
کے سافقہ وہ بلبل کیا پتہ رکھ لگی کی بھانسی
بیل کے سافقہ یا بلبل کا مارا شوق کھول کے
سافقہ کیا عیاں چور اور دوزخ یا لیا اس تند
اور تیز اندھی آئینے پہلے ہی منزل پہنچو۔ یا
کسی آئینے پہاڑ نہیں ہوئے وہ گویا بیت ہی اچھے
ہے اور قسمت کے وحشی نکلے گئے حضرت ہی کا
نوک سے جہاں گھر سے تھے وہیں کاپ سے تھے رزق
کراںپ رہتے تھے اور یہ کہہ رہے تھے ج
رہیدہ بود بلائے دے بغیر گذشت
مگر جو بیست مصیبت کے بارے
ابھی راہ ہی میں تھے ان بکیموں کی تو وہ
مشی پلید ہوئی کھجور کی پیادہ۔ ہزار کھانستے
ہیں انکھ کھنکھانے میں چھینکتے ہیں انھیں
تھے میں منکرو دہائیں چھپاتے ہیں۔ گھر ایک
کے ذرہ اس بلا کے تھے کہ مزدوق کی
گوہیوں کی طرح آتے تھے اور یا تہی خیم کو
چانداری بناتے تھے جن سے آنکھ ہانک ان
اٹے جاتے تھے
تمام ہو نیکو ہے۔ مگر انساں عالم انساں
دقت سے پہلے ہی اس طرفان سے تھلہ
ہو کر اپنے نورانی چہرہ پر گردی آہٹا تھا لوپ

تعب و دل کی ہے اور اس کی نیند نہ چھینے والی کر رہی
 جی بڑی عالم اسکا نگوہ بند کئے ہوئے ہیں ہم سہم کر رہی
 کے گوشہ کی طرح سرست گئی ہیں تیار کی نئے چشم زون
 زمین و آسمان پر اپنا قہقہہ کر لیا اور کولہ بولہ نکالیں
 سکھ بھاؤا دیکھ بانی مانہ حصہ کو بھی شیب کا شیب
 رنگ لباس پہنا کر ظلمت کدہ بنا دیا یہ طرفہ
 اعلیٰ میں تمام جہاں نیند و ناز کا شات
 ظلمت بار ہو گیا۔ یا اللہ یہ طوفان ہے
 یا قیامت کا سامان ہے۔

شام ہو چکے ہیں۔ ہوا کے تند تیز چہرے
 اس خاک کو جو ایسی اونٹوں کی لمبی لمبی
 قطار میں ہاتھوں کے زبردست اور چرسے
 برسے پاؤں گھس گئے سمجھوں گاڑیوں
 چھکڑوں بہیوں کے پیچھے اور گھس گئے
 انسان کی دلی دلی چالوں سے روندی
 جا رہی تھی۔ ارادہ اگر آسمان پہ پہنچ رہا ہے
 جس سے چہرے میں نام تھے ہوئے دل
 باؤں سے شامیا لے کر بائیں پٹے بہن
 میں چھپا لیا۔ اسب دیکھنے والوں کو اسکی
 آسمان کے چہرے ایک اور آسمان نظر
 آ رہا تھا۔

شام ہو چکے ہیں۔ لیکن اس قیامت سیفر
 عشرت نیک طوفان میں نظر بازوں کو کچھ
 رنگ نظر آ رہے ہیں۔ جو ایسی نکسہ فاسد
 ہے کہ ان میں ہر لمحہ سوار اور کچھ پہاڑی

کے شور و غل بہ ہنگامہ زمانی اور رفتاری سے
 زمین و آسمان میں جا رہی ہے اور ہمال ہو کر رہا ہو چکا
 ہے۔ انکے سپاہیانہ اطوار صاف بتا رہے ہیں کہ یہ
 رگبتا نہیں چلنے والے مسافر کی طرح سرست
 پاک ٹانگ آلود ہو کر کر و غیار۔ باسراپ ماہ
 گزرا ہو چکا ہے اور زمین کے چٹھروں کو غمگین کر رہا
 ارادہ اگر فلک فرسا کر رہے ہیں۔ یہ سوار و
 پیدل و نیزہ تلوار و پیروز اور ڈھال ہنڈی
 وغیرہ سے اچھی جتنے ہوئے ہیں علاوہ انکے
 شکار کے اور بھی سامان تیار ہیں اور یہ
 کل کے کل خریفہ بیرو شکار ہیں۔

شام ہو چکے ہیں اس ظلمت بار اندھی
 میں جو ان سرد و نکو بیہوش کر دیوالی جو انفرج
 کی علاقہ باز تلوار میں چمکتی ہیں یہ و برق
 برق دھن میں جو سرگرم کو اپنی شعلہ
 باد برق دھن سے روشن رہیں کہ تین۔
 پیلہ یہ وہ شورش و غل جہاں باب طبع پر کالہ
 آتش ہیں کہ جو اپنے شائق کش حسن کی
 چمک دیکھتے ان دھند میں اس آگنی کی
 طرح جو آتش پاپ ٹوپ اندھیری میں ہر جگہ
 تاثیر ہو کر رہے تا بانہ اور ہر ادھر بھر رہی ہو
 اور جس کی آتش پاپ آسمان و زمین میں ہر جگہ
 ہو جاسکے ہیں۔ اس غبار سے پہلے
 آسمان کا جو ہر جگہ روشن کر دیا تھا
 شام ہو چکے ہیں۔ لیکن اس قیامت سیفر

<p>وہاں بیرونی ظلمت ہاں اندی میں یہ چمک لکشی کیوں ہی تار لکھ اس کے نہیں نہیں اس غبار کی تار کی پورا پورا فناک تڑپ دکھا دکھا کر دھوکا دے رہا ہے میں وہ ان جوان خوار تنہا رونی چمک ہے جو نابری کا دم پھر رہی ہیں۔ اور اور دعویٰ سے کہہ رہی ہے کہ ہم آئندہ تاروں کے کم نہیں بلکہ دھن کی طرح بنیں گی پہلی کی طرح گئے اور شہاب ناقب کی طرح ٹوٹنے میں دو چار قدم آگئے ہی ہیں غریب یہ وہ خوفناک ہیں ہے کہ جہاں شمع مستی کو چلائے اور چمک چمک کر نکالوں کو حیرہ کرنے والی برقی بھی بار بار تڑپ کہ دلی دھار ہی ہے۔ اس منظر کے لطف یا کیفیت کی مصیبت کچھ اور بھی دل پر پڑا اور سپاہی کے چہرے دل سے پوچھتے تھے کہ جو صر کہ گارزار کے پیچھے ہی ہمیت دھونے والے مڑکوں میں سینہ بہر ہوا ہوا غلام یہ کہ اس وقت یہ میدان بالکل میدان آگ لگا رہا ہے چھوڑے پر خار ہو رہا ہے جیسے ہوا سے تندگی طوفان بے خبری گواہی شام ہو نیو گھر سے ہے۔ اور کچھ دن ابھی صبح ہے۔ مگر اس باقی دن کو تار کی کسے جھنڈ میں لاکر اچھا خاصہ ڈور دلی رات کر دیا ہے۔ کیونکہ تار کی چاروں طرف کافی کافی گھنٹوں کی طرح بچھا رہی تھی۔ اور غبار کے غبار سے ہوا</p>	<p>کے زبردست عقیدوں سے توالا ہو کر کسی بھی ہوئی زلف کی طرح پھرتے تھے اور دھار دھار بار پھرتے تھے۔ ایک سے ذرا جدا کر کے لکھو نہیں سنا کرتے وہ لکھ نہیں خاکی طرح کھل کر ہر ایک کو باخاطر مہر تھے آدھ مبار تار برقی کہ اور بھی اگر وہ غبار سے نکلتے گئے تھے بار بار کھاتے اور گلے صاف کرتے تھے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی انکی تمام کوششیں رانکاں جاتی تھیں۔ آخر رحم خداوندی نے جوش میں آکر اور ان تمام آفتوں کو سر میدان شکست فاش دیکر انکار رخ پھیر دیا۔ اب کیا تھا آندھی سے تند ہوا اور تندے مہولی ہوا رہ گئی مگر اس کے ساتھ ہی رعد کی کڑک پہلی کی چمک اپنا رنگ جھلنے لگی اسی عالم میں ہمارے تیز ویر میں نظر سے گزرتا ہوا صاحب زاوول۔ درباریوں روساء عظام و معزین کی جھڑپ میں ایک سی رشک تھا باہر دھڑکنے صورت و پٹھی پیسے دیکھتے ہی میا خٹہ منہ سے نکل گیا بالائے سریش زہر شمشدی لطیف ستارہ بلند ہی یہ وہ پاکیزہ صورت تھی۔ جس کی خورانی پیشانی سے جلال و جلال نمایاں صورت اور انبال عیناں تھے سر سے تھابھی</p>
---	--

رعب و ادب ایک راہ تھا قیامت سے سطوت
 وطن طغیانی کشتہ کشتائی ظاہر ہو رہا تھا۔
 اب ہم ایک انتظاکل از یادہ تکلیف ہندو بیچارے
 ایسے بنا دیے ہیں کہ یہ سکندر صوبت وارا
 خاندان خلیفہ کا ہاؤل قدیم نیست خم و چراغ
 اور کشتہ ہندوستان شاہ فلک بار کا جلیل الدین
 اگر زہی جاہ تھا اور اسکے ہم کیا یہ صفت کا علامہ مصر
 بدو افضل فیضی۔ حق نمانہ کو کلماتش و غیرہ و غیرہ
 حکیم ابو الحسن و حکیم ابو الفتح و سیر برادر و
 تو در کل خلیفہ مصطفیٰ
 یہی را کہین علیہ السلام کہ بری نورتن سے
 شکستہ پاورتہ التاج جیسے جلتے تھے۔ اور یہی
 وہ کہیں روزگار و یکساںے دیار سے
 کہ چٹکے علم و فضل کا طوطی قیامت تک
 شکر نشان عالم رہ سکا۔
 اس طوفان کی مصیبت و تکلیف جس
 طرح کہ بری نورتن کو پہنچ رہی تھی۔
 دیا ہی اٹھ ہر شیا جیاد بھی محسوس فرماتے
 تھے۔ کیونکہ آج کے ناک۔ کان منہ و غیرہ
 یہی خاک سے گوہر علیہ خلک ہو رہے تھے
 اسی جھجلا سبت و غیض و غضب کی
 حالت میں تباہ و مسمی جاہ کی زبان دربار
 سے بہت ہی سخت و نکلایم کلمات بے
 ساختہ نکل رہے تھے۔
 اب آندھی کچھ کچھ کم ہو چکی تھی۔ اور
 ہوا مہولی سے کچھ تیز چل رہی تھی۔ لیکن کبھی
 کبھی ہوا کا تند و تیز جھونکا بھی آجاتا
 تھا اور بجلی بھی جھپک جھپک جاتی تھی
 بالکل بھی اگرچہ رہے تھے جس اتان حیران
 تک سب وہل جاتے تھے۔
 شاہ ذبیحائے رحیم مان نکہ کی طرف مخاطب ہو کر
 کہ اچھا راجہ صاحب بہادر ہیں ہندو کی تست آپ ہی
 ان معائب بانی مانی و ذمہ دار ہیں ان آپ ہی
 اس خطا کے خطا دار ہیں یہ سنتے ہی راجہ صاحب
 حاکم برقیں پہان ہو گئے۔ اور مساکر معائب
 انکان سفر کاؤر۔ مگر وہاں کی جرات! سنبھل
 کردہ معقل جواب عرض کیا۔ کہ جس کا
 جواب ہی نہیں۔
 خداوند نعمت! جب خدا صم حضور
 گھر سے روانہ ہوئے تھے تو نہ آندھی تھی
 نہ طوفان نہ گرد و مٹی۔ نہ غبار نہ یکہ مطلع
 انوار ہو رہا تھا۔ آسمان کسی کے جوہن کی طرح
 نکھڑا ہوا تھا۔ سورج کسی کے روئے
 انور کی طرح منور تھا۔ کسے خبر تھی۔ کہ اس
 صحرائے بیابان جنگل و میدان میں
 عین وہی کیرقت ناکہاں یہ آفت
 خیز طوفان آجائیکہ لپس اگر آیا ہو بھی
 تو منیت ایزدی رضا کے خداوند ہی
 کا اقتدار و قدرت فرماتا چاہیے کہ جس میں
 کبھی کبھار ہی نہیں غلام غیب دان

تو تھای نہیں جو حضور دار سے پہلے ہی ہو کر
و قیام اقبال کی باتیں کوئی جان سکتا ہے جو کہ
جان لیا خیر و کفر کز شفت بہر حضور کے ہے
از دل کی برکتی تھی وہی وہی وہی وہی وہی
دو تھوڑا سا بھی اب غافلہا قرب ہی جو - تشاد و لداپ
ہم یہ میری ہی جانتے ہیں - خاطر فیض مایہ
میں میں فرماتے بھلا یہ تو فرمائیے مجھ
یہ تو رشاد ہو کہ اس تفاقید آفات سوار ہی
حادثہ اور صحت کا کوئی ڈر وار ہو سکتا ہے
ہرگز نہیں - یوں جو کچھ حضور پرورد
فرما دیں - اس پر مجھے سر جھیم ہی خم کرتا
و جب نہیں - نہیں !! عرض کیا -
بلکہ عین عرض ہے جی تضا کا کفارہ
ہی نہیں - مگر یہ بھی عرض کر دینا چاہیے
جائے ہو گا - خدا کی مرضی میں کوئی دخل
نہیں ہو سکتا - پس مجھے کسیا
خبر تھی - کہ یہ بخت عذر ناز حضور دار
کی کج عالی کو معصیت کر دیکھا - درمیں
یہی شکار نا بکار کا نام کہ نہیں لیتا
البتہ اس قدر غفلت کا میں حضور درنا ہی ہوں
کہ حضور درنا میں لڑکے کو میں - سنا تھا
شکار کی آفتا آکے دیکھا جی ہوائی کا
تھم قیامی سے جو ہو گا - ہوں -
شاد و فرما - جیسے راجہ - گویا ہی وقت
میں ہی ہوا - کہ میں ہی وقت
میں ہی ہوا - کہ میں ہی وقت

شخص تو خود کر دیا مگر لطف شکار نے
ساری کسر ہی نکال دی - ہاں الہی آج
تو شیر و چیتے و غیرہ کے شکار سے باہر
و اتنا ہی بہت ہی محض خود حضور ہو کر
اور چشم بد و رو آپ نے بھی حزب ہو کر
دکھائے -
راجہ یہ سب حضور ہی کے اتنا ہی اور حضور
حضور ہی جو ہر تشا سی برکت ہے و زمین
کیا اور میرے جو میری کیا -
شاہ و بچا - اے راجہ صاحب کسی دیکھا
بات یاد آئی - جہر قری جگر تو گئی وہ یہ کہ
میرزا زین تیسے روشن خیال نذیر نقال علی
ہو لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
دیکھا لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
جو ان رعنا حسین بکیت کی سیر قیام کی
مست پر حقیقت شوق تا مست ہو کر
سہم - بھلا اسب الیسا عدا صاحب تو
و کا و عین میں سے بہا کہاں - لے لے لے لے
اسکے اسکے اسکے اسکے اسکے اسکے اسکے اسکے
- گز تو میری چینی پر چھرا لے لے لے لے
ہے -
راجہ یہ سب حضور ہی کے اتنا ہی اور حضور
سب یہاں لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
جہاں کی رشتہ پر حقیقت لے لے لے لے لے لے لے لے لے
لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے

آشوب کے بدے خزن دلوے دیا آنگھوں کے جوڑے
خزن تباہے لڑجیا ہے۔

اسنے من بھی پھر دوسرے چکی بادل کی گرج اور علی
کی کو لنگول ہانکے اور ساتھ ہی مرسا مار پانی بھی
برسنے لگا شاہ عالم نہایت ڈر ڈر مارچ کا حکم دیدیا
سورسٹوں اور گھوڑوں کو بکشت چھوڑ دیا۔ اب
بڑھوئے اس قدر تیز تھرتھرتے کہ ان کا پیٹ زمین
لگ لگ جھٹکا تھا اور ہر چھوڑے وہ جھٹکا ہی جھٹکا
میں کل اراکین سلطنت مایا دین مملکت میں شہنشاہ
پایا گیا کہ جسے شہر بہت بکھر میں اعلیٰ ہوئے شاہ عالم
چھوڑے بغیر نل میں سنبھلے منزل کی۔

ایک بہ دانی شاہ خاور کو ملک نشیب نے
تلاش تماش دیکر تمام عالم میں اپنا
ستار کیا تھا اور ملک محمد کا ڈنکا بجایا
مقام سلطان خاور نے بھی خراسان پرستار
کو ترجیح دیکر اس کوہ میں پناہ لی تھی
اور بارہ گشتوں کی تارگی یا ترم کر دیا تھا
اگر منزل میں لڑتے اور خاص خاص
اراکین دربار و شاہ دین گھر بار کے عموماً
اور جگہ جگہ پر دنا گزرتی تھی۔ یہ منزل
یا عمارت بہت دولت ذہانتوں و آزاد گشتوں
سے بھر پور تھی اور اس میں کھڑے
سے کم تین سو تین سو چاندنی کی کہ سیال
ہر وقت تھی تھیں۔ ہر گشتی فصل و فصل
کے گشتی گشتی تھی۔ شاہ ملک

بارگاہ کو جو نگہ مذہب و ہر ملت کے حالات کی
تفہیم کو کسی تھی اسلئے اس بیان کو روشنی

میں لائے گئے خرمندہ آفتاب جہاں
باد دہلی شمس السماء ملاتا آواز دہلی کی
خبر سے چند فقرے ہدیہ تاخیر لکھے
جھٹکے ہیں۔ آپ جھٹکے ہیں کہ چند روز
کے بعد تیلہ عالم سے مہا ملی ہونے لگے
اصلاح کی رسموں کو سلام کر کے مسافر و زمری
رخصت کر دیا۔ عیدوں سے زیادہ یہ حسن
نور و زری اور ہندی بہت اردوں کی دھرم
و عام ہونے لگی تھیں کے بدو تیار اور خصلت

کے ساتھ عہدہ بڑے مالک جہاں پناہ کھڑکی
اور گری سر سے باندھی مبارک کھڑکی
یا سمجھ لگن کو ایک ہلکے پھانسی پر پشانی
پر ٹیکا لگا یا یہ چھوٹا نگارنگن آفتاب میں باندھ
کر اوپر بادشاہ نے تخت پر بیٹھ رکھا اور صبر
رسم شہنشاہ کے بھتیجی کشتی میں بڑا اور
ہول بولنے لگا دوسرا کو بار آفتاب پر بیٹھے
آفتاب کے بیچوں پر شراب رکھی جاتی
جاگوشت۔ اس پناہ و خیر اور بہت سی
فصلیں چریں چریں اور صبر چریں چریں
جو تھیں۔ والہ کے انتہائی پرستار
اہل دربار کو بڑا کر دیا۔ ہر گشتی
کی وہ آگ سلی۔ گھر گھر اس کی رات
آفتاب کے بنے اور حکم اس کے آگ اس کی

قیامت تک نہ پہنچے پائے صبر و خیرنگہ سے پاؤں کیا
 اور پایا آئے اور کتب آسمانی پیش کر کے لکھے مطلب
 بیان تھے اور بزرگوں کی تصویریں پیش کیں (شاہ
 نوحیہ کا دل چونکہ کوناگون محاسن و بوی قلموں پر
 کائنات تھا اس لیے کہ غزل کی تمام بدائش و زیبائش
 تمام تہذیب و تمدن خاص انگریزی طرز کے
 تھے کہ سیوں کے درمیان ایک بہت بڑی
 خوبصورت چیز اپنی و نفیر میں تلاش
 دکھا رہی تھی۔ جس پر اکثر انگریز
 دعوت ہوا کرتی تھی اور تمام انگریز
 نفیس و لذیذ کھانے پینے جاتے ہیں
 اس مہینے کا مہتمم بھی ایک اعلیٰ درجہ
 کا انگریز ہی تھا۔ اور یہ تمام کھانے اسی
 بیق قبر پر کارنگیز کے اہتمام سے واقف
 میں تیار ہوئے تھے۔

پس سوچتا بھی تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی
 اور حکم ہوتے ہی کھانا تیار کیا گیا۔ اور
 سب نے طبیعت قاطر کھو یا۔ جب کھاپی
 فراغت ہوئے تو شاہ عالم پنہ کے دل میں
 منزل میں پھر مرحوم و مقوم سرفراز بیگ کا
 خیال مدخل آیا اور آخر مقوم ہرگز سپنے
 حقیقہ و دربار سے شائبہ جو کر رہے تھے دیکھا۔

شاہ عالم دیکھا۔ صاحب سرفراز بیگ کی قبر وقت
 موت کا کچھ وقت پہلے ہی وہ تھے اس لیے
 میں چاہتا ہوں کہ اس کے چہرے پر شادی

کو اس کا تمام اندر بیوہ دیا جائے کہ اس کے جانی کی عزت
 اس کی محبت کی وجہ سے جن عورتوں کو میری راس
 اختلاص مودہ اپنی راز دارہ نظام کریں مطلق نہ دیں
 تمام انگریز خدائیں و ہمارا عہدین عاقبت میں
 ایک زبان ہر عرض کیا کہ قبلہ عالم و عالمیات ہر طرف
 کی جوامہ کی کالونج دھارہ ملی بیروت موت کا جھگڑا
 کا فرو تنگدل ہی کو نہ ہوگا۔ ورنہ یہاں لوگوں
 فرد و بشر دنیا نظر نہیں آتا۔ جو اسے علم سے
 مومن اور جدائی سے مبہم نہ ہو۔

جرات۔ شجاعت۔ دلیری۔ ہر ہائی۔ ہر ہائی۔
 بہادری۔ جرات۔ دلیری۔ ہر ہائی۔ ہر ہائی۔
 طبیعت کوئی۔ صاحب چرواہی۔ بزم ادا۔ بزم ادا۔
 وفایت دلیاقت کی جیتی جاگتی
 نصیر چھین کی۔ انگریز اہواز بیگ کو سرفراز
 تھا کہ کوئی سرفراز کی قدر افزائی و
 شرفاوازی کرے تو اسے اپنے بھائی
 عزیزی کی بے وقت موت کا صدمہ تریاق
 اگر ہر ہائی۔ چچا پوس کے افسوس ہی کو کچھ
 جانی کے بہلا حضور و نانا۔ اللہ اللہ کی اس
 روئے بریضانی کے کس کیفیت کو افسوس
 یہ کفر ہو سکتا ہے

شاہ عالم دیکھا۔ صاحب سرفراز بیگ کی قبر وقت
 موت کا کچھ وقت پہلے ہی وہ تھے اس لیے
 میں چاہتا ہوں کہ اس کے چہرے پر شادی

انشاء اللہ ہوگا۔ آپ کی خواہش ہے سبب نہیں۔

راجہ۔ دھوب ہو کر کھانا کھوڑا اور کھانا
کے کچھ خاصہ فرما کر اور کچھ بھی کھانا
ہو سکتا ہے نہیں۔ نہیں۔ جانتا دکھائیں

سرفراز بنی کا بھائی۔ بھائی بنی ہر طرح اس
فرز بنی کا مستحق ہے۔ اور حضور اس کے
یہ رعایت ہونا لایا ہے۔ تاکہ اعجاز بنی کو
حضور پر نور کے اطاعت و عنایت کی

دلیلیاں دوسو زیاں صبر جمیل کا کام دیں۔

شہادہ دیگا۔۔۔ یعنی راجہ کو تو دل صاحب

بہتر تو یہ ہے کہ آپ صبح اٹھتے ہی سب سے

پہلے اپنا درمن تھو۔ ورنہ اگر یہ کام کیجیے کہ صبح

راہور کے نام ایک سفیران مابین حضور صا اور

فرما ہے کہ وہ مرزا اعجاز بنی کا کوٹھیاں

و طاقاں رہنمائی کے دربار میں حصار

ہوئے اور خلعت و منصب و معاہدہ

کے سرفراز ہونے کا مژدہ ہے۔

یہ مرزا کر شاہ کیوان جاہ سے دو بار ہر نام

ایک چوکر پادشہ بھی اپنا اور با بندہ

مستحقا کر چکی گئی۔ اس سے کیا سبب کر کے

ہے آپ قیام کو کوٹھیل و سرور و خفا و راجہ

تو دل سے سیر سے اندھ میر سے سب سے

مسلحہ ہندوستان کے حکم نہیں اور انہماک

کی تکمیل یعنی صوبہ ہندوستان کے نام فرما کر

بھیج دیکھا معنوں ناظرین بچا کر بن

محضی یا پر شہید نہیں۔

تیسرا باب

بگڑی ہوئی

سرفراز بنی کا بھائی۔ بھائی بنی ہر طرح اس

فرز بنی کا مستحق ہے۔ اور حضور اس کے

یہ رعایت ہونا لایا ہے۔ تاکہ اعجاز بنی کو

حضور پر نور کے اطاعت و عنایت کی

دلیلیاں دوسو زیاں صبر جمیل کا کام دیں۔

شہادہ دیگا۔۔۔ یعنی راجہ کو تو دل صاحب

بہتر تو یہ ہے کہ آپ صبح اٹھتے ہی سب سے

پہلے اپنا درمن تھو۔ ورنہ اگر یہ کام کیجیے کہ صبح

راہور کے نام ایک سفیران مابین حضور صا اور

فرما ہے کہ وہ مرزا اعجاز بنی کا کوٹھیاں

و طاقاں رہنمائی کے دربار میں حصار

ہوئے اور خلعت و منصب و معاہدہ

کے سرفراز ہونے کا مژدہ ہے۔

یہ مرزا کر شاہ کیوان جاہ سے دو بار ہر نام

ایک چوکر پادشہ بھی اپنا اور با بندہ

مستحقا کر چکی گئی۔ اس سے کیا سبب کر کے

ہے آپ قیام کو کوٹھیل و سرور و خفا و راجہ

تو دل سے سیر سے اندھ میر سے سب سے

مسلحہ ہندوستان کے حکم نہیں اور انہماک

کی تکمیل یعنی صوبہ ہندوستان کے نام فرما کر

بھیج دیکھا معنوں ناظرین بچا کر بن

سے اس طرح کہ شہر و محل یا رکا حیرہ

انہیں جو طرح کسی حیران نصیب کے پیچھے سے
 دیکھ کر کاجہر اس مشرقی لبت کجا یا جبرجہ مست
 جبرجہ کے مشرقی اقمہ جو عرصہ کے بعد معاخذہ
 کر کے شہ باہم پرست مشرق سے تیرے حکمرانیاں
 تمام ہر ملک کے سیکے حکمرانوں میں عہدہ کریں
 کی انہوں نے دین کی جاتی میں دھنک مغرب بھی
 تن تکرار شہم کر ہی ہر ہوا ہے زہریلے دھوڑ
 پر بجا سحر سحر پناہم اگل رہی ہیں سناٹا دوں
 بادوں کی اندیدی نظروں کسی کی سیاہ اور
 کونکر اسے لیسے لیسے نگینوں کی بلایش
 پینے کے سینے بڑی بے قرار تھی دوڑی
 جاتی رہی۔ مگر وہ دوسرے اور کے دواں
 بل کے سے رہے ہیں۔ انہیں خواہر
 میں نہیں لائے۔ کہ یہ نہیں کون بلایش
 تمام کا وقت ہے کسی کا دباؤ اور سحر
 شہب زنگ لباس میں۔ کسی کی پیادہ
 پیادہ کی آئندہ دل پر پڑے پیار سے نہیں رہا
 سہنا۔ اور کسی شہنشاہ شہنشاہ و لنگر کے شہنشاہ
 کے ساتھ لنگر کا پید اڑے دوسرے سکوں
 پر شہنشاہ کا کمر رہا ہے اور منہ سے یہ نکل رہا
 ہے۔ تاش سے
 شہنشاہ کی نگینیں جو دیکھائیں کسی مجرب سے
 سامری ناوا نفا جاوون نظر آیا ہے
 بینکوں شتالوں جہاں کی مشتاق نظر
 دین کی شان میں یہ کہنا ہے جہاں میں

میں چھپایا جاتا ہے۔

اے! یہ کیا درد بارودِ افرا میں ہے کہ جیسے
 صحن پسند و بیکلی جلیق پھرک پھرک جاتی ہے
 اسے فیضی و حلیوں و ہر پیر میں ہی تو ایسے نہ ہو
 جبکہ اپنے انداموں پر چمکا ترس آتا ہوا دانت کے
 درد و دل کو وقت جگر کا کھرا غم گوش دے سنتے ہو
 اسے عشق انہیں شکر گوئی ہے، غنائی دے پرواہی
 کا خنجر بے نیل ہے۔ جو تر و مزدوں کی
 آرزوں اور نامزدوں کی امراؤں کا خون
 بڑی بے دردی دے گئی ہے بہاوتیا ہے
 اور عاشق جگر تمام تمام کر یہ پکارا سنتے
 میں سے ذوق

پہلے تیرے عشق میں ایساں پر بنی
 میری آجی کہ میری جان پر بنی

تمام کا وقت ہے ایک خوش حال خاتون اور
 ایک فرشتہ فصال لڑکی ایک پتھر سی پر
 یہی ہوتی ہے یکدو سر سے ہلک پر ایک
 وہ چہ خوش و صبح خوش اخلاق خوش مذاق
 خوش میرت خوش ہنیت۔ شریف نسب
 جان بیجا ہوا حق سے متعلقہ کہ رہے
 مگر اس معصوم صفت ملکوت صدمہ لڑکی
 کے پیار دیا ہے چہرے کے رخ کے اندر
 آواز نامور و سادگی سے جگوں جیسا ہے اندر غم و غم
 دیا ہوا مایاں ہیں ہر ہر اکابر و کبار
 ہر بات سے لڑکی کشش میں مٹا جاتی ہے آواز
 آواز سے لڑکی کشش میں مٹا جاتی ہے آواز

ہے گوشت و سرکہ بھلی بھلی انگلیں رہا تین ہوی
 ہے مگر اسکلور یا انداز پکار پکار رہا ہے
 کہ کبھی ہمارے دل پر یا تہ ادا میں عالم سوز
 شرارتیں ہنر ناکر کے چلیے غمزدے دل
 عالم پامال کرنے میں قیامت و معائنی
 اور فتنہ خفہ جگایا مکی سے میطر
 بھی گرا عالم لطفی ہے لیکن پھر بھی فتنہ ہے
 یہ عالم اور آفت نہ ہا تھا کھجور چھن ہر گاہ
 وادہ اگر آپ ایک صحن پسند شیفائی اس صحن
 گو دیکھو۔ تو آپ کو صاف معلوم ہو جائیگا
 کہ ان انداز غمزہ کرشمہ شوخی ادا۔
 حیا۔ اس ناظرہ و فریب دو شیرہ

چاند زیمب کے چادو بھرے صحن پر اپنی
 جلیق نشان کر رہے ہیں۔ گونگنٹ لٹ لٹ
 اس دیر یا صحن کو (قدتا) و لڑبائی سے
 مجبور کر کے کھا ہے۔ مگر حیب کئی جاننا
 دلدادہ سرکلیف و بیجا ب ہر گاہ دست
 ہر س واز کرے تو پھر دیکھئے کہ یہ پیاری
 پیاری مصورت کیسی قیامت افزائی
 کرتی ہوئی ہو یک نئی بڑی پر سی پیکر و لہن
 کی طرح جھم جھم کرتی ہوئی گونگنٹ
 سے باہر نکل آتی ہے جیسا جملہ آپ کے دلوں
 کے ساتھ ہی سلوک کر دیا۔ جو جلیق و لہن
 ہر گاہ سے لہن سے لہن کیا تھا لہن
 آواز سے لڑکی کشش میں مٹا جاتی ہے آواز

خود شاہ شریا جاہ کے در و درت پر حاضر ہو کر شاہ
تبدول چلے گی تہہ بستی حاصل کریں اور وہ کہیں کہ
شاہ عرس پانچ گناہ کا کیا اسدہ ہے کہ اپنی طرف سے
اس عالم میں کوئی حرف زبان پر نہ آنے
پائے۔ میرے خیال میں تو وہ عدل و انصاف
ہو گیا کسی آپکو عروہ و یوں اتہ پھر سے دیکھا
بلکہ عجیب نہیں کہ وہ علول و بارل علاوہ
آپکے عروہ عزیز و جانی کی ملکیت کے
کے جا کر دست ب بھی آپکو بدر کرے
اس کا تگ و سی حقیقت ہی کیا ہے اور
جائید کی بات ہی کیا ہے۔

اعجاز نبی۔ بیشک مجھے بھی اس غیور
شہنشاہ سے ایسی ہی امید ہے۔ بلکہ
اس سے بھی زیادہ

فرخندہ۔ آپ ہم لہ کو شش شروع
کر دیجیئے۔ اور شاہ سکندر جاہ کے در و درت
پر حاضر ہوئی فکر کیجئے۔ دیکھئے تو پردہ
غیب سے کیا ظام ہوتا ہے اسد و خدا
کی ذات سے بہت کچھ ہے کیونکہ وہ خود
ہندو بیلا سباب ہے کسی کی منت و خوش
و خوش اور کوئی نہ کوئی صہب پیدا
کر ہی دیتا ہے۔ کیا آپ نے سنا نہیں

خدا خود میرا سنت اربابوں را

ناورہ بیگم۔ فرقت بہرے بن ہے ابا جان

اس سوا سے شاہ کردوں پناہ لے آپکو بچا

حیطر جاہ سگر تداروں ایک ہے

یوں میرا مجاہد بھی ہرگز نہیں کیا ہے

ناظرین نگاہ میں آپ تو خود ہی تار کے پونے

کہ یہ فرشتہ خصال نازنین ناورہ بیگم ہے۔ اور

وہ خوش حال تاقون فرزند بیگم کی ولدہ نمرہ

اور خوش و خوش خلیق عقیق مرزا ۱۰ اعجاز نبی۔

اسکا درمتروم ہے ان میں جو بنوں ان میں تو

پیشوں ان تینوں میں توں سے علم

اہم کی ایک ہی حالت ہویدا ہے اور یہ انصاف

نما ہے اس وقت بائیں تصویر چنے سالت

و صامت دیکھتے ہیں۔ کسی کو لب کو

بھی حرکت نہیں۔ آخر انکی اس وسکوت

کے غنچہ کو اعجاز نبی کی نسیم کلا می

کی بیاری لے یوں شکستہ کیا۔

اعجاز نبی۔ دہی غور و بلی سے کیوں جی

سر مرزا نبی نے جو تگرہ۔ ہا۔ فتح پور بکری

میں ملان بنوے ہیں۔ نہیں معلوم ان کا

کیا انتظام و اہتمام کیا گیا اور آپ وہ کس

جالت میں۔ شاہ عالم پناہ نے بھی مجھے

یاد دے دیا۔ اور میں خود غزیر کرنا ہوا چیتا

کیونکہ مجھے ظہم الیا کر سنے سے روکنا ہی

ہمہ جیران اور ششہ ہوا ہوں کہ کیا کروں

کیا نہ کروں کیا نہیں لادار شہی پرستہ و شہ

خود و جواڑں تہا ر کیا کیا را ہے۔

فرخندہ بیگم۔ میری اس بے وصلہ تو یہ ہے کہ آپ

جان دجہاں کچھ آبدیدہ سی ہو کر کی جگہ
 جاگیر مرثیہ جانا د و مرثیت فرما دے ۔
 تو کی ہو کو لا ہو رہے ہیں جیسے کیلئے جہاں ہونا
 ہے بیکار اور اپنے پیار سے وطن کو خیر باد
 کہنا پڑے گا اور یہ مکان اور یہ احاطہ اور
 یہ گلزار سب کے سب میں رہ جائیگا
 اور میں پائے تخت کی بود و باش پر مبر ہونا
 پڑے گا ۔
 اچھا بھئی ! اہا بیٹی ! اگر شہ عطا اللہ کے
 الطاف حضور تو سے ہیں اپنے ساریہ
 عادت میں لینا پس کیا تو یہ تو ہونا ہی
 ہے ۔ کہ یہ سب تمام حق بہت پرار ہے
 اور میں اس عادت کی سکونت اختیار
 کرنا پسند ہے
 فرزندہ حکیم ! اہ بیٹی ! اس دنیا کا یہی عالم
 ہے ۔ کہ یہاں سے کوچ ہوتا ہے ۔
 وہاں مقام ہوتا ہے ۔ مکان کا نشان
 رہتا ہے ۔ نہ مکین کا مکان رہتا ہے ۔
 یہ بیماری سر اسر غلطی ہے ۔ اور صراپا نا
 مہی ہے ۔ کہ جس میں چند روزہ زندگی
 میں خدائی کرتے پر مرتے ہیں ۔ پھر نہ پائید
 ہونے کو یہاں دیکھتے ہیں کہ اپنے تمام
 کار و بار اس پروردگار جس سے
 ایک سینہ سے چھوڑ دیا اور نہ ہی
 ہر حال میں رہا ۔ بلکہ اپنے جسم سے

<p>ان سے زیادہ کوئی چیز ہی نظر نہیں آتی اور میرے دل کو ان سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہرگز ہی ہوتا تھا اس کے لیے کہ وہاں میرے ہونے کے لیے ظفر شاہ</p>	<p>میں تھڑی۔ ہوا تھڑی۔ مگلاں تھڑی۔ چمن تھڑی۔ ظفر شاہ بیگم۔ بی بی تم سے پہلے سے ایک قیامت برپا کرونی تھوڑا سا جس جلا اس کے نظم تھا اس کو کچھ نہیں آتی کہ جس نے تیار کیا اس کو گئے دن شاہ ذیجا ہجرت ہے نہی اللہ کوئی عرض و اختیاری کی نہ کسی وسالت سے تھا کچھ نہیں کی کچھ نہ کی نہ کچھ نہ کچھ نہ کچھ نہ کچھ نہ سے اگر کہ جلی ہی جاوے گی۔ اور تیار رہا</p>
<p>فرخندہ بیگم۔ بی بی تم سے پہلے سے ایک قیامت برپا کرونی تھوڑا سا جس جلا اس کے نظم تھا اس کو کچھ نہیں آتی کہ جس نے تیار کیا اس کو گئے دن شاہ ذیجا ہجرت ہے نہی اللہ کوئی عرض و اختیاری کی نہ کسی وسالت سے تھا کچھ نہیں کی کچھ نہ کی نہ کچھ نہ کچھ نہ کچھ نہ کچھ نہ</p>	<p>یہ باغ ہے چترار مہر سدا دل داغ درغ ہو جائیگا۔ راہ لڑائی اس سچے کے قربان نہا وہ بیگم۔ اہل جان خط ملاح ہیں وقوع باید کرو</p>
<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>	<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>
<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>	<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>
<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>	<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>
<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>	<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>
<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>	<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>
<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>	<p>عجائز مہنی۔ بی بی تم ساقی کو دہری ہو۔ زور معتدل دل چھوٹا کر رہی ہو۔ خدا کا کار ساز ہے جس میں ہے اس لیے سرو سامانی کی حالت میں تھاری عزت عظمت تروت</p>

جہاں کے دھندل اور کھینچوں کو خرابو کہ لڑکی
 کی طرح دھنک لڑنگ پہنچ جائے تو ترسے
 یہ کہتا تھا کہ ہمارا بھائی کول میٹر آیا اور انگوٹوں
 میں آئینہ ڈبڈبا ہے یہ رقت آنیز رو رہا ہے مگر غنظر
 دیکھ کر ان دونوں ہال میں کادل بھی نہ کوا گیا اور کسی
 غنظر نہ ہو سکا۔ ان خبر تو کئی گھنٹہ سے چھوٹ
 دل غمناک دھڑک چاک ہو گیا۔ پہلو میں نشین
 کلبہ میں درد و اقلہ آنکھیں جوئے حزن
 ہوئیں پھر کیا تھا کہ پھر میں کمرام پڑ گیا۔
 وہ سینہ کو پی ہوئی کہ زمین و آسمان تھیں
 گئے۔ آخر ہمارا بھائی بھی اپنے بھائی کی عمارت
 مہاجرت اور مہوشت کی صورت سے
 بے اختیار ہو کر عورتوں کی طرح ڈارہیں
 مار مار کر اور سسکیاں لے لے کر رہے
 پیچھے چھوڑے اور چھوٹی بیٹی لگا۔ یہ
 درد انگریز مشخرفنظارہ کوئی دس ہی منٹ
 رہا ہو گا۔ کہ اتنے میں ایک اور غروریت
 جیسی وضع قطع و بیل خورد۔ تراش خراش
 پوشش و لباس تیار ہی تھی۔ کہ ہونہ ہو
 یہ سسی متوسط خاندان کی عفت آباد ہے
 ہوا سی احاطہ میں رہتی ہے۔ اس وقت
 ماتم پر سیاہ کیلئے آئی۔ گواٹنگ شہر کے
 اکثر مشرزاہا جہان و خاتون تقریباً گریٹ
 مگر چونکہ ابھی تاسہ اس سانحہ ہوش
 وہ اس فرما سے پر سادہ بیٹے والوں کا

ناما نکارا تھا۔ بیٹے اس عورت بیچاری کو تارچ
 پاخرو نیک یہاں آئے اور اتنے غم دلم میں شریک
 ہو گیا موقوف ہی نہ تھا تھا۔ مگر یہ بڑی دلنوازی
 ہو رہی تھی منظر تھی۔ اب چونکہ تمام ہو جائے
 سے لوگوں کی بھرت تھی تھی اور اعجاز بھی
 اپنے مردانے مکان میں رہو بیت کر گیا تھا۔ بیٹے
 اسے پہلے آئے اور ان غم نشینوں کی دیکھتیاں کر گیا
 تھا کہ آگیا۔ یہ یہاں آئے کو تو آئی لیکن اس کی
 نرم دلی و رقت قلبی نے یہاں کا
 درد انگریز قباحیت پر سادہ نے سامنے
 اتے ہی اسکی آنکھیں پریم رنگ فق
 جگر خش کر دیا۔ یہ بیچاری تھی اور کی ہمدردی
 کی کئی عورتیں ہیں جبے قرار ہو کر انہیں
 صاف ماتم پر بیٹھنے والوں میں مل گئیں
 رہتے رہتے اس غریب کی آنکھیں اور
 خون ہو گئیں۔ جب خوب دل کے بڑا
 نکل چکے اور کچھ داس کا ہوئی تو اس نے
 استقلال سے کاحلیا۔ اور اپنے آئینہ
 پونچھ کر ان مال بیٹی سے سستی دیکھیں
 امیر تبت۔ شہر دے کیں۔ اور ان کے دل
 سے صدمہ جہاں لگا کو چھوٹا پچا۔ مگر انہیں
 ایسا لطیف و عقیف صدمہ تو پہنچا ہی
 نہ تھا۔ جو زینت بگیم مراں آئینہ عقیفہ
 وہاں ہے یہ کہ عیال سے بھول جاتا۔ یہ کریف
 یہ بیچاری ہی اس طرح ان کا دل پہلے سے

اور انکا غم غلط کرتے لگی۔

تر میت پر یکم - فرشتہ خاتم کو علیحدہ لیا کر
بھلا آپ اس روئے چیتے یا گریہ رکھ سے کیا دلیہ
آپ تو آپ مگر نادہ کی طرف اشارہ کر کے اس
سعدی کو کادل تو نہ دلائے۔ خدا نخواستہ اگر کھانا
نفسا کلبہ دل گیا تو پھر قیامت ہی بھلا گیا
خدا کیلئے اس کی جان کی تو سن نہ ہو گیا اور اپنے
ہاتھ تو اسے دکھان نہ بھیجے۔

ہاں اگر آپ کے اس شور و شین یا ماتم دارم سے
بہرہ یقیناً دلیہ کی امید و ہوس بھی ہو جاتی تو میں
نکوتہ سی کہی آپ کو نہ روکتی۔ بلکہ جہاں تک
ہو سکتا ہے اس کا ساتھ دیتی۔ خطا معاف

آتا۔ پھر آپ ہی فرمائیں
کہ آپ لی یہ سلیز کوئی دھبہ کا دسی جا ہے یا
بے جا۔ میرے نزدیک تو محسن بے سود
ہے۔ آپ یہ بھی مد نظر رکھیں کہ اگر گریہ و
دکھا کا کوئی نتیجہ ہوتا تو یہ کارواں سراپا
دنیا ہمیشہ کیلئے ماتم سرا ہو جاتے۔ اور
لوگ اپنے اپنے حریفوں اور پیاروں کے
لئے آسمان سراپا ڈھال لیتے اور بین دکھا
سے محشر پر آ کر دیتے چنانچہ میں بھی
اپنے دور نظر سمت جگر کیلئے دعا رہی
عمر ہو گئی میں رہتی اور یہ گریہ و زاری
کرتی کہ ملک ہندک کی سمجھ جاتی دہلتا جی
مگر یہ بالکل یہ نتیجہ نظر آیا آخر شکستہ صبر

چھاتی پر رکھنا ہی ہوا۔

خدا را آپ بھی صبر و شکر کیجئے نادہ کی
طرف دیکھئے اور اس کے حال را پر رحم خدا نخواستہ
اگر کہہ کر اسکا نوحہ سادل ہم کیا تو پھر پیتے کے
دینے پر جائینگے۔ اور اس وقت کر کے دہرتے
لکھ بھی نہ بن پر گیا۔ اور تاسف کہ نا پڑے سکا
میں پھر آپ سے کہتی ہوں کہ اس ماتم دہرا
کا کوئی نتیجہ نہیں مر نیوالا آپ کو اب قیامت

ہاں اگر آپ کے اس شور و شین یا ماتم دارم سے
بہرہ یقیناً دلیہ کی امید و ہوس بھی ہو جاتی تو میں
نکوتہ سی کہی آپ کو نہ روکتی۔ بلکہ جہاں تک
ہو سکتا ہے اس کا ساتھ دیتی۔ خطا معاف

آتا۔ پھر آپ ہی فرمائیں
کہ آپ لی یہ سلیز کوئی دھبہ کا دسی جا ہے یا
بے جا۔ میرے نزدیک تو محسن بے سود
ہے۔ آپ یہ بھی مد نظر رکھیں کہ اگر گریہ و
دکھا کا کوئی نتیجہ ہوتا تو یہ کارواں سراپا
دنیا ہمیشہ کیلئے ماتم سرا ہو جاتے۔ اور
لوگ اپنے اپنے حریفوں اور پیاروں کے
لئے آسمان سراپا ڈھال لیتے اور بین دکھا
سے محشر پر آ کر دیتے چنانچہ میں بھی
اپنے دور نظر سمت جگر کیلئے دعا رہی
عمر ہو گئی میں رہتی اور یہ گریہ و زاری
کرتی کہ ملک ہندک کی سمجھ جاتی دہلتا جی
مگر یہ بالکل یہ نتیجہ نظر آیا آخر شکستہ صبر

پتھر کشش ہوئی کہ عالم فانی کو خیر و برکت دے
 دے اور اسی اس سے شہر ہوئے اور وہ بھی انکا
 دل دیکھا تو میں اپنے سر میں کہہ دیا کہ
 ہو کہ کر لایا کہ سر ہر دل اور ہر دل کی
 کہی دیکھا کہ آواز دے رہی ہے چینی خود اسے
 ہے کہ کوئی اور نہ ہو کہ وہ دے دے کہ اس
 کہی دیکھا کہ پتھر تالہ بن کی بیان کر رہی ہے
 ہو کہ کوئی اور نہ ہو کہ وہ دے دے کہ اس
 ہے کہ کوئی اور نہ ہو کہ وہ دے دے کہ اس
 قیامت کا دیکھا دل کو جو ان کے گھر
 اور خوش رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ
 پنہیم کہ حسب باعد شاہ ہے کہ اگر مرے
 والوں کو دید دید ہو کہ کہیں نہ
 کو ایک شمع بھی امید ہوئی تو جیسا پہلے
 پہلے کہا ہے میں اپنے پیارے مقدر
 آنکھوں کے تار سے مقدر یا غمت جگر مقدر
 لا دیکھ مقدر آرم جان مقدر و رہ
 وہاں مقدر کے لئے وہ گویہ دیکھا کہ
 کہ اللہ کی مہناہ - فلک کے شکر
 جیسا شہر کی چھتی دہل جاتی -
 مقدر یا مقدر کہے - آہ مقدر
 مقدر کا کلمہ کہے ہی اسکی حالت
 بکرتی - زبان بند اور اس کی آنکھیں
 لال ہو گئیں -
 کہی آہ سر نہ دیکھی کہ ہم

یہ زمین پر گر پڑی مگر سدا پہلے کو سچا لک
 انکھ میں اونیٹہ کی مینٹی مینٹی اور پاری
 ہلکے ہلکے آوازوں کی آوازوں کی آوازوں کی
 اسکی حالت اسکی حالت اسکی حالت اسکی حالت
 وہ کہنے لگے اور پھر حالت وہی حالت وہی
 یہ لارنگ لایا تو اسکی کہ فرخندہ پنہم نے اسے بھلا
 درت نہیں ہو کہ اسکی حالت اسکی حالت اسکی حالت
 یہ لارنگ لایا اور کیسی انست تو تھا و تید
 فرخندہ پنہم - وہ زمینت جگر تو ہے
 تم تو نہیں دلاسا دینے آئی عینت یہ کیا ہو
 بی زمینت دیکھا ہر دل ایسا ہی ہوتا ہے
 زمینت - ماں کی ماتنا سیکر کہتے ہیں
 ہو گیا یہ کہتے کیونکہ جگر کہتے کہ میں
 ہو کر ہی کہتے ہی تو کہیں کی نہ رہی -
 فرخندہ پنہم بی زمینت جب یہی حال ہے
 آغند یاب ملے کریں آہ و زاریاں
 توئے گل پکانا میں ہر دل آہل
 چو کہ مرزا احمیاز بی بھی بی زمینت کی ہے
 خود ہی و خود ہر موشی کی کہینت شکر دیوان
 خانہ سے گھر کہ یہاں آئے - ہر دل
 سے یہ کہتے آہ مینتین مطلق نہ دیکھا گیا
 آخروہ پیار سے چنانچہ مینتین دل پہلو
 میں دبا ہے پھر دیوانہ اسے میں جانتے
 جس کی کہان سننے بالکل ملے ہوا اور اسکی تھا

اچھی وہاں گئے کچھ لمحے کے ہر کاسے ڈھکے سے دھن
 بے سہاگ کیا۔ اور نہ اٹھتا اور پ سے وہ فرمان پیش
 کیا جس کا مصروف یہ تھا۔
 مرزا اچھا بیٹی صاحب
 حضور ہندگان علی ستانی کی بارگاہ قدس پناہ سے
 یہ فرمان وہاں سے میرے نام پر لکھا گیا ہے
 کہ تم کو ارشاد والا تہا کہ انکو شاہ کیوان چاہ کے لکھا
 خاص جلیس بالاختصاص کی جلیس القدر کسی لکھو
 ہوگی تہیت ہیچیت اور سرت اٹھاساے
 شاہ عرس پانچگان کو آپ کے عریض بھائی
 مرزا شرفزادہ بیٹی کی جہان مرگی پر سست
 امنوس لا انتہا ہاں ہوا چو نہ مہارست
 تھا قدر ہیں۔ کسی کو چاہہ نہیں، نیلے
 وہ جو بھی حیدر و شکر فرماتے ہیں۔ اور
 براہ مہر روی آپ کو بھی اس کی نمائش
 ہوتی ہے۔
 ساتھ ہی ارشاد فرزند نہا دہے اور
 آپ صبح بچہ دم معدہ دل و عیال فرج خدا
 دارالاعلیٰ اکبر آباد و مہا دیوں بنیا و شریف
 کے حائیں۔ تاساہ و می القدر
 رشک پور آپ کی کرسی نشینی کی
 رسم قدیم کے موافق اپنے حضور میں
 فرما دیتے۔ اور آپ کو مستطاب مصاحبیت
 کا خاص اپنے دوست مبارک سے پہنچا
 زیادہ نیاز۔ یہ فرمان پڑھ کر مرزا صاحب کر

خوشی تو ہوئی۔ کیونکہ حق بحق رسید گامامہ تھا
 مگر وہ اس قدر خوش نہ ہوئے جیسا کہ ہوا چاہیے
 پھر بھی بادل ناخوار تہ نہیں رہے کہ شاہی ہر
 کو جس کے لئے وہ بہت ہی خوب بکھرا ہوا
 تھا بطور انعام کے دیکھو۔ و خوش خوش
 تمام رستے چلتا ہوا۔ آپ نے زندگانی ارادہ لی مگر
 یہاں بھی وہی جہانکلا منظر موجود تھا جس کی نسبت
 سے گھبرا کر یہ دیوانہ خانہ کو تیل گئے تھے۔
 مرزا صاحب نے آسمان ہی سہی عالم میں فرمان
 شاہی کا مصروف سب کو سنایا۔
 اب یہ پچا رستے عجیب کش اور انجمن
 میں پڑے۔ نہ چاہے نفاق نہ پاسے باطن
 دل بار بار بھی روتا ہوا تھا کہ آگے
 بھائی مرحوم ہی کے دم تھم سے زندگانی کا
 گھر کی رونق اندر باہر چیل پہل تھی۔
 اب میری فرحت کا فانی میری مسرت کا شکر ہے یہی
 کہل چکھل بر نہا دی و دولت و شہرت لیکر
 کیا کرونگا۔ مگر ایک طرف فرمان شاہی کا
 دیدار دوسری طرف تاقربی کا و عذوبہ۔ دوران
 درج ہوا تھا کہ کہیں شاہی عبدالحمیدی
 شاہی کتاب کا مقرب بھٹہ ہر دے آتے
 نہ تیرا خرابی بھولی کی صلاح و شہرت
 سے یہ بات قرار پائی کہ ہر چہ یاد باد
 صیصال سے نہ اتھڑنا ہی آں اور لکھ فرما
 ممکن ہے

چوتھا باب

حق بہ حق دار رسید

کھاؤ گوشت و مہقان بہ آسمان رسید
کہ سادہ پرورش انتہا چوں از سلطان

صبح گئے سات بجے ہو گئے آسمان کسی

کی چین میں کی طرح ابر کے ٹھونگت
سے نکل آ یا ہے۔ اور مطلع کسی کی رو

ازاد کی طرح مطلع اور سورا ہے۔ کیونکہ

اس کے کچھ سیویر پیسے اکیر آباد فرخ

بتیاد کے تمام گلی کو پچے میں بارش کے

سبب اس بہتات و فراط سے پانی

یہ راتھا سکہ کو باختر و تھار لہریں کے راتھا

یا طوقاں طرح پھر دنیا کی تر حمد و تاراج

یا غارتگری کا بیڑا اٹھا کر پانی قربانی ہی

جیسے ویکھد کچھ کہ اپنے پرنز میں کہہ رہے

ہجے کہ نہ دیا ہے نہیں میاں سے دیدہ

اتھکبار کے پرنا ہے میں۔ بارش کی

حقیقت ہی کیا۔ یہ نہیں کہول ہا ہے

میں۔ خدا کیلئے ہے

حضرت تاج سے کہہ دو کہ منجھال کے نشانی

آج طوفان کی خبر دیدہ شدہ ہے نہ

خیر نازک خون بہا ہے باکشی گلی اندام کا

نے اپنے خدائی پاؤں دھوئے ہیں

گو خیر نرم سے فرشتہ نہیں پرہیز

سب کے حصول کے کسی کے اولس جہا خزار

پا گیا ہے اسلئے اس نے عقائش کے پردہ

اس میں جیسا کہ کھامو۔ اپنی چٹیل اور اسے کبھی

کبھی ان کر دیتے ہیں تو قاتان جمل کو وہ جلوہ دہر

جہا آتھا جو حضرت موسیٰ کو طور میں پر نظر آیا

چوڑا کے ہائے اجنے عشاق کے خرمن

صبر و تکلیف کے بہر تکسے میں ذرا

بھی تامل نہیں۔ جید کہ ہمارے انداز کی

مدظم۔ حضرت احسان شاہ جہان

پوری کرواتے ہیں سے

جلو ناکھا ناخر من عالم کو بھونکنا

یہ آب و تاب برق نگاہی میں لگتی

چونکہ آسمان اس وقت بالکل نکس رہا

ہے۔ اور قدوس کے چہرہ کا رنگ زور

غبار دھا کر وہ دھف پیدا کر دیا ہے جبکہ

جس کا مزہ دیکھنے والوں ہی کے دل

سے پوچھنا چاہیئے۔

دربار اکبری اس وقت گرم ہے اکبری

نورتن و دیگر راکیں پر فن و نشان عالم آباد

آئینہ شری میں رونق افروز ہیں۔ ملاوا الحسن

(دوبارہ) کی یاد سب کے دلوں میں چھلکی

سے سی سہ ہزار ہفت ہجرت کی گونج رہی

پر مسرور ہو کر ان حضرات سے جہد ہو رہی

تیرا ہیرا بھا ملا سرور کی ناز و عنایت بتی

تجربہ نہیں۔ صاحب حضرت الیہ کر کے ہو رہا

بے چین ہوتی ہیں اور اسی بیانی کے عالم میں غور سے نہ تامل نہ حیل نہ تامل میرے
 ملک میں کے لئے پروانہ روانہ ہوئے میں نے مگر اس سے ابر فضل اور فیض نے اکمل تفسیر کی
 میں کہ غیر ناشد کے کانون تک جوں تک نہیں حقیقت ہی کیا ہے اور انکی دنیا قس اور قوت
 رنگی آنا اور حاضر و باہر ہوا پر سستہ۔ آخر تباہ اسی کیلئے میرے طرح کمال مجھے سامنے ابر فضل
 و بجا سے تنگ اگر یہ تحریر و رات فرمائی۔ اور فیضی کو اپنی بے فیضی پر زامد ہونا
 انکی خردمانی و عالیہ بہ تحریر و رات فرمائی۔ پڑھا۔ اور دیا سے خجرات میں ڈوب
 الداب غرض راجی بھی اختیار کر لی۔ اللہ اکبر کیا کرتا چاہیے بعد سب سے دے فیضی
 سیکڑوں فرماں جانیں اور آپ بیان کات لایں سے دور سکتا ہے۔ ان دین سہام
 آپس گھاس آئیں کھاتے یا ابر فضل اور فیضی کی تہ میں یا استراہتی انکھوں و کھیتا
 چوٹیں گئے مجھے تو آپ سے یہ امید تھی اور اپنے کانون مستماہ گزرتے۔ سرگرتے۔
 جلیہا ضرور بارہر جیئے۔ ورتہ آپکا پرانا گوارا نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کے
 تو برا حاضر ہے۔ سنے یا دینے کی مجھ میں کیا کسی مسلمان میں

ماہی چارہ جم جیاد اور اس کے ناب ہو سکتی ہے۔ جیت تک ہندی کو یہ
 اور آپس ہر دکان کے مذہبی خیالات یقین نہ دلا یا جیاد اسکے کھانے کہ حضور نبی
 سے سمجھتا تھا حاضر و باہر ہونے سے جانی سے تو یہ سہری۔ اور فیضی و فیضی بھی
 چھڑا تھا۔ کیونکہ ہر شاہی اور اسلام و ہر بارہ کلمہ طیب پڑھ کر صدق دل سے
 پر قبول اسی کے شہر سفک مشہی اور مسلمان ہو گئے اس وقت تک یہ دعا اگر
 چھٹی چست ہوا کرتی تھی۔ اب جلیہا حاضر و باہری سے مستدرسی سمجھا
 مہا س زندہ دل ملا کوشہ کجکلاہ جاتے۔ مگر قعدی بندگان حضور کو اتنی
 کے مذکورہ صدر فقر سے کہاں چین تکلف اور دینا چاہتا ہوں کہ بندگان
 لینے دیتے تھے۔ ان فقر و کے پڑھتے حضور اللہ فیض بیان بھی دے تو یا اللہ خبر
 غرض خرافت میں نگہ لگائی آپ کے خدا جلیہا کی طرح قرآن نازل ہوا ہے
 ورتہ آپ نے دلی کیوافتی جو اسب دہرہ شہا۔ بندگان عالمی پر راضی ہو
 حضور بندگان عالمی پر راضی ہو کہ مجھے شرف حضور ہی حاصل کر سنے میں

نارنگی بہت ہی قدرتی و پرمی کیونکہ
یعنی دوسرے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
بلوغت تک کھانے والوں کی طبیعت شکستہ رہتی ہے
اور اگر اس کے بعد کھانے لگے تو اس کے جسم میں
میں گندہ ہوتا ہے۔

نارنگی کا خاصہ یہ ہے کہ
دوسرے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
ہوئی اگر کسی بہت ہی نفیس قدرتی ہشتابی
پتوں کے ذریعہ بن گئے اور جو ہر نگار تاجی

چھوڑے گئے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
جہاں ہر قدرتی ہشتابی کے بدلے میں کاسٹ
دوسرے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے بدلے میں کاسٹ

پیرسم اور دوسرے پتوں کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے بدلے میں کاسٹ

نارنگی کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے بدلے میں کاسٹ
نارنگی کے بدلے میں کاسٹ

کہ آپ غل اپنے مرحوم بھائی کے اس تاج اور اس
 سلسلہ کے شیر خوارہ ثابت کرنے اور بیدار ملت
 کی خوشنودی مزاج کے مراعات حاصل کرنے
 میں ہمیشہ سامعی بیٹھے۔
 جب شاہ ذبیحہ نے اپنی تحریر نو پریم کی
 تو مرصعہ کے کفر سے ہر کج بخت و فاسق
 یہ عرض کی۔
 مرزا صاحبہ علیہ السلام حضرت کا اقبال و
 خیال تائبہ و درخشاں و منور
 ہے یہ منکر احسن کا تمام خاندان
 تمکیر پروردہ حضور فیض ظہور ہے۔ اپنی
 تمام چیزیں خدایتیں بلکہ جان و دل بھی تاج
 حضور و الہی شاد و خیران کردیتا بخیر کو نہیں
 و انوار دارین سبتر ہے اور سبکے گاہ اور
 جان و دل سے اعجاز اپنے سفر کی
 اس کے بعد کچھ میر اور دوسرا دھمکا ذکر آکر
 سرگرداں رہا راستہ سب اور سبب لوگ
 اپنے اپنے قیام گاہ کو رجعت ہوئے۔

پانچواں باب
 سبکدوش اور تین
 آئینہ حسن و جفا سے لڑتی ہے
 اسے عالم فضا سے لڑتی ہے
 عجمانی کا مدینہ ملک کا خطاب مصائب
 خاموشی القاب حاصل کئے ہوئے آج دوسرا

سال و خندہ قال ہے۔ اب رفتار میل شہار
 امت و روزگار کے سبب بھائی کی موت
 و مدد جو سیکو جانکاہ مدد و نصرت
 کیسے در کم و فراموش ہوتا جاتا ہے مگر میر
 بھی جب کبھی مرحوم بھائی کا خیال آ جاتا
 ہے تو آنکھیں پکریا کیلئے تمام گریہ جاتا ہے
 فرخندہ بیگم و نادرہ بیگم کے آنسو بھی جھری
 و تحمل کے اپنے فاقہ دل سوزتے
 پونچھ پٹالے ہیں۔ ان بھی نہ اسی وہ جگر
 کا دھڑ سے نہ دل خروشی نہیں نہ بیکار فی
 احوال کچھ تسکین سی ہر کسے جس میں
 کبھی تم کا الزام اتھام عاید کرنا انصاف کی
 گردن پر سراسر جھری پھیرنا ہے کیونکہ
 ابتدا سے اخیر تین سے سارا عالم میں
 جیسے اپنا دامن پھیلا رکھا ہے
 کہ جوں جوں انقضائے زمانہ مقبلی
 ہوتا جاتا ہے ہم اتناست و حادثات کی طغیانی
 و کوفت بھی کم بلکہ اوقم ہو جاتی جائیں۔
 اگر قدرت الیہ نہ کرتی تو مرنے والوں کا
 ساتھ دینا نہ مرنے والوں سے کہیں بارہ
 نظر آتے اور پھر کے کارخانہ کا نہایت
 بالکل مفصل ہو جاتا ہے پس
 حبیب الیہ نہیں سے تین عمر و بیگمیں
 کو نام و صفات پانچوں کے ناؤں منظم و منہج
 سے امتیں نکلتا نہیں ہے ترکیب ہے

<p>افغان سرحد پر کسی پر خوشی سے ہم پھر یہ بھی آرزو سے کہ قرآن مجید حسن اتفاق سے ایک دفعہ شاہ فرید بہ کی نظر فیض اثر نادرہ بیکم پر چاڑھی پڑھتی سی دنگ ہوئے دنگ اسکا حسن چرت خیز و منزل جمال انگیز آگست میں مدینہ تارکے۔</p> <p>پیاری نادرہ کے طوق میں اس وقت تک نظر سولہ چاند جھلک رہے تھے۔ شباب نامہ ان کی تھل سید کے اجماع پر حرم اور جوڑن پر غیبی تھی۔ آرزو اور انگلیوں کی آئی تھی۔ حوصلہ اور دلوں کی جذباتی تھی۔</p> <p>جب شاہ عالی جاہ کی نظر اس جاوہر نظر پر پڑی تھی۔ اسکی بال بھی اسکا ہفتہ کھڑی تھی سا شاہ السید بھی کچھ بیٹی سے کم نہ تھی۔ انکی بانگی ادائیں بھی کیسے دوست دلوں کے چپکے چھڑا دینے میں ڈرا بھی شش و پنج نہیں کرتے بلکہ اپنے فائل گھات میں کیا مہکتا کو بھی لاسہ کرتا ہے کو سرفست بیٹی کے شعلہ حسن کے آگے ان کا چہرہ حسن شمار لگا پھر بھی قابل دلوں کی خرم منتہی کو پھر دنگ بیٹہ رہا برق عافیت سے کم نہ تھا۔</p> <p>شاہ کی قیادت و بجاہ کے نہایت تیار و ہوشیار سے ملحق ہو کر نادرہ بیکم سے مدد و اعانت کہ تم کس کے گھر کی کچھ بھاری بھاری اور کس</p>	<p>نظر فیض میں الملک سی شاہ اثر جاہ کا اس قدر مقرب و منظور نظر ہو گیا اور اس نے اپنی جاں فانیوں سے شاہ سکندر جاہ کے دلیں اس قدر جگر کی کاکر لوگ سے شاہ کیوان جمہ کی مہکے کا بال تصور کرنے لگے۔ فرزند بیکم و نادرہ بیکم کی کدو بھی شاہی عمارت میں بے درک کوک ہوئے لیکن عزت حضرت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی</p> <p>اور شاہ سلیمان جاہ / لطافت حسردانہ پر صحتے چلاتے تھے۔ اور صریح دلوں پیٹی بیکات شاہی کے دلوں میں بکتی جاتی تھیں۔ خصوصاً نادرہ بیکم نے تو حرم شاہی میں تو سکھ بھایا کہ تمام بیکات اس نے وہ دار کی منتظر اور اسکے ایک نظر دیکھ لینے کی دل و جان سے شائق رہتی تھیں بیکات گھنٹوں اسے اپنے پاس بٹھاتی اس کی پیاری پیاری باتیں سنتی۔ سنستیں۔ کستیں دل بہلاتیں۔ اور اس کے خدا داد بان پر قربان ہوتیں۔ اور کیونکر نہ ہوتیں بہاری پیاری نادرہ کا حسن و جمال ہی اس غضب کا تھا کہ دیکھنے والے کیلئے ہی تمام ہیتے تھے۔</p> <p>چاند کو کھڑے جسے کہتے ہیں لوگ ان پر تو شاہ کو کار شاہ و عفتا اس کی ہر ہر اور ہر ہر چھوٹے سے بڑے اور یہ کہتے تھے کہ احسان</p>
--	---

[illegible]

جو چھپ ہو رہی ہے۔

ناپورن بیگم - قتلہ عالم تیرا کسی قسمی ہے
کی اس زیادہ ایک تیرا حاصل ہو کسی ایک جو شاہ

عالمیاں تیرے ہندوستان کے حضور میں باریابی کی عزت
سے سزاوارتہ ہوا شہنشاہی وہ شہنشاہی جو شاہ

شہنشاہی بھی وہ شہنشاہ جو عدل و انصاف کا خزانہ
تعم و الخلفہ کا مورخ اور عظیم پوری عکاس اور

فعلی حضور کا خزانہ ہوا اور اس کے عکس اور کیا
مختص ہو سکتی ہے کہ حضور اور اس کا

ہوا یا یہ تم سپاہیوں کے خاندانی - بلکہ
اس کے ہندوستان پر عطا شدت آگاہ ہے

حضور اور اس کی بارگاہ عشق پناہ کی یاد باری
بھی ہمارے اور ہمارے حیدر ایا

سے سنے انسانی اور عتیق کا عالم ہے
اس پر حضور رحیم اللہ تعالیٰ نے نگاہ عطا

اور بھی سو سنے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہے
پھر بعد حضور عالی کا مجوزہ "ام کیوں کر

میر سے اور میر تمام عز و اقریا کے
خبر سنا اچھا کہ حضور نہ ہوا جس نے

والا کے اس مجوزہ پر پہلے فیلی نام کر لیتے
کر کے اور مجوزہ جان پناہ میں اپنی سعادت

مند ہی اور فرخ عالی خیال کرتے بارگاہ
پیدا شدی میں وہ لوگ اچھے اچھا کر

و عا کرتی ہوں کہ وہ شہنشاہ کو بیچ لکھ
در بین حضور کو تیل و چھان رہتی دنیا

ہی تیری اور عزت سے تعلیم رہے

ظہر شہنشاہی کیجئے - آپوں نے تیرے
شہنشاہی ہنگامہ دارہ بیگم کی یہ نصیحت

عالمیاں تیرے ہندوستان کے حضور میں باریابی کی عزت
سے سزاوارتہ ہوا شہنشاہی وہ شہنشاہی جو شاہ

شہنشاہی بھی وہ شہنشاہ جو عدل و انصاف کا خزانہ
تعم و الخلفہ کا مورخ اور عظیم پوری عکاس اور

فعلی حضور کا خزانہ ہوا اور اس کے عکس اور کیا
مختص ہو سکتی ہے کہ حضور اور اس کا

ہوا یا یہ تم سپاہیوں کے خاندانی - بلکہ
اس کے ہندوستان پر عطا شدت آگاہ ہے

حضور اور اس کی بارگاہ عشق پناہ کی یاد باری
بھی ہمارے اور ہمارے حیدر ایا

سے سنے انسانی اور عتیق کا عالم ہے
اس پر حضور رحیم اللہ تعالیٰ نے نگاہ عطا

اور بھی سو سنے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہے
پھر بعد حضور عالی کا مجوزہ "ام کیوں کر

میر سے اور میر تمام عز و اقریا کے
خبر سنا اچھا کہ حضور نہ ہوا جس نے

والا کے اس مجوزہ پر پہلے فیلی نام کر لیتے
کر کے اور مجوزہ جان پناہ میں اپنی سعادت

مند ہی اور فرخ عالی خیال کرتے بارگاہ
پیدا شدی میں وہ لوگ اچھے اچھا کر

و عا کرتی ہوں کہ وہ شہنشاہ کو بیچ لکھ
در بین حضور کو تیل و چھان رہتی دنیا

ایلیٹے بجائے اور دیکھ کر کہتمس القضا دیکھ کر
مملکت شاہی کی بیگمات پر جاری ہونا چاہیے حکم کے
صادر ہوتے ہی، ہرکے دیکھ کر زبان پر یہی آجاری
ہو گیا معین الملک بھی سنا اور دل سے پسند کیا
اور مسکندہ جہاں کی نظر کوئی سے بہت ہی شاد ہو کر
بیگمات شاہی میں اب تو اس عطیہ
مطلوبی اور اس عواطف و جہرانی پر
کچھ کچھ چھ میگوئیاں ہونے لگیں۔ چنانچہ
دو دیکھوں کا مکالمہ ناظرین کے سامنے پیش
کیا جاتا ہے۔
خورشید جہاں - بی خدا ہی چھ کر سہ
کچھ سنا ہی؟
خجستہ زبان - میں نے تو آپ کا کچھ
نہیں سنا۔ خورشید تو سہ۔
خورشید جہاں - حریت و دیر بیت
کے مجھ سے بھی نہ رہ سکا۔
خجستہ زبان - تم تو پہلیاں کہواتی ہو
میں میں مطلق نہیں بوجہ سکتی۔ کچھ
کہو گی آخر معاملہ کیا ہے
خورشید جہاں - وہ کیسی تمہی بنی جاتی
ہیں۔ گو با کچھ جانتی ہی نہیں اسلئے
کل میں چل پون چلی ہوئی ہے دھندل
پت رہے ہیں اور آپ کان میں تیل
جسکے کا مچھتی ہیں۔
خجستہ زبان - ادھر اب میں سمجھ گئی

تیس سالہ لڑکا تھا تو میں کہہ ہی ہو ہونہ ہو
یہ معاملہ ہے
خورشید جہاں - جی ان ہی معاملہ مگر آپ
سہتی کیا میں یہ کوئی ایسا ولیا معاملہ نہیں سمجھ کر کھانا
یہی نمز می لکھ رہے۔
خجستہ زبان - سچ کہتی ہو۔ اس شوہری کو تھو پاپر
شاہ دیکھا کی بڑی گہری نظر نظر رہی تھی دیکھا
چاہیے یہ ارنٹ کس کل۔ بھینٹا ہے۔
خورشید جہاں - بعضا تو یہ ہے کہ یہ شوہری دنیا
بدن شاہ دیکھا کہ سہ سنگ اور سر جی ہوتی جاتی
ہے ایک دن غزو رنگ لائے گی۔
خجستہ زبان - دیکھا چاہیے یہ عدائی تہر
کیا تھا مت اور کس پر قہر لاتا ہے۔
خورشید جہاں - گو مجھے اس کے جتنوں
اچھے نظر نہیں آتے۔ مگر سچ بوجھ تو خاصا
ایمان لگی کہیں کسے ایمان ہے تو سب کچھ
گوڑی کو خدا نے صورت ہی ایسی دلفریب
دی ہے۔ چہرہ و بچا دے۔ تو دور کنا رہے
شہانہ جہاں خدا کرتے ہیں۔ تم ہی ایمان
لگتی ہو۔ کہ کبھی ایسی پاکیزہ و دلرہا صورت
دیکھی تھی۔
خجستہ زبان - یہ سب سہ ہی مگر یہ بھی نہیں
ہو سکتا
اپنی ناک کشوائی جہاں یہ یاد دہر سکے
میں دھڑکی سپا پنی عیش عشرت خدا کر دی جاتی

خورشید جہاں۔ یہ کون کبخت کہتی ہے کہ آپ اچھی صورت کی تھی اور پھر پڑے خدا کا چکر ان
اسکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے انکس ہر جا بیکس سے تم دیکھتی رہی ہو کہ اس مژدہ
دشا ملکوتی کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ
اس بلا سے بے درمان کے دفیعہ کا بندوبست
ضروری بلکہ لازمی ہے
چشمہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے
سنتی ہوں کہ شاہ فیجاہ خود اس پر ملتو ہو
رہے ہیں اور حضرت کی نیت بھی ڈر گیا گئی
ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو سب بار اکھیں
کھوج بھی اس محل میں نہ ملے گا۔ جبکہ
ہمارے زبیکے میاں ہی اس چھپرے کی چھان
دینے لگے۔ تو پھر یہیں کون پوچھے گا جب
ہم ان کی آنکھوں سے گرے گئے تو پھر تو
خاک میں ل جا نیکیے ہمارا اور کیا نتیجہ ہے
خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے
بد قسمتی کے شرشے اور بد بختی سے
بگڑنے میں۔
چشمہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے
مانا شاہ بھی اس قدر مرتے میں اسے کہ اوڑ
دیکھا نہ تا وجہ پٹ اس جندی کو
کیس پیر نام شمس الدن عریکم بخش
ویا۔ یہ گویا محبت جتائے اور لگاوا
دیکھا لے کا پیدا زنی ہے۔
خورشید جہاں۔ یو یا تنقیر ہے کہ ان سرور
سے توڑی و قتل اس مطلق اعتبار نہیں جہاں

اچھی صورت کی تھی اور پھر پڑے خدا کا چکر ان
اسکے اس آتش جن چرخ گل ہو جاتا ہے انکس ہر جا بیکس سے تم دیکھتی رہی ہو کہ اس مژدہ
دشا ملکوتی کر دیں۔ میں تو کبھی ہوں کہ کچھ نہ کچھ
اس بلا سے بے درمان کے دفیعہ کا بندوبست
ضروری بلکہ لازمی ہے
چشمہ زمان۔ بیشک۔ مگر کیا کیا جائے
سنتی ہوں کہ شاہ فیجاہ خود اس پر ملتو ہو
رہے ہیں اور حضرت کی نیت بھی ڈر گیا گئی
ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو سب بار اکھیں
کھوج بھی اس محل میں نہ ملے گا۔ جبکہ
ہمارے زبیکے میاں ہی اس چھپرے کی چھان
دینے لگے۔ تو پھر یہیں کون پوچھے گا جب
ہم ان کی آنکھوں سے گرے گئے تو پھر تو
خاک میں ل جا نیکیے ہمارا اور کیا نتیجہ ہے
خورشید جہاں۔ سچ کہتی ہوئی یہ سب ہمارے
بد قسمتی کے شرشے اور بد بختی سے
بگڑنے میں۔
چشمہ زمان۔ اچھی سب، تو سب ہمارے
مانا شاہ بھی اس قدر مرتے میں اسے کہ اوڑ
دیکھا نہ تا وجہ پٹ اس جندی کو
کیس پیر نام شمس الدن عریکم بخش
ویا۔ یہ گویا محبت جتائے اور لگاوا
دیکھا لے کا پیدا زنی ہے۔
خورشید جہاں۔ یو یا تنقیر ہے کہ ان سرور
سے توڑی و قتل اس مطلق اعتبار نہیں جہاں

پوچھو نہ کچھ ہزار اینٹیں کھانٹ لیا
میں خاک میں ملا کے ہوئے آسمان سے ہیں
خورشید جہاں۔ یہ نا آگ چلی فرشتہ بھی
اپنی وصیاء لکھی کی روک۔ تمام نہیں
گئی۔
چشمہ زمان۔ روک تمام کی ایک ہی کچھ
اپنا روک تمام لکھی وہ پوری دلا

ہے۔ اس کے سونے کی چیز یا ہتھکنڈی کی جیسے پیا چاہے وہی سہاگن۔
ہے۔ کسی نے بھی عصری قتال میں بات جھستہ زمان۔ خدا کی قدرت عمل کی
ماری ہے۔ جو وہ مارے۔ مفت کی تو۔ چھو کری اور شوکت۔

قاضی کو بھی ہلاں ہوتی ہے اسے کیا
خوشید چہاں۔ پناہ بخو اسے من کی سرکا
کے لے نکالے ہے۔ جو وہ اب اتروالہ سے
سے حسرت ہوا ہے اسکا ذکر بھی کیا اپنی اپنی
انکو سید ہے مکتوبت قاتلہ

خوشید چہاں۔ خیر تو کوئی عجب
اور تو کئی بات نہیں کیونکہ شاہوت کے لانی
صاحبو اپنی اپنی قسمت ہے
جھستہ زمان۔ اسے ظالم اور دھوکہ

نہایت گھڑی ایسی ہی ڈالوں ڈول ہوا
فرعون بے سادان ابوری ہے خدا ہی ہمارے
کرتی ہے مگر یہ کہ کیا کاوی بھی
خون نشا کو اس برق چہاں سونے کے تیش
چھن گئی۔ اور خدا بخو نشہ وہ ہمارے
حسرت سے بچا ہے اور آگ ہی بخون پر ہوا پارے

جھستہ زمان۔ ابھی تک تو شاید یہاں تک
تیری بیگم کو بھی اس میں شریک کرنا
نہایت نہیں پہنچی مگر یہ سب
چھل پھل سے ہی ادا ہے
تو ان پہ چہاں بول کا کیا اعتبار ہے۔
کیونکہ جو بات ہمارے لئے ہے وہی

خوشید چہاں۔ یا اللہ تو اس قاتلہ
کو نہ قتل کر۔
ان کے لئے جیب یہ ہے تو وہ ضرور کوئی
نہ کوئی مقول تدبیر اس بلا کے ٹالے
جھستہ زمان۔ یوازم اس پھیل کو آسمان کی نکالیں گی۔

کو نازہ چاہے دیتی ہو۔ تاکہ اس کا
خدا فریب ہی نہیں۔ مگر ان پھیل پائی
اور امید واثق ہے۔ کہ وہ اس ناگہ علی
کی پوری پوری بھری لگی۔

ان کو خبر کرنی چاہیے۔ حسرت نہ فرمائی
خوشید چہاں۔ ان کے ان کے
ان کو خبر کرنی چاہیے۔ حسرت نہ فرمائی
خوشید چہاں۔ ان کے ان کے

خوشید چہاں۔ ان کے ان کے
خوشید چہاں۔ ان کے ان کے

<p>چڑھالیں اور تیری بڑی عزتیاں پائی نظر آتی ہیں جھنڈے۔ اہل انہوں جھنڈے کیلئے ہی اپنے ساتھ لینا میرے نزدیک اس کو نہال کی جڑا ہی ہوا تھا تاکہ یہ بل بندھے ہی نہ چڑھنے پائے۔ منہ صبر کہ دیر تک آپس کچھ پتھری پٹھا کی اس دہشتکش النساء بیکیم جو تمام حرم بنایا ہی کی آنکھیں پتلی پتلی کسی کو ایک آنکھ بھی نہیں بھاتی رشک و حمد و عفت کی آگ پہا نکس بیک کی کہ دہی سرو گل اندام میں پر محلات سلطانی کے ادنیٰ اور بلبل آسمان فریفتہ قمری منظر شریفیتہ</p>	<p>میں شہزادیوں اور شہزادوں سے مزاج و مذاق کی باتیں کر رہی تھی جو جھنڈے بہ شہزادیاں اور مزاجیوں ہی اپنے اپنے حرم و عزاں میں ایک دوسرے سے کہہ رہی تھیں لگ رہی تھیں کہ اگر یہ شہزادیاں اور شہزادے اسکان میں کی ترقیوں شمس النساء بیکیم شمس بیک شمس بیک آگے تاروں کی جو کچھ جھنڈے ہوتی ہے وہ انظر من الشمس ہے۔</p>
<p>کھانے کی طرح جھنڈے اور خضار کی طرح کھانے یہ رنگ و بو رنگ و بھونکھ کس اس بچہ کی کے اوقوں کے بھی غوطے اڑھنے لگے اور رنگ و بو کیلئے شوق بہرنا آگاہ اتنی اس کی اندامی و فتنہ خدیجی پر اوس پتھری اب جھنڈے دیکھئے اس بچہ کی اس کے خاں کا پیا سا نظر آتا ہے۔</p>	<p>خود اعلیٰ درجہ شمس النساء بیکیم سے نظر آتا ہے کی شمس اعتبار ہی زلفیوں رخ اور پر بکھر کہ جس کی سہا رہی ہیں۔ انہیں رخ بہا تاب پر سے آگے لے لیں جھنڈے غور شدہ تاباں تو ابر سے نکال کر دیں نہیں دیکھیں کہیں یہ موزی تھی کو دس نہ لیں یا اسے کیا پیرا پیرا رہتے تھے دم نگاہت بڑھاتے جو میرے عذر سے تو خود تھیں سر کی روشنی ہو شمع شمع ہیں۔</p>
<p>شہزادیوں میں۔ دجلو و تخر فرستے تر نشاط والی جھانکے رہا اور یہی ہر چلو۔ شمس النساء بیکیم۔ بڑی آنکھ رہی ہے یہ شہزادہ شمس کی ہے وہیں تو حیدر یہی دکھائی دے۔</p>	<p>اسے اختیار پایا۔ یہ سبھی ذوق جمع ہو کر جیسے ان دو سن پناہنے جانا وہ عدد آگاہ شمس النساء بیکیم کی طبیعت کچھ ایسی سا واقع ہوئی تھی۔ جو سا دل ہی پر رہی تھی جتنی تھی سنگسار کی وہ قیامت دنیا کی خیر و بد کی قدر نہ ہو رہی تھی آگاہ تھیں کہ انہوں نے اسے اس پر</p>

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دلکش و دلربا شکل تھی اب کیا تھا آنکھ میں لڑ

یہ پر مذاق و مزہر اور حلیہ بھی اپنے انہیں نہ لیا
میں ٹھوکر تھا کہ بڑی بیگم صاحبہ کی آمد آئے
اسکو چشم زدن میں متشکر دیا لیونکہ بڑی بیگم صاحبہ
ساتھ ایسی باتیں داخل ہے اپنی تھیں اسلئے یہ
جلسہ فورا درجہ برہم ہو گیا کچھ تو ادھر ادھر
چلی ہوئی اور کچھ ٹوٹ کر دم بخود ہو کر
وہیں رہ گئیں۔ مگر ہی محلات میں ایک
ایک عامل کے اندر اس قدر مکان مگر سے
کو تیار کیا برآمد۔ بچھن وغیرہ ہوتے ہیں کہ
بجول بھیل لکھتا کسی طرح یہ جانا نہیں
بڑی بیگم صاحبہ کی آمد سے جلسہ بند ہو گیا
پھر اگر بڑی بیگم صاحبہ کی آمد سے جلسہ بند ہو گیا
میں جیسا بھی۔ بالافانہ اصل میں بڑی بیگم صاحبہ
کا خراب سبب تھا وہ تھا کہ بڑی بیگم صاحبہ
اکتیس برس آدمی لڑائی وقت شہزادہ سلیم
بوجھن پسندی میں تھیں و فرماؤ گا بھی
انہوں نے تھا وہ اس وقت اپنی والدہ کے بلنگ
پر لیا ہوا تھا۔ اسے بڑی بیگم صاحبہ اپنی والدہ
سے کوئی غصہ ہی تھا کہ وہ اور کبھی اور بیگم کے
تشریف نہ لائیں۔ اسلئے شہزادہ صاحب
انہیں انظار میں اس بلنگ پر بیٹھ گئے
مگر ایک ایک بیک کسی کی چاپ نے انہیں
پر نہ لایا۔ انھوں نے ایک عزت جو رت
نظر آئی وہ پیاری پیاری کسی بیگم کی

گئیں۔ تیر نظر دونوں کے حملہ کے بار ہو گیا۔
ادھر شہزادہ اور جہرہ پارہ اپنا اپنا کچھ دولوں
تھیں سے آگے آگے نشست بدندان رہ گئے وہیں
اکتیس سالہ بیگم عجب محض میں جھپٹی۔ ادھر
بڑی بیگم صاحبہ کا خوف پٹے جابجیا کلام اور حرم
دھیا پہاں مہر نیکی خلاف اخرفظ شرم پھا
آیا۔ اسلئے اسے دال سے قدم اٹھا بیٹھ جرات
نہ ہوئی۔ اور ایک کونے میں جھپ رہی۔
شہزادہ۔ یا اللہ میں اس وقت عالم خواب میں
ہوں۔ یا کہ بیداری میں یہ میرے ساتھ
بجلی سی لیا کوئی نہ گئی۔ کیا آفتاب آسمان
سے اتر آیا۔
یکلے سنتے ہی تیس سالہ اس کے ہوش و حواس
خاک ہو گئے شرم سے آنکھ پکار سی گئی کہ میں
دوسرے طریقہ سے جھپ رہی اور بدلت سیٹ کر
چپکے سے بیٹھ گئی۔
شہزادہ۔ وہ انکی ہی نہیں یہ تو اب آپ کو
ہی تباہ ہو گا کہ آپ کس گلستانِ حرم کی بہار اور
گلستان کی بہار کو اس برستانِ نکالت کے
کل بے غار ہو۔
تیس سالہ بیگم نے دیکھ کر آچل سے اور
بھی نہ چھپایا اور انھیں نیکی کر لیں مارنے خرم کے
پسند سے تر تر ہو گئی نہ جائے رفتن نہ پاک
ماذن کا معاملہ تھا۔

<p>شہزادہ وہ ایک نہ شد و شدہ المداں مند چھپائی اکی ادسے تو اور بھی دل چھپن لیا اندر سے جہاں خدا کیلئے پرہیز ہے بقہ ہاتھ سے پرہیز اٹھا مرے کو مائے شاہ مگر خیر اگر اکو منہ چھپانا منظور ہے تو لیجئے میری گردن بھی ختم ہے نیز نکمہ آتش نہ کو چھپائے نہ میرے قتل کے لئے شہزادے نے نیام ہے جہوہ حضور کا اور اگر اس سے بھی زیادہ احتیاط نہ نظر ہے اور چھپا ای ہتھ پر تو پھر دیر نہ فرمائیے سہ ذوق آئیے آنکھ کے پردوں میں چھپا دل صفا یاں بھی کچھ درہم آتو خدا دنوں میں خود ہے شمس النساء عظیم نے سہم کر اور بھی اپنی نظریں میں میں گزریں اور عار سے خوف کے شہر تفر کا شہر کی شہزادہ اندر سے خفا میں یہ تو خفا خفا نہیں ہم سے مریوے کیلئے اٹھی چھپائی ہے مائے سہ ذوق یاں لب پر لکھ لکھ تھن اضطراب میں واں لکھا خاموشی تیری سبکے جو اب میں شمس النساء سخت مجبور ہو کر ایک اد جاننا ہے شہزادہ عالم بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں اتنی یہ خوف آپ کا کھن فلن یا ہو لائن ہے شہزادہ اسے یہ تو آپ سیر دل سے پر چھپے چھپے آگیا تو کو نظر نہ آئی یہی تو کہہ لالہ روں دات سے وٹ لیا جہاں آجنان سے تھن</p>	<p>خدا کے لئے ایک بار تو پھر کچھ لو کیوں مجھ پھرتی نہ کچھ ہی ہوا کے دل درو کر ہی خود نہ کر رہے ترب رہی ہے۔ دیکھا تھا ایک نظر تو قیامت گذر گئی ابہ کھیل گیا و کھیل تھا نہ دیکھا شمس النساء۔ شہزادہ عالم آپ سے کیا دشاہ جہاں دنیا میں اور ہم آپ کی رعیت خیر خیر میں آپ کا عز و اور نکر سے کام میں تو آپ ظاہر ہو جائیگا آپ کو انجی ہاں چھپ چھپا ہم مگر روگ زیا نہیں۔ شہزادہ۔ اللہ اللہ کیا شہزادین تقریر ہے۔ شمس النساء۔ یہ سب آپ کی ذرہ لوار ہی ہے ور نہ ہم ایک غریب رعایا ملک حوزہ حضور میں ہمارا حق ہے کہ تمب پیکر لازم بلکہ ملزم ہے شہزادہ۔ یہ آپ اپنی شکستہ انداز کی جہاں میں نہیں مگر میرے نزدیک تو آپ بھی قلم و دست میں اور حالت دیو کی کی یہ تیرہ میں در نہ بھی میری اسطو پہ پکویہ فتح تھالی نہ جال ہوئی فرمائیے پیسہ یا جہت شمس النساء۔ ملکہ شہزادہ عالم جہز ہے یہ زیادتی اور تو حفظ مرا تب کو کام نہ فرمائیے اور کچھ تیر ہی حالت زار پر ترس دکھائیے میری دل شکستی سے آپ کو کیا مل جائے گا کہا آپ نے شہزادے سے آتش بت خانہ کو تو روڈ اپنے مسجد کو رسد دل کو نہ توڑیئے خدا آکا تھا شہزادہ۔ دجا من</p>
---	--

زخمی ہوں نازک لگا چشم تار کا
یہ مرثیہ دل شکستہ ہے اک تعلق تار کا

تو بہ عشق میں شام گزرتا تھا ایک تاجدار
اور شہنشاہ کی جانب سے
یہ شہنشاہ عالم شہر بھی نہیں گذر سکتا
نہ وہ غور تو ہی ہزار سال نکلا دانت
عاشق بننا اور گزشتہ عالم غلام
شمس الشمس ایک شہنشاہ عالم ہزار
کینیز زادیوں سے غلام ناموں کے حافظہ
ہے۔ شہنشاہ اور اسی ڈالوال ڈول غایت
کو رہا رہا فرما رہا ہے۔
شہنشاہ۔ (جی) اے بھائی، وہ شہنشاہ
بہر، شہنشاہ دیوان تو بہر ہی کی لکھتہ چیریں
اور میں دل دینے کا کھانا پڑو دل۔ وہ کیا
نہا، رضا خاں اور لکھا دینا کھانا
ہوں جہاں میں اب اگر مجھے تم سے
کہ جسٹور، جناب اب میری شان میں آج
منہ سے نکلا تو مقدر ہو۔ (جی) ہو گئے
کہ آپ کے نیاز کے کلرک رضا رنگوں
وہوں سے کل موہن نہ ہو جائیں تیر
ذمہ۔
چچا! آپ میرے عید سے اور نہ
صاف یہ بتا دیں کہ آپ کس خوش نصیب
کے گھر کی رہنمائی چرخ ہیں اور کس والدین
پر رمان باغ کی لکھ میرا رخ ہیں۔
شمس الشمس ایک شہنشاہ عالم ہزار
ایک شہنشاہ ایک شہنشاہ عالم ہزار
ایک شہنشاہ ایک شہنشاہ عالم ہزار

تو بہ عشق میں شام گزرتا تھا ایک تاجدار
اور شہنشاہ کی جانب سے
یہ شہنشاہ عالم شہر بھی نہیں گذر سکتا
نہ وہ غور تو ہی ہزار سال نکلا دانت
عاشق بننا اور گزشتہ عالم غلام
شمس الشمس ایک شہنشاہ عالم ہزار
کینیز زادیوں سے غلام ناموں کے حافظہ
ہے۔ شہنشاہ اور اسی ڈالوال ڈول غایت
کو رہا رہا فرما رہا ہے۔
شہنشاہ۔ (جی) اے بھائی، وہ شہنشاہ
بہر، شہنشاہ دیوان تو بہر ہی کی لکھتہ چیریں
اور میں دل دینے کا کھانا پڑو دل۔ وہ کیا
نہا، رضا خاں اور لکھا دینا کھانا
ہوں جہاں میں اب اگر مجھے تم سے
کہ جسٹور، جناب اب میری شان میں آج
منہ سے نکلا تو مقدر ہو۔ (جی) ہو گئے
کہ آپ کے نیاز کے کلرک رضا رنگوں
وہوں سے کل موہن نہ ہو جائیں تیر
ذمہ۔
چچا! آپ میرے عید سے اور نہ
صاف یہ بتا دیں کہ آپ کس خوش نصیب
کے گھر کی رہنمائی چرخ ہیں اور کس والدین
پر رمان باغ کی لکھ میرا رخ ہیں۔
شمس الشمس ایک شہنشاہ عالم ہزار
ایک شہنشاہ ایک شہنشاہ عالم ہزار
ایک شہنشاہ ایک شہنشاہ عالم ہزار

چارہ ہی کیا ہے کہ عظیم بدو در آپ کی کیوں گئیں
شمس النساء بیگم - خدا نہ کرے میں ایسا
کرے پر مہر ہوں - پیتر اسکے کہ میں اپنے والد
کا حضور کو نام نشان بنادوں ایسی بے شرم مجہ
بے غیرت کا ذوق مزاج اور درجہ بہتر ہے اگر مہر
سمجھ کر صاف فرمائیں تو نہایت اسباب ہے
شہزادہ - میرے نزدیک تو آپکا اور آپ
کے والدین کا کوئی نہ کرے - کا تمام نہیں ہے
بلکہ مخزن مباحثات کی جگہ ہے - اس لئے
اپنے قیامت خیز و اندر تافت آئیت کا صدقہ
یہ تصویر ہی اتنا دیکھتے کہ آپ کس طرح
کی روشن اختر ہیں - ورنہ میں آپ کو
یہاں سے ہٹنے نہ دوں گا - اور اے یہ تو بتائیے
کہ کیا آپ کے والدین سلیم سے قطع ہو گئے
کو ناپسند فرما سکتے ہیں - ممکن ہی نہیں
شمس النساء بیگم - بیشک وہ آپ سے
ہوئے - عند حسین - جمیل - سلیم - تین
مہذب - عاقل - فاضل شہزادیکو ناپسند نہیں
کر سکتے مگر اس بے حیائی اور اس رسوائی
کو بھی ہرگز نہ گنہگار نہیں کر سکتے - کیونکہ
یہ باتیں شرافت کو تو گنگانے اور غایت کو
خاک میں ملائے دے ہیں البتہ دولت و شہرت
کے بھر کے وہی لوگ ہو سکتے ہیں - جو
شہرت و دولت کے دلدادہ ہیں - بھلا وہ
کہاں ہو گئے جو صرف غصت و غضب اور

پالدا مہی و عزت کے سقیت میں اور شرافت
و نجاست کے فرقیتہ ہیں - یہاں سے والدین
تو خدا کے فضل و کرم اور شاہ سلیمان جاہ
فیض نعم سے ایسی دولت پر شاید حقولیں گنگا
نہیں - شہزادہ بہت اچھا ایسی سمجھ - مگر
حبیب تک آپا یہ نہ جانتی کہ میں آپکا پندہ چھوڑے گا
چاہے قیامت ہو جائے آپکو صرف یہ بتا دیتے ہیں
عذر ہی کیا ہے کہ آپ کس خوش قسمت باب کی خوش نصیب
ہوئی ہیں اور دلانہ نشانی میں کس قدر بے امان ہو
شمس النساء بیگم - خیر اگر آپ اسی پر ادا
کھا کے بیٹھے ہیں اور میرا بیچا نہیں چھوڑوئے
تو میں مجروری تھا کہ دیتی ہوں کہ میں آپ کے
مختور معین الملک کی تخت جگہ ہوں
اب تو مجتہدیں بی بی :-
شہزادہ - اخاب نہ کہئے - کہ آپ مجھ سے
مستطعم مہین الملک کی تخت جگہ کو نظر
میں نہ لیں یا خوشی ہوئی چیز شیر تو اپنا شکار
نہیں نہیں چھوڑتا - اسے کسی سے بخشنا
سکھایا ہی نہیں - اس وقت تو آپ تیرا شکار
شکار ہو رہی ہیں نہ خوشنا چہ معنی :-
بھیدی - اللہ سے دھکی - دیکھئے کس
آپ کی یہ دھکی آپکا یہ شکار نہ کہہ دیتے مگر
اس وقت تو خیر سے آپ ہی تیرا اسکے شکار
نظر آ رہے ہیں - خدا ہی خیر کرے -
شمس النساء بیگم - جی ہاں بندہ نواز

پہنچا اور تبادلوں پر کہیں خدا نخواستہ مقصد کی
ضرورت تو لاحق نہ ہو۔

شہزادہ۔ (دخوف ہو کر) نہیں نہیں سنا
گواہ ہے مجھے کوئی اور گمان نہیں میں آئیکو

بھیدیں : ۱۶۔ بیکم صاحبہ : ۱۷۔ آپ بھی کھلیں اور ج شرف دریاے سرکا گم بہتجا پہل : ۱۸۔ اسٹیل

نہیں نہیں یہ صرف میری سمجھ کا پیر ہے صاف آپ کوئی بات میری طرف سے اپنی خاطر میں نہ
فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ جو اب اس کی بہتر کی ہے اس نے میں۔ اور نہ میری جانب سے کسی قسم کی تاہیلگی کو

شہزادہ۔ اب تو حضور کا سوہا خیر چکا و جلا
اسکے ہونے والا نام رکھ دیتا ہوں کیا اور اگر

بسیار پوچھیے تو یہ سودا خیز دہ ہے جس کا چکا ہونا جو میرے دل میں آپ کی طرف سے برے
 تر کام کو کرتے ہو خدا اللہ کہہ کے ایک جھوٹا ترچا کا نام بھی کسی بد گمانی نے جگہ پائی اور

اپنی اس پیاری پیاری صورت کا صدقہ آٹنی آپ اس اپنی زور دینچی کا صدقہ آٹنی بات
بات اور تہاویں کی کہ کھانسی محلات () اور تہاویں کی کہ آپ کا مبارک نام کسے ۔

تشریف لائے مکا سبب کیا ہے کسی اور

مقام صیبر شکستہ کے گوشے کا ارادہ تھا

مجلس العلماء کرم - جلد میں ہے یا کسی شریف
مجلس العلماء کرم - آپ تو ناسحق پنے

اگر وہی یہ سچ بولتا ہے کہ یہاں سچا سچا ہے۔ اس کی تو میں کوئی
کبھی نکال دیتا ہوں۔ یہاں سچا سچا ہے۔ اس کی تو میں کوئی

ہو کر حیف یہ بھی اپنی قسمت کی ٹٹری ہے صدی طبعیت بھی نہیں ماننے دینی
کہ جو آپ سا شاہزادہ وہ اولیاء ایک مضمون اس سے عبور ہی نام بھی تاکہ ریتی

حضرت امیر خسرو دہلوی نے کہا ہوں۔ ایک عجیب گنہگار زندگی کا پہلے تو نادرہ نام
 کیا ہے جس کے لئے نہ اللہ صاحبہ کے ساتھ

انگریزی بیگم صاحبہ کی حضور کی محبت و محال عطا ہوگا۔ اور اب بھی عشرہ رمضان خاص

پیارا ہی کیا ہے سب جو کچھ خدا کا عبادہ اچھا کرکھنا | کی خدمت میں حاضر ہوں کی عزت والہ

صاحب کو حاصل ہے جبکہ ساتھ کبھی کبھی میں بھی نہ فرمائیں۔ بیٹھے بیٹھائے میرے طرف نا حق
 جی ٹیکم صاحب کی اندیشہ کی کاغذ حاصل کیتی ہوں۔ کے تیکہ نہ موحائیں اور ہرگز نہ گشتان ہونی نہ فرقی
 یہی غایت عملات شاہی میں ہماری آمد کی ہے کی امید بھی نہ رکھیں۔
 در نہ اور کوئی غرض ہے نہ غایت۔
 شہزادہ سے پیار میں شمس النساء بیگم انو آپ کے نہیں کرنا لیتیں۔ کہ تھکنا ہی پاک ہو جائے
 جن دیبا اور اسے دربار کا کچھ پر پور پور اور اہل شمس النساء بیگم۔ دمتا شہزادہ کو خدا سیلئے
 چل گیا ہے اور اچھے چھے دین اور ایمان بلکہ سارے ایسا خوشنود و خوشنود کلمہ تو آپ کا منہ سے نہ
 جہاں کھو دیا کہیں کا نہ رکھا میں اپنے آپ کو نہ نکالیں اور آپ سے اس قدر بامہر نہ مہجائیں کیا
 خوش نصیب و خوش سمجھوں۔ کہ حسن ان بان شہزادہ کی بھی کہیں اچھے سمجھے۔
 طرح آپ کی دلربا اور رعنائی ہے۔ ہمیدہ کی۔ کیوں بیگم صاحبہ آخر محبت
 میرا دل زبردستی چھین لیا ہے اس طرح آئی گئی تاہل و بدل راہیت اس کو کہیں
 آپ بھی اپنی اس دلربا صورت اور شہزادہ۔ جان جان فقط ان بان
 اس دلکش آن دیان کی خیرات میں ہی نہیں۔ بلکہ دین و ایمان ہوش و حواس
 چپکے سے اپنے دل بھی میرے حوالہ کر دیں عقل و خرد سب کچھ کھو بیٹھا نہیں نہیں
 تاکہ مجھے کچھ تو تکلیفیں رہے ورنہ علامہ بلکہ بت کیا۔ اور نا بھی کہاں آپ سے
 مرفعت چھو دو مفاقت سے میں جان اور بار عشق میں۔ اسکا تو بیگم صاحبہ نے
 بے خار ہونا نظر نہیں آتا ہے اسے وہ وقت کچھ جواب نہ دیا کہ غبی نظر کر کے اس نے
 نوشتے سے ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہیں کم کے لئے چپکے سے چلی گئیں۔ کہ شہزادہ
 جو پیشانی میں لکھا تھا میری پیش آ یا دلدادہ نے نیک کر فرمایاں بیگم کا دامن
 شمس النساء بیگم۔ شہزادہ عالم۔ عیلا پکڑ کر کہا کہ پیاری آپ نے میری ایک
 معین الملک کی لڑکی تنگ خانداں ہونا بات کا بھی الفت و محبت سے متا ہوا
 کیونکہ شہزادہ کے آخریت اسلامی عزت جواب نہ دیا۔ پتے آپ کے اپنا و رد و دل
 شہزادی یا شہزادہ و رواج نہاتا ہی کوئی چیز ہے۔ کہا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ کے جلوہ میں نے مجھے
 یا نہیں دلا کہ آپ میری خاندانی شرافت پہنچو کر دیا آپ کے جمال بے مثال نے مجھے خزان
 و سلطانی قدر و منزلت دہہ گنا انکی جرات رخ و حسن طلال کر دیا آپ کی بے اعتنائی

کچھ ادائیگی کا موسم نے میرے باغ غیش
 و گلشن پر عشرت کو نذر مردہ و پامال کر دیا آپا کی
 سبھی نکال دیوں نے مجھ پر وہ تیرے سائے کا لالہ
 مگر انہوں نے آپ کی سنگدلی و تم شکاری آپ کو یقین
 نہیں کرنے دیجی مئے اگر کوئی تدبیر ایسی
 ہوتی کہ میں اپنا مینہ شکاف کر کے آپ کو
 اپنے منہ و منہ پر دم دل کی حالت دکھا
 سکتا ہوں ہر چند آپ کی دشمنی باتوں نے
 میری دشمنی دیا دوسری میں ذرا بھی مروت سے
 کام نہ لیا لگ میں پھر بھی ناامیدی کو اپنے
 پاس بٹھانے نہ دوں گا۔ کیونکہ میرا دل اپنے
 نوٹ لیا۔ یا میرے دل پر آپ کا حاد و
 چلکا تو ممکن نہیں کہ آپ کا دل بھی میرے
 دشنہ مہبت کا زخمی نہ ہوا ہو۔
 یہ دوسری بات ہے کہ آپ کی مہبت
 دیر میں ظاہر ہو یا آپ اسے اپنے پیلوں میں
 دیر تک دبا رکھیں۔ اور ضبط سے کام
 لیں۔ مگر ایک دن حضور رنگ لائے گی
 چاہے آپ اس پر لکھ جبر و جبر کے آریے چلائیں
 آپ کو میری جان کا قسم آپ کے نزدیک
 کوئی چیز نہ سہی۔ آپ بتادیں۔ کہ مجھے
 اپنے نامیدہ و مایوس تو نہ ہونا چاہیے۔
 اگر ایسا ہے تو آپ خیال فرمائیں کہ اس وقت
 آپ کے ملک ناموس کی بریائی اور آپ کی دنیا کی
 اور سوائی بالکل میرے قبضہ و فتنہ و جیٹہ میں ہے۔

لیونکہ خدا نخواستہ آپ سے مجھ کو دلا جا رہا
 کر دیے کو صرف یہ الزام پہنچی ہے کہ آپ
 میری موجودگی میں بالافارہ پر تشریف
 ہی کیوں لائی۔ فرمائیے ہے نہ۔ میرے
 مطلب اور میرے ذہب کا موقع۔
 مجھ پر سی۔ جی ۱۹۔ کیوں نہیں امانتا
 ہوں۔ پیر و مرشد کیا اچھا موقع اور کیا عمدہ
 کھات ہے!!
 شمس النساء بیگم۔ دھرت و دہ ہو کر
 اور لگاوت سے سدا کر کیوں آپ بھی
 تو عشق کے چھبے میں آ چکی ہیں۔ شہزادہ
 عالم انسان کو اس سبب الی سبب
 سے کسمبھی مایوس نہ ہونا چاہیے۔ کہ اسے
 سبب پیدا کرنے میں ذریعہ بھی در
 نہیں لگتی۔ یہ کہہ کر اور اتھ جھٹکا کھینچے
 ہی کو مٹی۔ کہ شہزادہ نے پھر اتھ فغا لیا
 اور کہا کہ۔
 شہزادہ۔ یہ دل میرا آپ کی نذر کر دیا۔
 آپ کی فرقت میں یہ مجھے چین نہیں لینے دیا
 بہتر ہے۔
 شہزادہ آپ کے چہرے میں خون دل ہو گا
 اسے بھی آپ اپنے جانیے خدا کیلئے
 شمس النساء بیگم۔ کیا ہے اور اسے دھرت
 سے اچھا۔ میری امانت آپ کے پاس ہے
 پھر لے لو گی۔

خوش رو و جوان حسن کی پیشانیوں پر
سجاء و جمال و خورشید و قمر کا ستارہ باندھنا
کے ستارہ و شمس و قمر و تابان و نور و طبع و عین
نور کا ستارہ کا پہلے شمس و عین کا پہلے عین
سجاء و جمال و خورشید و قمر کا ستارہ باندھنا
کے ستارہ و شمس و قمر و تابان و نور و طبع و عین
نور کا ستارہ کا پہلے شمس و عین کا پہلے عین

جسواں باب

پاروں کی چھ سکہائیاں

باد بہاری راہ کے اپنی
 سوچیں بیدیاں سوچیں ہیں ہم نیز شیش میں
 دیکھ کر اند کا ہے مرغان چمن اپنی
 نگاہوں میں اپنے پندیرا گیزاے کی یاد
 میں مہر و شمس کا عین انہاں بھی گزرتا ہے
 چمن اور دیکھتے ہیں سے ناخبر ہو کر عبادت
 سے اپنے اپنے گھروں کو واپس جا
 رہے ہیں یہ اگر سوت بھی سے

در کائنات کتابت یک نگر قلمدار و کاتب است
 مبین میں جس کو چشم پارسوس کو نشان دہا
 پسو دیکو عارض جانان پنجو نکو دین گل ہریاں
 و منو بیکو۔ و برشتیں و برجان کو گلبو سے سبتر
 چیکو یوں کو لب و لہلا۔ کہ کو ساغر حیا
 خیال کہ کسی شیخ و نائب کمار است۔ اور
 کی بر فطر اری حالت ویکو و شیکو
 رخاں میں قدا نے کے عوق نامہ اور زمر کے
 کے ید سے آہ و نشان کر رہے ہیں۔
 در کائنات کتابت۔ پندل اور پندل
 کے نظر سے اپنی تروتازگی سے عجیب
 روح انداز بہار و گلزار ہے۔ اور ان
 و ش آب قطروں کا ہر سیرتو لیا و
 ہر سیرتو پر نظر آ جاتا ہے۔ کہ کائنات
 ہے۔ کہ اس باغ کو مومن گو کہ کائنات

1. *Chrysomelidae*
 2. *Chrysomelidae*

نور کا شمع کا ہے ہمارے یہ دلوں کو خیر
نوجوان علم کھائے اور دل بہا نہیں
میں نہ جن کے پندیں خلد میں اس وقت اس کے
نیر یا ہے اور یہ انکی روش روش کی سیر سے
کیفیتانہ اور سرور یہ اندازہ اٹھا رہا ہے میں
نظام کو یہاں دل کی فرحت اور دماغ کی طرف
کے تمام مالدان میں چننا یہ یہ پیار سے گلہ کو
پیار کی نگاہوں سے دیکھ دیکھ کر اور پیار سے
اوتار گئی جیسا ہوا میں رکھ لیتے ہیں گھر
رہ رہ گئی دلی راز کا صاف پتہ چل جاتا ہے
کسی عقدہ لائیل حل یا کسی شکل کی
مشکل کشائی کی اور چھپن میں زلف یا
کی طرح پریشان ہیں اور سودا یوں
کی طرح کسی امید کے پرانے کی امید پر
سرگردان ہیں۔

ان میں سے کیا تو ہمارے اس
ناول کا نقش ناطقہ شہزاد سلیم ہے
اور امی کے چہرے سے حال ہے
زیادہ آٹا نہایاں ہیں۔

دوسرا نوجوان شہزادے کا غمخوار
اور ننگو ثریا یا خواجہ محمود ہے۔
اسی کے دامن میں رنگ گھر سیتیں تو یہی کہ
جو سر کو تیاں ہو رہی ہوں وہ کسی
پر سکوت معاملہ میں ہو رہی ہیں ہوتے
ہمداری پیداری پیروں کا تہ کرہ ہوتے

ایک ظالم ظلم دوست اسے سنو یہ جانی
اس تیرے پیار سے وہ پتیری کو میری جان
دل سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے
ان اسے جذبوں تو ہی ایسا اثر دکھا
کہ وہ پر سی پیکر حذر ہی اپنا دل قتلے
بے چین ہو کر جھیم جھیم کرتی آجائے تاکہ
یہ ظالم منہ کی کھا جائے۔

خواجہ محمود جی کیوں نہیں۔ ذرا کا
گڑھا میں منہ وہ دیکھئے اگر آپ کے
جذبہ دل یا کشش مقص میں ایسا ہی
جذبہ یا کشش ہوتی تو پھر روتا ہی کھائے
کھا تھا۔ لکھ لکھتی ہی سر سے اڑا لیتے

شہزادہ۔ بھئی تم تو ناطق ہیں سر پر
ہو نہیں ملو کب کی کسر نکال رہے
واہ اچھی ہمدردی اور اچھی دلجوئی کی
اچھی حضرت شمس النساء کی محبت میری
رگ دگ میں سرایت گئی ہے جو چہ
کسی طرح جدا ہی نہیں ہو سکتی
اور اپنا تو یہ مقولہ ہے۔ ج

پھر دل میں اس سے تو مجھ سے میرا خدایا
خواجہ محمود شہزادہ عالم ایک سچ سچ وہ
ایسی عین میں جہین ہے کہ جس پر آپ
ساگر ہو خوش و غریب و سیتہ ہو گیا۔
وہ کرکٹ ایسا پیچیدہ معاملہ ہے جس
آپ کے مزاج کو اس قدر پرانہ کر رکھا ہے

شہزادہ۔ یعنی تم واری بات پر پڑھ بیٹھے اور اس
آٹھی طرح اٹھ جاتے ہو بعد میں تم سے
جائزہ دے کو غیر سمجھوں اور اپنا پرائیوٹ حبیب
سمجھاؤں بیٹک بیٹے آتے آپ صاحبوں سے
اس بار کسواہم سنا کہ کو نہیں ظاہر کیا اور نہ ابھی
تک اسکا موقعہ اخذ آیا خبر حبیب نہ ہی اب ہی
کہ بیٹے کا فرار جیسا کا نظام شمار نے اپنی تیغ
اور انوں خنجر غما سے قیچ کر کے میرے قناع
صبر و شکیب سے کڑوا کر لیا۔

خواجہ محمود۔ احاد تو یہ نہ فرمائیے کہ دل
کلیں گھسیٹے۔

شہزادہ۔ ابھی حضرت! صرف دل ہی نہیں
کھو بیوٹا۔ بلکہ صبر و قرار شاہ مانی
و کامرانی محبت و مسرت حبیب کا خون
ہو گیا۔ اس بات کو اس بگ یہ زاری اضطرار
بے قدری سے کسی اور میں فرو نہیں آتا

سے آتش
گفتنی حال نہیں ہے اپنا
کچھ محب و محنت کرتا ہے

خواجہ محمود۔ صبر ہو۔ کیوں نہ ہو رشدا
خوب ہی مزہ میں آئے غیب ہی رنگ لائے
کھا سکتے نہ بلیا عیال یہ تو انشاؤں کو کہیں کسی
سما و نظر سے نظر نہ گئی۔ وہ کس طرح چشم
لے آپ کا ہوا اور دل اپنی جہاد و ہجری
ننگا ہوں سے قہقہہ کر لیا۔ ذرا میں

بھی تو سنوں۔
شہزادہ۔ بھائی جان کیا کہوں کچھ کہتے ہی
نہیں سنتی۔ اسے گھر بیٹھے ہی لٹ گیا پس
اس زیادہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ آتش
نام لے سکتے نہیں محبوب کا
کیا کہیں کشتہ پر کس سفاک سے
خواجہ محمود۔ بعد کچھ تو فرمائیے اگر فرمایا
تو آپ کے درد کا دواں کیونکر ممکن ہو سکتا۔

شہزادہ۔ اسے یہ تو پوچھو ہی نہیں
کہ کس قیامت خیز آفت اٹھنے لگتی دوران
آفت جہاں لے میرے دل و ہیکل میں آرام
رجین عیش و عشرت یہ چھاپا ماوا بند
درد فرقت سپت اور سلیم ہے کہ سہ میطر
تو نے اسے درد و حزن سا تہہ دیا۔ وراہ
اسے ٹھیکسار کیا کہنا۔

خواجہ محمود۔ بعد کیونکر نہ پوچھوں کیا میں
تو کیا ہوا اور نہیں چیرا کر تہہ درد نہیں۔ تو
خدا شہزادہ سہید و نہیں کیونکہ وہ
میں نہیں وہ کہ تک کہتے تھکاں تو نہیں
ظہر ہو جو بھی قسم ہے خدا سے پاک کی
کہ میں آپ صاحبوں کو اپنی عہد دہی نہیں
بلکہ جہاد و شہادت کی ہواں سوار نہ ہوں
آپ بھی ایسے چلے دیال پیر نہ لینگے کہ اس

سے صبر و ہجری و شہادت کی قسم
خواجہ محمود۔ (دوبارہ ہو کر) آپ کیا کہنا

مستورہ ہوا تھا اس کیسے زیادہ امید کر گیا
آپ باریاں لڑا اور نہ ہونے کی کوئی فکر
کر سکیں گے۔

فہرست... یہ وہی نہیں تھا
آپ خود علاج کر سکیں گے۔

دروہ دروہ... کوئی چارہ ہی نہیں۔
دل نہ ہی آئے جہاں پہنچا دے گی نہیں
خواب مجھ کو وہاں پہنچا تو وہی کہی ابھی کوئی
نہروئی اور ابھی ہے جسکے ہم جہاں لڑا دینے کو
تیار ہیں خود کیا چھوڑیں نہیں۔ ہاں کوئی
اٹھائیں نہیں ہیں دشمن کے چارہ چاہیے
خواب مال لیا تو ایک لمحہ میں جا لیا وہ کوئی نہ لگا
و نہایت شاق ہے۔

شہزادہ میرزا آپ کے جہاں کر چکے ہیں
ہی گئے اور کرید کرید کر چھوڑ دیں
ہیں۔ تو شیخے بیٹھے۔ کہ کل میں دالہ
صاحب سے ملے میں گیا ہوا تھا
اتفاق سے وہ کسی اور محل میں تشریف فرما

تھیں۔ میں انکے انتظار میں ان کے
پتہ پر لیٹ گیا۔ ذرا دیر گزرتی تھی
کہ ان کی آمد ہوئی اور محل سے اس
جیسے میں کیا ہوا سا پڑ گیا۔ ہوا میں
اور چکر لڑاں پاس اوپا کے سبب ادھر
اور وہ چلا گیا۔ والد صاحب نے کسی اور محل
کی حرکت کر لیں۔ مگر اس قدر رغل ادر

جو کچھ میں ایک سر باز لڑا۔ جو کچھ میں
سوتی اور ہوس میں وہاں بھی میاں میں
ہیٹے دیکھے ہی میرزا جاکا بتا دیکھ کر کہتے تھے

جیسے کہ لڑکھاں پاسے رفتن اور جاکا رفتن دونوں
سردوختے تھے اسکا لگا کر چھپانا اور بدن پر کر

ایک کرنے میں وہ جانا میرے لئے قیامت تھی
حسن صورت و حسن صیرت تو ضائع حقیقی نے اس
پہنچا میں کوئی شاکہ کہ میرزا یہ رہے غنائی و دلربائی
کا تہا ہے شرفی و قیامت افزائی کا خاکہ ہے
ایکس و چھپ کون کی تصویر ہے غرضیکہ
سر سے ہاؤل تک اپنی آپ ہی نظیر ہے۔
پس اس وقت سے بدل قابل میں ہے۔

جو کچھ میں ہے طائر تشریف دہ کی طرح
مضطرب و بغیر اہل اپنی جھک و دل کا آپ
و مہوار میں ٹپٹیل و عشرت آرم و چین سب
اس آرم حیات راحت و روح رواں کی رونمائی
میں نظر کر بیٹھا بالائے آخر وہیں ایمان و حرکت
و شان سے بھی صبر کھو ہو گیا۔

خواب مجھ کو وہ بھلا یہ تھی کون سی دالہ
جس نے ایسی بے باکا شہزادی اور اسی
جہاں دلفری ہے

شہزادہ... بھی یہ شہزادہ آتش حسن
معلین اندک کسی آنکھوں کا نور ہے
سردوختی تھی۔ والد اندکس غنیمت حسن
پا پاسے نہیں۔ نہیں! ہاں ہاں ہاں

آتے ہوئے تھے نہ تھے آپ بیگانہ کی یادوں کی گرفتار تھے
تو مجھ سے کیا کہ کچھ کہہ گزریں۔
شہزادہ۔ اچھا بھائی جان میں آپ کی خوشامد کر رہا ہوں
اور نہ ہی میں جی اوروں کا آپ کو بہت سے کچھ فرمائیے
خواجه محمود۔ ہاں ایسا آپ وہ درست پر آئے اب
خود کچھ رنگا۔
شہزادہ۔ اچھا بھائی درست پر آئے
خواجه محمود۔ ارشاد و ارشاد جاتے میری بلا اللہ
میری ڈر رہے کہ آپ اس منہ لٹاکی الفت اور اس
ہر سبکی کی بات کو دستاویز بنالائیے گزریں بس
نہ باجے بھری یاد وہ باجی چھٹکے جہاں آپ
نکروں کو لکھ رہے ہیں۔
شہزادہ۔ وہ اچھے خوشی محفل
قرآن آپ کے اس شعر اور سننے سے
آپ کی اس صلاح سکے۔ والدہ شہزادہ باجی ہیں
کھل گئیں۔ اسے ظالم یہ تو صلاح نہ ہوئی
بلا ہوئی۔
خواجه محمود۔ میں نے تو آپ کو اپنے
زعم میں ایک سنگی صلاح دی ماننے نہ لیتے
سے آپ مالک ہیں۔
شہزادہ۔ جہاں پر سے آپ کی اس کے اندر
اور جنہم میں جاسے آپ کا مشورہ میں باز آیا
آپ اس جہان ایسا صلاح اور دل شکن
مشورہ سے ہے۔
نفس النساء اور چہاڑتی شمشاد کی یادیں
پیر میں اتنی تو مجھ سے مر اچھا پھر چائے
خواجه محمود۔ شہزادہ عالم کیا بیچ رہا وہ
ایسی حسین راہ جہاں سب سے کہ جہیز آپ سا
بہرہ و خوشی و شرف و رفعت و تقیہ ہو گیا۔
شہزادہ۔ ماں اللہ آپ مجھ سے
دماغ چاہتے ہو مجھ سے ہیں۔ گھر سے تک
پکڑ لیتے ہیں انہیں آیا کہ وہ کل اندر آ گیا
نفس النساء اور چہاڑتی شمشاد کی یادیں

ایک ظالم ظلم و دست۔ اسے سنو یہ جہانی دشمن
یہ سے پیر میری مہربان کو میری خانہ دل سے نکالے
آپ کو کش کر رہے ہاں اسے جہیز دل تو ہی
ایسا اثر دکھا کر وہ پیری پیر خود ہی اپنا دل نکالے
بے چین ہو کر چم چم کر رہی آجائے تاکہ ظالم سے کی گھٹا
خواجه محمود۔ جی تیرے نہیں! ذرا کسی
گڑھ میں منہ دھوئے رہتے۔ اگر آپ سے
جہیز یہ دل یا کشش متص میں اب ہی
جہیز یا کشش متص میں اب ہی
مقام گھر بیٹھے ہی مرے نہ اڑاتے۔
شہزادہ۔ یہی تم تو تعلق میرا سر پھر آج
ہو۔ نہیں معلوم کب کی کس رنگال ہے ہر
وہ ابھی مجھ سے اور اچھی دلہن کی اسکی
اچھی حضرت نفس اللہ کی محبت میری
رنگ رنگ میں سرایت کر گئی ہے جو مجھ
سے کسی طرح جدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اور
اپنا قریہ معقول ہے۔
پیر میں اتنی تو مجھ سے مر اچھا پھر چائے
خواجه محمود۔ شہزادہ عالم کیا بیچ رہا وہ
ایسی حسین راہ جہاں سب سے کہ جہیز آپ سا
بہرہ و خوشی و شرف و رفعت و تقیہ ہو گیا۔
شہزادہ۔ ماں اللہ آپ مجھ سے
دماغ چاہتے ہو مجھ سے ہیں۔ گھر سے تک
پکڑ لیتے ہیں انہیں آیا کہ وہ کل اندر آ گیا
نفس النساء اور چہاڑتی شمشاد کی یادیں

کوئی دل چاہا اپنی وقت دین و ایمان اس غار گروہ میں لیا	سہنراؤ ۵۔ اچھی جناب یہ تو شاعری
سے چاہے اور کیونکر نہ ہو جائے۔	
پس جب یہ نامکمل و محال ہے تو پھر تم حقوق	سہنراؤ ۵۔ اچھی جناب یہ تو شاعری
تھما ہے رنج بھی کیونکر پر مٹاں بن سیمے	اے اے قسم ہے خدا سے دو جہاں کی
اور اس سوہنی اور فریاد نہ ہو جائے۔	کہ جس طرح پھول میں رنگ و بو پس
خواجہ محمود۔ سہنراؤ ۵۔ عالم آگہ قلمی	میں تر و عطر میں خوشبو۔ شراب میں نشہ
ایسا ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کیا پتھر	جوت میں درود و زمین میں پیش میں
ہی سے اکھڑ گئے۔ کیونکہ آپ نے یہ دھرا	تپک تپک میں سوزش یا حبس طرح
ہی بے وجہ ڈالا ہے	سمندر میں حدت۔ صدف میں موتی
سہنراؤ ۵۔ یہ واقعی صبر معنی! اچھی برندا	یا میں طرح اس کے صحن میں جو نالہ
پر رہماز سے دلریا کے پھول سے پیار	بے۔ اسی طرح کی پیار سی کیمت
پیار سے کالوں کی سرخی سنبل سے باول	سلیم کے دل میں بہانی ستے۔
کی سیما ہی۔ حوتی سے داؤں کی آب و تاب	خواجہ محمود۔ شاید لب ہو ہو کر آپ
نرنگین لنگھوں کا جناب ابروؤں کا پاکین	بچے کیا حکم ہوتا ہے۔
جوانی کا جہیز آٹھوں کی فتنہ پردازی	سہنراؤ ۵۔ اے سرو خدا ایسی
مچتی کی کرشمہ سازی ہونٹوں کی رنگینی	آپ شاید ہی فرمائے جائیگا۔ اللہ اللہ
وہن کی تنگدستی کمر کی نزاکت نزاکت	کسی طرح آپ کے کالوں پر جوں ہی
کی بھٹکتی نظر اظہار فتنہ انگیز ادا دل	نہیں رنگینی اور یہ حکم کی تو ایک ہی ہوئی
و میرا دل ہی جیتا ہے بیچ ہے	آپ پاز۔ سے دیکھا سنیں میں۔
کہ سلی زچشم عزیزوں باید دید	ار سے مروا۔ می شہدا بیٹھے مج پر کھمراؤ
آپا چاہے ہیں ناقد رسک سے آپ لکنا	میرے حال ذرا پر ترس کھانا اور کامرانی
کی قدر کیا جانیں۔ آپ کے آگے	سکا میانی کی کوئی۔ سہل تہ سکر در سیر
بہنیں کی بیوی سہنراؤ ۵۔	چھوڑ دھوڑ سے بھی نہ دیکھتے تمام رنج
خواجہ محمود۔ مائی اللہ آپ نے تو اس	بھر بھرتا ہے۔ آگہ ہی زندگی اجاڑتا ہے
نہا پا کے سیانہ میں شہر پیاروں سے	آپ پاز سی سس اللہ کی کریمہ کی فکر کر

<p>اور نہ مجھے ذبح کر دیا تا تمام بجھیرے ہی ختم ہو بیائیں۔ کہ اب تو ہوں ہی اس قابل ہے عشق میں ہو گئی مجھے وحشت اب اسرا میری سنگساری ہے خواجہ محمود یہ پہلی ہی ملاقات میں تو آپ یہ رنگہ لڑکے اباس کے خدا بیگنا کیا رو پہ بند لے گا۔ شہزادہ اسے اسے شکر تیرا دل ہی اس تم شکر جتنا کار سہل سے شکر دی میں کم نہیں کیا یہ پہلی ہی ملاقات احسان آفات کا نتیجہ نہیں ہے جوتن بدن کی خبر نہیں ہے اور نہ اپنے آپ میں ہوں مگر یہ دلربا مزہ دہنہ شہزادے میرا دل ہی چاہتا ہے آپ کو سہی کیا بھر خواجہ محمود مجھے تو رہ کہ خوف آتا بہتہ کہ اپنے آپ کو دیدار میں ہوا۔ اور آپ سے عہد کی راہ لی۔ کیونکہ رنگہ ہی ایسا تہتر آ رہا ہے۔ شہزادہ چونکہ اس کا ہر داکو ایک تہتر تو نہ کیوں نہ لگا۔ ہوتا تو دل ہی ہوا یہ تو کچھ نہ ہوتا ہے ہوتا ہیکہ آپاں کی فکر نہ کریں۔ خواجہ محمود بعد پھر میں کیا خوش کر</p>	<p>ہوں۔ میں ایک کانگہ کوئی آیا وہاں گھر تو ہے ہی نہیں جہاں کی بل گسٹے یا کسی کوئی چاہاں جسے مجھ تو بھر سے نا امید کی ہی کی یہ ایک صورت نظر آرہی ہے ال اگر یہ خیال میں کوئی بات آئی ہو تو فرمایا ہے کہ اس پر عمل نہ کرو۔ شہزادہ اس کی تو یہ مطلب ہوا کہ آپ اس سے کوئی سرفراز نہیں رہتے چاہے میری جان جاسٹیا رہے آپ کی بلا سے ہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ میں آپ سے بالکل نا امید ہو جاؤں۔ اور کوئی اتفاق یا بھروسہ نہ کرے۔ یہ فقر سے شہزادے نے کچھ ایسا درد ہو کر کہے کہ مراد صاحب کا دل بھر آیا اور اتنا کہ مراد صاحب مذاق ہی کر رہے تھے کہ اب ایک نیا شاعر ہو کر بیٹھ ہی دیں گے وہ سو رہی کے ساتھ فراموش خواجہ محمود شہزادہ عالم آپ تو ذرا ہی سی چیز پر رو دیتے ہیں بھلا کوئی انہی ہے اور کیا آپ نے میرا یقین خراب کیا کہ خدا خواستہ میں آپ سے کدو رہی یا چشم پوشی کیا چاہتا ہوں ہے خدا کا کیا ایسا خیال نہ ہو گیا۔ اور ہر قسم شک لازم ہی ہے اسے نہ کہ حرامی کی توقع دیکھتے یہ ایک روزی سخاوت ہے اگر جان</p>
---	---

بھی آپ کے کام آئے تو کس گنجت

کو دوسرے نہ خدا کر کے کہ آپ ہم جان
نہادوں سے یا ہم آپ کے غلاموں سے
تا امید ہوں۔ وہی مطلب برآری کی
فکر اس میں ہی جان تک تاروں کا کو

اور آپ کی پیاری شمس اللہ سے ملاؤنگ
اس وقت البتہ نہ ضرور دامن گیر ہے
کہ وہ کوئی تدبیر یا چال چلی جاسکے۔ جو
چل جائے اور ہی طرح پست ہی نہ ہے۔

اس وقت مرلی دہری ہوتا تو بڑی مدد ملتی
یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ راجہ کا بھائی
کا دور نظر راجہ مرلی دہری بھی اپنی اپنی
بھی سلیم کے جان نشادوں میں خواجہ
ہو جاتا ہے کسی طرح کم نہ ہوتے۔

شہزادہ راجہ مرلی دہری کو اتنے دیکھ کر
یا علی شیرائی آئے راجہ صاحب اور حرائے
بشتو آپ ہی کا ذکر خیر تھا۔ بڑی عمر ہے۔
مرلیدہر عزت تو ہے۔ آج تو رنگ
کچھ اچھا نظر نہیں آتا۔ یہ سنا جا
سکوں ہے

شہزادہ آہا ر کیا کہوں۔
آج کل تھکے تھکے ہمارے کچھ بھی نہیں
ہے جیسے غلاموں کی دیکھ کر بھی نہیں
مرلیدہر بھی یہ بتا رہی ہے ہمارے کسی
نہادوں سے یا ہم آپ کے غلاموں سے

شہزادہ۔ اسے یاد چنا اور بری طرح
مرلیدہر یہ کہے حاجب ہی یہ کہہ کر
بے چینی ہے۔ مگر یہ تو ارشاد ہو کہ دل سا
جی تبدیل نہیں الملک کے
یہاں اور کہاں انکی اور نظر شمس اللہ اور
سلیم پر مرلیدہر ہے۔ اور یہ اسی کو گنجت
میں برآری و انکی بارگاہ ہے۔
مرلیدہر۔ د سلیم سے دوا حضرت کے
آپ کا عشق بڑا بڑا نظر آتا ہے
بڑا مطلب آتا ہے جاحلہ عینہ عینہ آوار
ہی جاؤں بظاہر مبالغہ کر رہا ہے
بڑا مطلب لکھتے ہی جاتا ہے نظر آتا ہے
شاید یہاں ابھی تک مطلب
نہیں ہوئی ورنہ دیدار خود نہیں تھا
خواجہ محمود۔ یار تم بھی جب کہتے ہو
ایسی ہی کہتے ہو۔ یہ تو نقش نہ
سلیم سا لگوں مزاج کا دل ہے
ہی نہ کسی اور دل پر بڑا گیا تھا ہے
یہاں پر کچھ اور ہی نظر آتا ہے
شہزادہ سے وہ کیا کہتے
صاحبان ہستی میرے سے ہیں
عشق کر جی بکرا اس سے عشق
یہاں سے شہزادہ کا دل ہے

نوازیہ وہ عشق ہے جسے سلیم کا جان لیں
سکھئے۔ خدا کیلئے ہم کو میری دل سے نکالے
نکال دے۔ وہ نہ سلیم جان پر کیل جاوے گا۔ حبیب
البتہ ایک سلیم کے سب سے عشق کی محبت کا یقین
آجائیگا۔ اللہ نے بدگمانیاں۔
میر لید مر۔ اچھا اگر آپ کا سیلاب ہو جائے
نویاروں کو کیا دوا ہو گی
شہزادہ۔ اچھی دنیا لینا کفایت چیز ہی کیا
ہے۔ غلامی کر رہا۔
میر لید مر۔ کس کی کیا اپنی نفس النساء
سکھائی۔
شہزادہ۔ اسکا تو غلام میرا ہی ہوں
آپ کا بھی ہو جائے گا۔
خواجہ محمود۔ اچھی یہ تو سب کچھ تو ہی
مگر کہیں شاہ نہ آجاء نہ نظر نہ
قالیہ
شہزادہ۔ آپ کی بدولی ہی تو تمام کا
بگاڑ دیتی ہے۔ جو بد ہوئی بات کا
تبدیل ناس کر دیتی ہے۔
میر لید مر۔ اچھی شاہ تو شاہ۔ اس جیلے
ہے۔ اگر وہ قتل سے ڈر کر اپنے ہی لنگھا ہو
نہی ہو۔ یہ کچھ تو میرے ہونے کا منتہی نہیں
شہزادہ۔ ہاں۔ یہ کچھ تو میرے ہونے کا منتہی نہیں
خدا کی محبت پر ہے۔ قبلہ کو میری
نہی ہے۔ یہ تو میری رہا ہے۔ یہ تو میری رہا ہے۔

اسی نمٹے ہے۔ خدا سمجھے اس نماز سے
خواجہ محمود۔ اور کیا فیضی کو آپ سمجھا کا
ہوا۔ سمجھتے ہیں حضرت یہ دو دواں ایک ہی گرو سے
چلے ہیں اور ایک ہی تھیلی کے چپے پٹے ہیں۔
میر لید مر۔ اس میں کیا شک ہے !!!
شہزادہ۔ یاد انہیں تو قبلہ و کعبہ کو بے
دین مرشد کر رکھا ہے۔
نصایہ بھی کوئی بات ہے کہ دین اسلام کی اجل
دین الہی اور نہ میری کی جگہ نہ کرنا ہی اور نہ
کسی کا اخترع نہیں الہی اخترع کیا جائے
یہاں تک تو خیریت تو خیریت تھی۔ مگر تیرا وہی
غضب و جہاں ہاں ہے کہ کہہ کی جگہ اے اے اللہ
اللہ اگر جلیقہ اللہ اور صلہ علیہ کی جگہ اللہ اللہ
اور جل جلالہ اکھڑے جاتے ہیں۔
مہت مہتابے شیشوں کا منہ کالا۔ روح سیاہ
میر لید مر۔ اچھی ہونہ بھی کرنا دیا نہ لیا کو۔
جدا یہ بانی خدا کی کیا کہتے ہیں اور میرا
تجربہ تو ہی کہتا ہے
عدو شہزادہ سبب خیر خدا احترام
ہیں یہ بے دین و عین میں کس کا میتا کی
میری اسکا کہیں خورعت ہو۔
خواجہ محمود۔ اچھا اگر ہی ہے تو میرا
عالم کی مشرق و ہوا کو کسی طرح یہاں تک
خدا دانا چاہے یہ تیار ہمارے مانتے تو
نہی ہے۔ یہ تو میری رہا ہے۔ یہ تو میری رہا ہے۔

جڑ ہی جا لگی ۔ اور آخر یہ تنگ آکر سیاحت
 نکلیاں تو غیب نہیں ۔
 مرید یہاں مان خور کر گئی ناکر ہی خیال میں آئی
 خواجہ نمود ۔ ابھی تک کچھ نہیں سوچا تھا
 مرید یہ ۔ اور آپ کو سب سے پہلے مرید
 کہ ہے اس مرید کی بات خیال میں نہیں آئی
 خواجہ آپ کی کیا فکر ہے ابھی میں نہاٹے دیکھا
 آپ مرید کی کہ درباری زعفران کے کتان میں
 اس معاملہ کو دل نہ دیکھے ۔ اور دیکھے ۔ اسکی
 سارے ارباب ۔
 خواجہ محمود دیکھا ۔ اور کہا تدبیر تہائی
 کہ بھڑکا دیا ۔ میں تو اس کھنڈت کو
 بھول ہی گیا تھا اس ادا سب معاملہ میں ہے
 مرید یہ ۔ اچھا پھر اسی بات پر گفتاری
 گفتاری ہوا اور اس سہانے وقت میں
 کہ کلیاں کھل رہی ہیں ۔ بلبلیں چہک رہی
 میں ۔ رابرستانہ وار چہرہ تہا چلا آتا
 ہے ۔ انگین اشکو پیر میں ۔ بی ضاحیا
 آجائیں ۔ اور ایک دور ہی اڑھائی کا اڑ
 جاتا تو پھر مرہ آجیاتا ۔
 شہزادہ وہ وہاں رہتا ہوں اسوقت تو
 میرے دل کی تھی ۔ پھر مرزا صاحب دیر
 کیا ہے ۔
 خواجہ محمود کہہ رہی تھی وہ وہاں
 حکم ہر تہی ۔ اور وہی وہاں رہتا ہے ۔

بازار کی تو منہ چھپکا ہی پھٹی رہی میں یہ حکم
 ہی کی صاحب کی باجپیں کھل گئیں کیونکہ فی صبح
 جانتی ہی تھیں کہ یہ آج ہی مرید پانچویں کے ہفت روز
 یہ ہفتہ یہاں آیا کرتی تھیں ۔ اسلئے یہاں کی ہر روز
 وار ہی تھیں ۔ اسلئے آج کے دن میں اسکی
 یہ کسی خاص دن میں نہیں مزار سے پوچھا تھا کہ
 اول تیس برس کا لہ آتش کا من در غریب تھا اس
 اسب نے ڈھنگ سے اور یہی سوئے رہ رہا ہے
 کا کام کیا ۔ اسلئے یہی اس بارغ کی
 تھا ۔ اور انشا پر غفلت میں جلسہ دست
 کیا ۔ اور یہ صاحب کے ہزار ہوں نے سارے
 ملا نا شروع کر دیا ۔ جب تک سارے کے
 ایک ایک پائ پاؤں ٹنگوں کا سہارے
 لے لیا ۔ اس کے بعد ہی حضرت صاحب کی
 اس چہرہ غزل کے چہرہ شہرہ ۔ اشہار ہو
 تیز تر سے کم نہ تھے ۔ بی ادا چہرہ پڑی
 آن بیان ۔ تھے کا ہے ۔
 اور یہی جانتا ہے اگر جان جائے
 اس دل کے شوق کو تو بھی مان جائے
 محفل میں کسی نے آپ کو دل میں چھپا لیا
 آتش میں کون جو ہے یہاں چاہے
 گرد عہدہ دھل ہو چھوٹا خد تو ہے
 کیونکہ نہ دیکھتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ دیکھتا ہے
 اور کہ یہ وہی ہے کہ یہی ہے کہ یہی ہے
 کہ یہی ہے کہ یہی ہے کہ یہی ہے کہ یہی ہے

یہ تو بجا ہے کہ آپ کو دنیا سے غرض

جاتی ہے جسکی جان اس سے بچان جائے

یہ مختصر جواب ملا عرض و ملی پر

دل ناترا نہیں کہ شری مان جائے

وہ آزمودہ کار تو ہے کوئی نہیں

جو کچھ تباہے داغ اسے مان جائے

اس کے حتم ہوتے ہی پھر لاتین کا ایک

چلا اتو ہمارا زندہ دل تندرست سے

بلکست مست نہیں اس میں ہر کھڑک

انکھیں فلن کیو تر مگر اپنی تنگ

مرید ہر کے بیان سے بی مانا جان کو

ایک دو تھالا ان ایک تھرا دہ پھر

رفتہ رفتہ کر دیا اور جلد پر غماست

ساتواں باب

بخیار می و اشکم با می

رستے چرمیں بے نور آنکھیں جو لکھیں

رفتہ رفتہ صوفتا ناسور آنکھیں

اکبر یاد میں ایک عیالان سپر قمان

سے جو رفتہ رفتہ تباہی میں سپر

کو تھما دکھا رہی ہے اور سر فرشت

منزل سے نام سے شہر یہ ہے کہ

سر فرزند کا نام اس مکان سے

بلیٹے اس رعایت سے معلوم ہوا

کہ ان بچوں کو جو کہ چمکے اور

اشیا زینتی کی ملکیت میں

چونکہ شمس النساء بیکم فطرت

کی ریشمی کا ایک صا وہ پھر نے

پھر یاد تھا بلیٹے خوش نصیب

مست و اقبال و الدین بھی

دیگر گویا اس کے حوصلوں اور

کے پورا ہونے کے ساتھ اس کا

چنا چہ اسکا وہ باب جسکی یہ

اکلوتی مینی تھی سہ وقت اسکی

ہی میں جیلا و متہرک رہتا تھا

بھی اس کی بیوان میں کے موافق

اس تفریح کچھ ایک چھوٹا سا

یہاں اور یہاں تھا جیسے یہاں

اسکا نام بھی اس کے نام سے

میں جہن نامورہ رکھا دیا گیا

شمس النساء بیکم دن میں دو

تین تین مرتبہ اس تربیت

میں آئی اور سکول کے پودوں

روشنوں کو اپنے نازک و دار

سے جو رفتہ رفتہ تباہی میں

کو تھما دکھا رہی ہے اور سر

منزل سے نام سے شہر یہ ہے کہ

سر فرزند کا نام اس مکان سے

فیاضی سے ایک پتھر یہ سار گیکانہ روزگار مان
 بھی بنایا وہاں میں چپت کی آرا نہا کش و
 نہ پائش میں یہ وہاں رات نہ صرف ہم تن
 مالوفہ رہتی تھی ۔
 گل و غنچہ اس کی رخسار کی بنائیں بیٹے
 تھے رعدہ شمشاد اس کے قدر قامت پر
 جانور رویت تھے اس روح افزا باغی میں کہاں
 غنچہ تھی تھیں یاد گوئیو دیا شے تھیں غنچہ
 کیلئے یہ آوازیں کتنی تھیں جیسے دے شے شجب
 ہو کر یہ پوچھتے تھے سے ذوق
 یہ پتھر غنچوں کا چٹکتا انگلیوں کی سی چٹک
 یہ ہائیں کس کی بارغ اسے باغبان لینے لگا
 پیار ہی شمس النساء کو سوائے اس باغیچہ
 کی توجہ اور محبت تھا ہی کی اول تھیں اس کے
 اور کرتی کام ہی نہ تھا اس چھوٹے
 دلکش پیار سے وہ دل با باغیچہ میں جا جا کے
 عجیب سے عجیب سے تھے غنچہ یہ غنچہ یہ
 تھے جن کی فرحت افزا اور راحت تھی تھی
 سے شمس جان سے طرہ تھا کہ روح معجز تھی اس
 کلاب چینی بیباک سرین و نسلیں اس کے غنچہ یہ غنچہ یہ
 شمس کے غنچہ یہ غنچہ یہ وہاں کے
 سوا دنیا کیوں شمس کے پیو در کے وار
 وہ درخت تھی اس کو تھان سبہ غنچہ
 میں پتھر ہے تھے
 تھان اس سرور تھی کہ وہ غنچہ انارکلی کے غنچہ یہ غنچہ یہ

بلکہ اس کے چہل پہل تھی سے ایک خاص شخص
 ورونی انیسیت تھی خاصہ انارکلی کے ورونی
 غنچوں اور غنچہ یہ غنچہ یہ توجہ شمس
 تھیں اور انارکلی سے غنچہ تھی سہانگ لگا
 اس کا کوئی پتھر نہ تھا شمس غنچہ یہ غنچہ یہ
 رگہ پتھر تھے یہاں اس کے غنچہ یہ غنچہ یہ
 اس کے رنج و مال میں غنچہ یہ غنچہ یہ
 کہ اسے انارکلی کے چٹکے لگا سو جان عزیز
 تھے اور وہ سید طرح ان کا شمع و براد
 ہونا پسند نہیں کرتی تھیں ۔
 شمس بلکہ سید گیم اس وقت میں اورہ میں
 تقریح طبع کی غرض سے گلگشت میں
 عجبے لگا اس کی یہ غنچہ یہ اس کے پیو در کے
 پیو در کے چھوٹے وہاں کی شمس غنچہ یہ
 کو بالکل محو ہا ہی تھی کیونکہ آج وہ
 خوش و باش ہو تھے غنچہ یہ غنچہ یہ نہایت
 ہی غنچہ یہ غنچہ یہ اورہ کی غنچہ یہ غنچہ یہ
 اورہ کی غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ
 اس کی وہاں روح ہو ہی سے خدا جا
 اس کے غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ
 بلش ۔ پیو در میں شمس غنچہ یہ غنچہ یہ
 اورہ کی غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ
 بیشائی پہل ہے اورہ کی غنچہ یہ غنچہ یہ
 اورہ کی غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ غنچہ یہ
 تھان اس سرور تھی کہ وہ غنچہ انارکلی کے غنچہ یہ غنچہ یہ

بڑی کیم صاحب کی آمد کی بل چل پڑ گئی تھی۔

اسی میں کیوں بالافغانہ پرکھی ۔ اور گئی کئی تو کہیں بالافغانہ پر جاتی ۔ اور ایک جس خدا داد کو
وہاں کو بھی اسی دہرے باجیہ دیکھ لی کہ جس نے ابتداء دل دے بیعتی ۔

میرا دل اس جھپٹن لیا۔ اور یہ تگور ابارا تو
 شہزادہ کے دھن سے تگور ابارا تو

ہو تا ہے اگر اس دل بفرار کی یہ ہی بتیابی ہو تو قہری ہے یا اندامیں کیا کروں کچھ کرتے ہو

ہر سہ ماہت جگہ پر خون رہتا ہے۔ روح

مضمحل ہے۔ جہاں بیکل ہے سیتھا بیٹھا
دور دور دست رہا ہے کہ پوچھو ہی نہیں

مردودہ دلوں کے لئے وہ اُمتیں کرے گئے اے عشقِ خدا ترستیہا
 مردودہ دلوں کے لئے اسی کے لئے کا انتظار کرے اے حسنِ خدا تجھے سمجھے

یہ ہے کہ مذکورہ دیر یار ہے۔ اے بیتے یہ آپ ہی حضرات میں جو حینوں کو فخریٰ

نارسی۔ مگر اس میں میری خطا ہی تھی۔

۱۰۔ میری نہیں تو کس کی خطا ہے
سراسر میرا قصور ہے۔۔۔ نہیں نہیں میرا دیتے ہیں۔

کچھ قلمی نہیں۔ یہ ہمارے ہمدردانہ خیالات ہیں۔ آپ ہی حضرت میں جوں کی تواریف
اور ترمیم کے دل کے ہیں جس نے والوں کو گریہ و زاری آں و بقیہ اسی

یہ جو کہ اس کے لئے لکھا گیا ہے

میں نے آپ ہی حضرت میں ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

ALL INFORMATION CONTAINED HEREIN IS UNCLASSIFIED
DATE 08-19-2006 BY 60322 UCBAW

غلامیوں کے نہ ظم خود و حریت میں نہ پنا
 پہنچیں اور نہ پنا صاحبوں کے جان و مال کو
 دغا میں کر رہے ہیں۔
 خدا نہ کہے کہ آپ کسی کے گلے کے مار ہیں۔
 ہوتا نہ کرے آپ کسی کے اپنے آزار ہوں۔ ورنہ
 اس غریب کا نقل سزا کساں ہو آپ کے عجیب
 چال و حال میں سزا کی دوستی و دشمنی دولہا
 و دوبر اور شغال ہیں۔ کچھ ہی ہو گئے
 اسے دل تو تو اس الزم سے سیطرہ جبری تھا
 ہو گیا یہ نہ کہ تو نے بھی حضرت عشق کے چکے
 میں آکر تیرے چشم زدن میں مڑوں کی طرح
 ہو گئیں پھر نہیں اور میرا زندگی بھر کا ساتھ
 دیا۔ یہ تیرے ہی کرشمے ہیں جو تو نے شعلہ
 بیگم سے منجم کو جو دمانہ کے نشیب و
 دار سے بالکل سے طرعتی۔ ناز و دنیا
 عشق و عاشقی کے پرہیز کو چھوڑا اور بنا
 دیا۔ اور ذرا بھی اس کے حال نہ رہا
 رہے نہ کیا۔
 خوش نہ آئی یہ تیری چال نہیں
 یوں رہے کہ اتنا پارساں میں
 اسے کیفیت مجھ میں پہلے ہی کیا تھا
 اور بعد اور بھی تیری عادتوں سے
 تپ ہونے چکا تھا لہذا سے مجھ کی موت سے
 چھوٹے آئندہ ہو کر چھوٹ گیا۔ اور کیوں میری
 بربادی و تباہی کا طلبگار ہو گیا کیوں میری
 آرام و چین و عشرت کا دشمن طرہ ہو گیا
 اللہ مجھے کراہ نہ چلا میرے دامن غفلت میں وہ عین
 نگاہ میری آرزوں میں تھا۔ دلوں و حوصلوں
 اسکو لکا دشمن نہ بن میری دولت شہمت و قناع
 پاک و امائی کا دشمن نہ بن اگر تجھے بد لای لکھا
 تویشائی شعرا سے لے جہوں نے تیری خوب ہی
 مرست اور خوب ہی درگت کی ہے۔ کبھی تیری
 تیغ نظر سے تیری وہیمیاں اڑتے ہیں
 کبھی جنا کے ساتھ تیرا خون اڑتے ہیں
 عیلا مجھ مشت استخوان بکیں و نادان
 کی ہڈیاں جانے سے تجھے کیا خاک ملے گی
 البتہ بکلا مارے پنکھہ ضرور ہا مقہ
 آگیا۔ یا اللہ دل تو دل محبت و مودتی
 فاندسی کے تیرے بھی تو اچھے نظر نہیں تے
 یہ نگوڑی بھی توڑی بڑی نظروں سے
 گھور رہی ہے یہ بھی تو میری جان لیوا
 ہو گئی یہ موتی بھی تو میرے ناموس کے
 پیچھے بلا دیاں ہو رہے ہیں
 میری تباہی و بربادی پر بے طرح تری
 ہے کاش یہ عشق میرے لئے باعث
 بے تری کا تمام دنیا میں اشتہار ہوتا
 پھر اب کیا ہوتا ہے دل کھو بیٹھے
 عفت و عصفت کی جان کو رو بیٹھے
 جی ادا بیگم صاحب مجا و شاد ہوا

آخر پکوا کر ہی کرنا پڑا اور سب کو درگاہ
 لڑ پہلے ہی آ کر گیا تھا کہ ہو نہ ہو ہماری
 بیگم صاحبہ کس نے نہیں دل کھینچیں دی
 سامنے آیا۔ تبہ صراپے نہیں آج
 آگے آگے دیکھتے ہو تھے کیا
 آگے اس کیفیت دل پر میرا ہر دم تھا
 وہ بھی کسی اور کا ہو گیا کی طرف دارنیکیا اسکی بھی
 پر تک و ششمال تک ہے کہ سیم سا بھیدی اور ہونہ
 دوا پیکہ کہا ہے شہزاد عالم کے یہ نظر ہے
 آپ کو ہکا کر لیا۔ قد دان خود و جوان اگر چہ
 نیک چہاں میں ڈھونڈی تو بھی نہ پاؤ گی۔
 بھیدی بیگم صاحبہ میرا تو میرا ہی آگے ہے عباد
 اے میرے دل پر یا شہزادے کیا یہ صبح ہے
 ضرور صبح ہے۔ جب ہی تو میرے دل
 کو جزی مقناطیسی در بانی اور پیرا بے نوزان
 نے کھینچ کر اپنی طرف کر لیا اور وہ تیرا ہی دم
 بھرنے لگا۔ مہر سے بالکل بھر گیا۔ آف
 افسانہ کس کا پیار اور عار ام نام بے غفرت
 منہ سے نکل گیا کہ جس کے زبان پر آتے
 ہی تمام بدن میں رنخشہ اور تمام جسم میں
 سوز ہوئے لگا۔ عرق انفال سے
 سر تیرے کتنی۔ جان بے چین روح منتظر
 آگے۔ دوسری طرف تیرا ہے چہ چہ ہے
 گردن بدل کر نہ کیا میں تھوڑی سی دیر
 کیلئے یہ شامی پلاؤ کچا ملتی ہوئی کہ میں
 کہ کیا دل ملک ہندوستان شیکر شمس النساء
 بیگم کے عرض سلطان شمس الدھر کے مہاراجا
 نام سے مشہور ہوئی۔ نہیں۔ نہیں۔ نہیں
 بھیدی خدا بھر کندہ زمین ہرگز نہیں
 کیونکہ شاہ نوخیز دان باد تیا مست
 تک اس آن ہوئی قربت کو منظور نہ
 فرماؤ گئے۔ پس میرے یہ خیالات شیخ جلی
 کی مرغیوں سے کم نہیں۔ اے سے و در وقت
 سے کہ اسے قبول صورت و مقبول
 سیرت شہزادے تیرے پر ہی ہمال
 سلطان جمل حق نے میرے دل کو
 دیوانہ کر دیا۔ میری نظروں میں اس رو
 والا نظر فریب خطر آفتاب پھر رہا
 آہ تیری دھیمی دھیمی محبت آ میرا تیس
 میرا تیش روی سے جواب دینا اور پھر
 منت و بجا جت سے گر کر اگر سیری
 خوشامد و دلجوئی کرنی اور مجھے وہاں سے
 ہٹنے نہ دینا اور میرے چلنے کے ارادے
 نیک کہ میرا امن تمام لینا اور۔ اسکی
 مہر راغ دیکھا کر اپنا بچھڑا چھڑا نا
 حبیب یاد آجاتا ہے۔ کلچہ پائش پائش
 اور دل کہ سے ہو جاتا ہے۔ اے سے اجڑ
 یہ حال ہوا ہے۔
 مدتنا ہوئی کہ مازول سے دل کو شہ ہے
 پر کڑے سے سدا رت دیکھتے ہیں گھبراہٹ

<p>آہ مجھے کیا خبر تھی کہ اپنا خانہ پر میرا دل لوست لینے کے لئے آگیا تو کوئین میں ٹھہر دوسرے کا بھائی بد سے ہوئے بھیجی ہوا تھا۔ جھانپنے دلایا احمد سے میری متعلقہ خبر و شکایت اور لیکھا۔ اسے اسے آئے انہوں نے تو نے یہ قیامت افر میں کینا بدلا اور کینا سیر مرایہ ہو تو دوسرے پر کیا بے غماہی کا دل داڑے تو اسے دوسرے کی خبر تھی کہ کوئی پر وہ موہنی صورت نظر آئی کہ میری لگی کی کیا یا لیبٹ جائیگی۔ اور میں اسکی محبت و الفت سے دیا ہے خبر میں جا پڑوئی جہاں میرا قتل پڑا بھی نہ لیکھا۔ اسے پیار سے میرے ساتھ تو تو نے کوئی چھا سلوک نہ کیا۔ کیا مجھے نہیں کہنے چہوڑ دنیا اور فراق کی پھیر سے تو نے کڑا نا تیرے ملت و ملت میں رہا ہے۔ آہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ تیرے فراق میں مر رہی ہوں۔ مگر یہ جتنا جلد بھول حضرت شیدا گھر ملی یہ ہو بیوا ہے سہ شید قتل گاہ عشق میں شیدا تھے دیکھ لیں گے اکیلا دم پر پر اسے چہر میں تنہا رہی پیار سی دور دورہ تھی کی اسید کہ سکتی ہوں اور کیا پھر تھے تب میں دیکھتا تھا یہ کاکا کک</p>	<p>یہ امید نہیں ہے پیار تنہا رہی زہم تو وقت یا دن اظرفیت سے کس نہ تھی ہوگی۔ وہ مذاق و مزاح تنہا راول بہتا ہوگا کہاں تو اسکا درد فراق و صدمہ شادی کے کوئی مرض سے نہ ہند نہیں تو نے نشہ سوسر کر گئی ہوگی جیسے مجھے خبر ہو کر رہا ہے تم سے تو اتنا بھی ضبط نہ ہوا کہ اپنے دوستوں دیکھا حال نہ کہتے اور اس کے غماض ہوئے مجھے امید نہیں کہ اپنا نے تنہا یہ راز اپنے مہموں سے مخفی رکھا ہو بلکہ مجھے بتا دیا اور اس راز کو دلشت از باہر کر چلے ہوئے اور مجھے وہ دن جہاں سے برادر خدا خیر متہ اسکا سچا کیا تو واقعی مجھے پر اور میرے توانا انداز پر برا ظلم کیا پیار سے کسی پر وہ نہیں کی پر وہ دوسری اچھی نہیں ہوتی نہیں میری یا عین الملک کی بدنامی کا خیال کا ہے کو اتنا کچھ نہیں تو اپنے دے ہوئے دیکھو خالی کرنا نہ نظر ہوگا۔ ہمارے گوتم نے مجھے بدنام کر دیا ہو کر مجھے دیکھو کہ ہنوز ضبط سے کام لے رہی ہوں کیسی ہے بھی درو دل کہا ہو میر تو مجھ پر تنہا رہی محبت کی مار پڑے۔ میرے دیدے نہ کام آئیں اسے کتنی بھی تو کس سے نہ کوئی صدمہ ہے نہ ہمارا کہ اس سے یہ صدمہ نہ کہہ کر اپنے دل کی داز</p>
---	--

تکالتی لہجہ گریہ و زاری بجا رہی کچھ مہم سہری
 کہتی میں۔ اور شک غور کچھ آنسو پونچھے
 مگر ان سے بھی پورے طور سے مجھ سے نہیں
 کیونکہ درود دیوانہم گوش دار و کی وہ مہبت
 میرے دل میں سمائی ہوئی ہے کہ خدا کی پناہ
 اس لیے اسے پیار سے شہزادے میں ایک سخت
 کرب و مصیبت میں مبتلا ہو رہی ہوں یہ کہان
 عالیشان سپہر تو انان یہ باغ یہ باغچہ یہ درود
 دیوار عین عشرت یہ حزاب و حور چھپے ہیں
 دن رات تیرا ہی حال تیرا ہی خیال تیرا
 طاق تیرا ہی انتہا۔ تیرا ہی جان۔
 کی دشمن اور بری ہو کر چھپے چین نہیں
 لینے دیتیں یہ بجا رہی اسے اسی پرورد
 مہم سہری کی الجھن میں پڑی تھی۔
 کہ اور قیامت آوے پڑی
 ایک آفت سے تو ہر سے ہوا تھا جینا
 پڑی اور یہ کیسی میرے اللہ تھی
 ابھی اپنے خیال سے کہ قرب میدان میں
 سرگز ان ہو رہی تھی کہ آواز آئی بیٹی۔
 شہنشاہ شمس النساء بیٹی شمس النساء
 اس مہم سہری نے تو آواز آنسو پونچھے کر
 اور اپنے کو سبھاں کرب و اب و یا جی اب
 جان فرما ہے۔
 فرخندہ بیگم۔ بیٹی اور او صبر آنا۔
 شمس النساء بیگم۔ در اپنی اماں کے پاس کیا
 آیا۔

یہ پیران گھبرائی کیوں اس خربت توبہ
 فرخندہ بیگم۔ بیٹی ضربت کیا خاک
 تھارے ابا جان کو سنا نہ مائے مائے سائے
 کہاں لیا اور نہ تمام جسم میں صراحت کر گیا
 شمس النساء بیگم۔ مائے مائے میرا اللہ
 یہ کیا غضب ہو گیا۔ اور یہ کیسا آسمان
 بھٹ پڑا ابا میں کہاں۔ مائے مائے
 میرے آیا یہ کیسی قیامت ہو گئی۔
 اب یہ دونوں بد حال اس سو کر ملکین
 کے پاس ایک برسے اضطراب اور کجرامہ
 میں ہیں اور آپس میں یہ سرت آسیر
 گفتگو ہو رہی۔
 معین الملک۔ (شمس النساء بیگم سے)
 آتے بیٹی تو کہاں تھی تیرے دیکھنے کو سیر
 روح مضطرب و متعجب ہو رہی تھی اچھا
 ہوا تو کہی اور تیرے ہمیشہ تیرے تھی اور
 روح قیامت تیرا کیا ہے چاہیں۔ تھی میرے
 جس سے تو نہ کی گئی۔
 شمس النساء بیگم۔ ابا جان میں تم نہیں
 تھی۔ مجھے لگ رہی کہ اس واقعہ کا
 کی مطلق خبر نہیں۔ در نہ میں یہاں سے
 اتنی ہی نہ در تمام جسم میں درم اور نہ
 سیر دیکھ کر کیا۔ میرے ہوا یہ لیا گیا
 میرے ابا۔ میرے۔ میرے۔ میرے۔
 آیا۔

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبراجبر۔ اب تو نشست برخواست چلے پھر
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتا وجاہ
 بھی معذرت کر لیں سلطنت فتح پور سکری میں
 وہ ترقی و ترقی میں۔ ان تمام طیب ضرور
 آیا تھا مگر فضل کے اس کے حلیم آبلہ ہو جاتا
 ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے بھی
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام
 جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب
 علاج سے بالکل مایوسی ہے۔ اور اب
 کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ
 چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔
 اس کے جانیکے بعد ان کی حالت اور
 یہی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔
 شمس النساء بیکم۔ اسے اماں جان
 یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے
 اب کس خبر نہیں۔ افسوس۔
 فرخندہ بیکم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر
 ہی نہیں نکلتے اور تمام باغ میں دھنیں
 اسی آتما میں حکیم آیا بھی اور چلا بھی گیا
 میں نہیں کینکے خبر کرتی۔
 شمس النساء بیکم۔ بابا جان۔ بابا جان
 میں اللہ کا۔ رات کو میں سو رہی تھی
 کہ کون سا لڑکا بیٹا ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے چلا تا

میں اللہ کا۔ بیٹی۔ میرا جبراجبر۔ اب تو نشست برخواست چلے پھر
 بیٹی اب یہ کہ تمہارا چچا اعجاز نے یاد سے بھی معذرت ہو گئے شاہ کیتا وجاہ
 بھی معذرت کر لیں سلطنت فتح پور سکری میں
 وہ ترقی و ترقی میں۔ ان تمام طیب ضرور
 آیا تھا مگر فضل کے اس کے حلیم آبلہ ہو جاتا
 ہے اس سے بھی کچھ نہ ہو سکا آخر اس نے بھی
 صاف جواب دے دیا کہ ان کے تمام
 جسم میں زہر نے قبضہ کر لیا۔ اب
 علاج سے بالکل مایوسی ہے۔ اور اب
 کسی فائدہ کی امید نہیں ہے۔ بلکہ
 ان کی زندگی گرداب ہلاکت میں پڑ
 چکی اور تمام آئین منقطع ہو گئیں۔
 اس کے جانیکے بعد ان کی حالت اور
 یہی تیز و مخدوش ہوتی جاتی ہے۔
 شمس النساء بیکم۔ اسے اماں جان
 یہ تمام سامنے طے ہو گئے۔ اور مجھے
 اب کس خبر نہیں۔ افسوس۔
 فرخندہ بیکم۔ بیٹی۔ صبح سے تو یہ باہر
 ہی نہیں نکلتے اور تمام باغ میں دھنیں
 اسی آتما میں حکیم آیا بھی اور چلا بھی گیا
 میں نہیں کینکے خبر کرتی۔
 شمس النساء بیکم۔ بابا جان۔ بابا جان
 میں اللہ کا۔ رات کو میں سو رہی تھی
 کہ کون سا لڑکا بیٹا ہاں۔ اسے بیٹی تیرا بوجھ
 اپنی گردن اور اپنے سر پر لے چلا تا

ہوں۔ مجھے قبر میں کیونکہ چین آگیا
 شمس النساء بیگم۔ اے اباجان آپ کیا
 فرماتے ہیں جس سے میری روح نفا ہوئی
 جاتی ہے اور لیجیہ منہ کو آجاتا ہے
 فرزندہ بیگم۔ حیف مجھے کس کے پردہ کے
 لئے میرے مول کیا ہیں اسی روز سیاہ دیکھنے
 کے لئے زندہ رہی تھی گئی تھی۔
 شمس النساء بیگم۔ اباجان خدا کے
 لئے جو حلقے سے کام لیں ورنہ میری جان
 اسی حد سے نکل جائیگی۔ یا اللہ
 بچے ایسے کجست اور منجوس دن نہ دکھنا
 کہ جس دن میرے سر پر میرے اباسکا
 سیاہ نہ رہے۔
 معین الملک۔ اے اے رحمت
 جان و آرحم جگر۔ حوصلہ کیا خاک کر دیا
 اب الوداع ہے
 شمس النساء بیگم۔ منہ میں چیخے سے
 شربت نیکار۔
 بھلا اباجان میں کون ہوں
 معین الملک۔ سنشٹی سے آنکھیں
 کھول کر لکنت سے اتم۔ تم۔ میری
 میری کہتی ہو۔ سوچتا
 فرزندہ بیگم۔ مجھے مالک جلی کو بھیج دینے چلو۔
 معین الملک۔ اے عالم سکرست میں
 یہ ہے پانی پر یہ پانی پانی

فرزندہ بیگم نے گریاں و نالان ایک خاد کو
 اشارہ کیا وہ دوڑ کر گلاب کی بوتل اٹھا
 لائی۔ جس کے چند قطرے منہ
 میں چھائے تھے شمس النساء بیگم نے
 حلقہ نازک دیکھ کر تیری گریہ و زاری سے
 سوزہ امیں پر غنا شروع کی دو چار قطرے
 ہی حلق سے اترے تھے کہ معین الملک
 نے نگاہ حسرت و یاس سے چاروں طرف
 دیکھا آنکھوں میں آنسو بہتے ہوئے
 ڈبل گیا۔ اور طائر روح نفس غصہ
 سے چشم زون میں پرواز کر گئی فرزندہ بیگم
 اور شمس النساء بیگم نے یہ حالت دیکھ کر
 شور مچایا بکا دینے سے آسمان سر پر اٹھا
 لیا۔ اور۔ اور عورتوں نے ماتم و گھر جم
 سے عرش کا کلیجہ ہلا دیا مے پیر گریہ و
 زاری آہ و بیقراری سن شکر مدین الملک
 کی ماری امیدیں اور آرزوئیں۔ یہ کہ
 کہہ کر سب کو سمجھا رہی تھیں کہ
 دیکھو تمہارا بین و لکا سے سے آتش
 زمین کو زلزلہ آگیا چرخ کو چپکے
 ہمارا روح کھیں جو پتھر سی ہوئی
 اے کجست اعلیٰ سے اس شہت
 اشتیاق کو دہار دے کہ فرار سے نہ تھی انا اللہ
 انا اللہ راہ جوں۔ معین الملک کے دم
 لکھنے ہی دم دھیر دھیر یہ تہا موت و حشر

میں ہوا اور پھر کئی اور چھینڑ لکھیں گا
 سلطان ہونے لگا چند کھنڈ میں تمام
 سلطان درست کر کے عین الملک سے گوم
 ہے یہاں کو خاک میں چھپا دیا گیا اب تک صبر نہ کر
 کے چاہہ ہی کیا تھا اور رونے پینے حاصل نہ ہو
 ہی کیا تھا چونکہ دنیا ایک بالکل دھوکہ کی
 جی ہے۔ ایسے اس پر تفسا کر نے
 وائے فدا سفروں کا یہ قریب ہے۔
 کسی مرگ پریم گز نہ کیجئے چشم تیر گز
 بہت سارے آئندہ چو اس جیسے پریم گز

انکھواں باب

بی زعفران

یہ وہ کامل ہے اپنا نشان ہیں حضور
 دھوم ہے جی کی ذی کالوں میں
 یار غار سلیم خواجہ محمود بزم نشاط کے
 برخاستا ہوتے ہی اپنے مکان پر
 پہنچتے ہی بی زعفران یاد آئیں
 فورا آدمی بھی گیا۔ جو تھوڑی سی دیر
 میں باہر آیا کہ وہ تھوڑے تھوڑے آتے
 بی جا شہید تھے آتے ہی غار خدا پر
 کو مہربان ہوا کہ یہ غار ہی
 صاحب دار اور بے رنج و آریہ لونی ہی
 سہولت دیا و فرشتہ کی گئی ہے ہر گز

نہ سدا کہ کہا کہ ذرا بیٹھتے تو سہی آپ
 گویا ہوا کہ وہ دن سے پرہیز نہیں کیا
 غریبوں کے کچھ بیزاریاں جو کچھ ہی ضرورت
 بھی نہیں دیکھائی دیتی۔

بی زعفران۔ وہاں ہوا جڑا دے دیا ہمارا ہی
 بچاں ہے چونکہ اب آپ اصحاب
 لونڈی کو یاد ہی نہیں غرا سے ایسے
 یہ شک خوار بھی حاضر نہ ہوئی ورنہ میں تو اس
 سرکاری ننگ پر درودہ قدیم ہوں۔
 خواجہ محمود۔ بی زعفران یہ سب آپ کی
 شرافت ہے۔ بیٹے تمہیں ایک
 نہایت ضروری دراجم سے لے
 دیا ہے۔ اگر یہ کام تم سے نہ ہو
 سر انجام دیا تو میں ہمیشہ کیسے تمہارا
 مرہول ہر جا نہ لگا۔

زعفران۔ اسے میں قربان کر دیتا۔ وہ
 کوٹا اجم کام ہے میں تو آپ کے
 لئے جان لٹا دیتا۔ بیٹے کو حاضر ہوں
 اس کا انگوڑے کی حقیقت چھپ چھپ ہی کیا
 ذرا سبوں تو سہی۔

خواجہ محمود۔ بیٹے آپ ایسا
 بھونڈا نہ ہو دیں کہ آپ کو کچھ
 ننگ لکھیں گی۔ اور پھر ہی
 کام لکھی کہ کوئی نہ کہہ سکتا ہے
 اس کو چھپ چھپ ہی کیا

<p>تو وہ کیا معاملہ سمجھا اسے بھی فخر نہ ہو نہ مجھ سے انکا پر تیر سو تو میں اتنی کچھ نہ کر رہا ہوں کہ ہر تو دنیا عرض کر دوں خواجہ محمد دواہ بی زعفران جو تمام آپ سے نہ ہو سکے تو میرا سے انعام دینے</p> <p>دواہ تو شاید شہساز سے پیدا ہی نہیں تم اپنے فن میں طاق شہساز قاتل ہو۔ زعفران یہ سب سے کچھ احسن فن ہے ورنہ یہ جابر کس قبائل سے اچھا بیان تو فرما کہ یہ معاملہ نہایت ہی نازک دہرہ داری اور ساتوں توہی کی طبیعت سے کچھ کچھ ہے خواجہ محمد دواہ کیوں کیا دواہ تم سے ایک کچھ چھپاتے تو شاید ہی ہوتا تو کی سب سے سے نہ کر کے تو ضرور مٹا گیا ہو اسی نہیں کہ تھا سے مکان میں ایک نہ پتہ ہی ہو۔</p> <p>زعفران دواہ میں سے کچھ کچھ یہ تو ہے ہی نازک یاں میں ہی (شو) ہے یہ کچھ کان کا نہ آگے۔ جو میں نے کچھ بھی دواہ میں یہ پتہ ہی نہ ہو کچھ ہی نہ ہو۔</p> <p>پہلے ہی دواہی زعفران ماننا ہوں دواہی کس سے کہا کہ آپ نے دیکھا ہے کوا نیکی دکھاتے تو آپ سے کوئی نہ خواجہ محمد دواہ بی زعفران کس سے انور کا کہ آپ نے مطلق نہ سنا</p>	<p>زعفران صاحبزادہ سے اگر مجھ سے یہ ہی کچھ کا تو چھپا ہوا ہی نہ ہوتا۔ میں ایسا سکتی ہوں۔ انشا اللہ پہلے جو متعدد کام ہیں سے کسی میں ہی چھپنے بے احتیاطی کی نفی جو خدا کا ہے اس میں کہہ بیٹھوں گی۔</p> <p>خواجہ محمد دواہ بی زعفران صاحبزادہ آپ اپنے دل میں کسی اور خیال کو جگہ نہ دیں۔ آپ سے کچھ پورا الہیمانہ ہے یہ میں نے صرف اس لئے کہ دیا۔ کہ یہ معاملہ نہایت ہی نازک دہرہ داری اور ساتوں توہی کی طبیعت سے کچھ کچھ ہے خواجہ محمد دواہ کیوں کیا دواہ تم سے ایک کچھ چھپاتے تو شاید ہی ہوتا تو کی سب سے سے نہ کر کے تو ضرور مٹا گیا ہو اسی نہیں کہ تھا سے مکان میں ایک نہ پتہ ہی ہو۔</p> <p>زعفران دواہ میں سے کچھ کچھ یہ تو ہے ہی نازک یاں میں ہی (شو) ہے یہ کچھ کان کا نہ آگے۔ جو میں نے کچھ بھی دواہ میں یہ پتہ ہی نہ ہو کچھ ہی نہ ہو۔</p> <p>پہلے ہی دواہی زعفران ماننا ہوں دواہی کس سے کہا کہ آپ نے دیکھا ہے کوا نیکی دکھاتے تو آپ سے کوئی نہ خواجہ محمد دواہ بی زعفران کس سے انور کا کہ آپ نے مطلق نہ سنا</p>
--	---

کچھ نہ کچھ تو سنا ہو گا۔ کیونکہ اب یہ خبر کچھ
ایسی زیادہ پوشیدہ بھی نہیں ہے بلکہ سب کو
اثر نے لگی ہے اور کانون کان نمایاں بھی ہو چکی ہیں

زعفران۔ لے۔ سننے کو تو غزروں باتیں
سنتی ہوں۔ مگر یہ کیونکر معلوم ہو کہ غفر کیا ہے
اور کس خاص معاملہ کی بنا ہے۔

خواجہ محمود۔ وہ کیا ممکن ہے۔ کہ
آپ نے شاہزادے عالم والا معاملہ
سنا ہو گا۔

زعفران۔ اہل یہ کیوں نہیں فرماتے
ضرور بیٹے یہ اڑتی سی خبر سنی انکار کس
بگڑی ہو ہے۔ مگر غم سے جیت تک

کوئی ججے پوچھتا نہیں۔ میں کسی
معاملہ میں دخل نہیں دیتی۔ اور شاہ
نخواہ بیچ میں تاکیں نہیں اڑاتی۔
اب آپ نے یاد فرمایا ہے جو حکم
ہو۔ حاضر ہوں۔

خواجہ محمود۔ اب تو آپ کو کچھ نہ پتہ
فکر ضرور کرنی چاہیے۔ کیونکہ شاہزادوں
عالم کی عادت موروثی ہے۔ مطر

ہوا ہے۔ اس لیے ایک شکل کی فرمائیں
کہ تب بھی در و جگر ہی ہے۔ در و سر ہی ہے
بس ایسی حالت میں اگر آپ نے انکے علاج
نہ کی تو پھر ان کی زندگی ججے

نظر نہیں آتی۔ خدا نہ آئے کوئی نور و در
خواجہ محمود۔ اچھا تو پھر آپ چلیں
میں شاہزادے عالم سے آپ کا مقابلہ کرو

معاملہ ہو گیا تو ایک بیگناہ کا خون آپ کی گردن
پر بہا دینگا۔ اور آپ کی زبیرہ قیامت کرواتی
جائیں گی۔

زعفران۔ خدا نہ کرے صاحبزادے کے کوئی
ایسا منحوس واقع پیش آئے اور یہ لگوتا معاملہ
ہی کو نہایت پیچیدہ ہے جو حل ہی نہ ہو اچھا اب

اپنا مطلب بیان فرمائیے کہ آپ چاہتے ہیں
جہان لڑائیکو حاضر ہوں بھلا یہی کوئی بات
ہے کہ بہار شاہ و صاحبزادے فکر و تردد سے

نہیں۔ اور میں تماشادیکھوں یہ تو مجھ سے نہ ہو
کہ میں اپنی جان تک وار کر چلیں تو کئی اچھا باب
ارشاد فرمائیے۔

خواجہ محمود۔ شاہزادہ عالم کا حرف میرا مطلب
ہے۔ کہ تم کسی طرح شمس النساء علیکم
سے اعلیٰ ملاقات کر دو تاکہ کچھ کہیں
ہو سکیں اور دل مضطر نہ ہو جائے وہ

تمہیں بہت خوش کر دینگے
زعفران۔ بھلا یہ کوئی بات ہے۔ دنیا
نیا کسوت چنی ہی کیا ہے اہل کی کھائی

ہوں یا کسی اور کا۔ دولت بہت تو آفتہ کی
آفتہ کی میں ہے وہ تو شیشہ ہی ہے پور
انعام غایت فرمائیے میں بھلا کیونکر ان کی
نکستہ حرامی کر سکتی ہوں۔

خواجہ محمود۔ اچھا تو پھر آپ چلیں
میں شاہزادے عالم سے آپ کا مقابلہ کرو

زعفران نہیں میں آج شہزادہ عالم سے
 حضور کوئی پہلے یہ تو مجھوں کہ شمس النساء یکم
 کیا حالت ہے اسکی طبیعت بھی شہزادہ عالم
 کو طر فائل ہے یا نہیں اگر کامل ہو تو اسکا کیا ارادہ ہو
 خواجہ محمود میرے نزدیک تمہارا شہزادہ
 سے مل ہی لیتا ہنہر ہے ۔
 زعفران - نہیں آج کا ملنا اچھا ہے ہنہر میں
 ہنہر جٹا گل ۔

خواجہ محمود - اچھا تو کل کس وقت تمہارا
 انتظار تھ خنرل میں کیا جائے ۔
 زعفران - جو وقت موقع ملا ۔ یا جو وقت
 آپ کے یاد فرمایا ۔ فوراً حاضر ہوئی ۔
 خواجہ محمود - بہتر ہے مگر گھر جا کر پہل
 نہ جانا کوئی فکر ضرور ہونا چاہیئے ۔
 زعفران - بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں
 یہ بھروسے کی بات ہے میں اقرار کرتی ہوں شہزادہ
 جان اپنی لڑائی صاحب
 دن کو ان سے ملاؤ گی صاحب

خواجہ محمود - ہاں بی زعفران مجھے تم سے آگے
 بھی کہیں لڑاؤ نہ امید ہے ۔ خیر خصیت
 بی زعفران دعا دیتی ہوئی اپنے گھر کو چلیں
 راہ میں اس خیال کیا کہ خدا سے سونے کی
 چیز یا جہاں میں جہان کی اور کھڑے ہو کر سنا
 شمس النساء یکم کا دل تو تپتی ہوئی دیکھوں
 زعفران - یہ کیا ہے یہ کہہ کر اتر چلیے ۔

نچھکار دائی کہ رکھو گی تو بہت سا کام نبی عیسیٰ
 یہ منصوبہ دل میں رکھتا ہوں کہ یہ سیدھی مل میں ہوگی
 ہو کہ یہ اسی مل کی نمک پر دروہتی اور انیش
 ہے اسلئے یہ مل کے کل حالات سے واقف
 ہے حسن اتفاق سے بہتر کی طرح فیکل
 نشانے یا تمکا شمس النساء کے پاؤں پہنچی
 جو اسکی خوش قسمتی سے اسوقت تمہا بھی گھر
 سوچ رہی تھی ۔ جلتی چپکے سے میٹھ گئی

اور سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا ۔
 زعفران - بی مزاج تو اچھا ہے ؟ آپ کا کام
 کیا ہے ۔
 شمس النساء یکم - دقتی سانس
 لے کر تشکر ہے اچھی ہوں ۔
 زعفران - اور نام تو آپ نے بتایا ہی
 نہیں ۔

شمس النساء یکم - مجھے نگور کی شمس النساء
 کہتے ہیں ۔ اور آپ کا کیا نام ہے ۔
 زعفران - بی ذرا نہ کر ۔ کے آپا نگور سی

ہوں ۔ آپ کے دشمن نگور کے ہوں ۔ جو
 آپا کو نہ دیکھو نہ سکیں ۔ بی مجھے زعفران کہتے
 ہیں مگر آپ کے کلام میں کچھ درد
 کی تو آتی ہے یہ آپا دقتی سانس کیوں
 کے رہی ہیں ۔ اور صبر کیا کیا ہے ۔
 زعفران - یہ صبر و شہزادہ بھیبتا تو چھی ہے
 شمس النساء یکم ۔ آخا ۔

میں یہ آپ کی تو مدت سے توفیق من سن
 کہ آپ کی تو میں دیدار کی مشتاق تھی۔
 میری طبیعت تو بے غلہ تھی بہت اچھی ہے آپ کی
 تو شامہ اچھی ہے میں کیوں ٹھنڈی سانس لیتی
 لگی آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔
 داول میں اس کج رفت کا آنا خالی از علت
 نہیں۔ کیونکہ اس فن کی شہور دالہ ہے
 بخیر و احسن کر۔ معلوم ہی ہو چکا ہے۔
 (زعفران) بی میرا خیال ہرگز ہرگز غلط
 نہیں ہو سکتا۔ آپ کے ولی خیالات کا آئینہ
 آپ کی صورت ہی ہو رہی ہے چھپا سنے
 کہ تو آپ لاکھ چھپا رہے۔ مگر سب چھپ
 بھی سکے۔
 حبیبی۔ ہمدرد غیب دانی۔ بی
 زعفران بھی لال بھجڑے سے کم نہیں۔
 زعفران۔ کے مجھ سے نہ توڑ بیٹے تینہ
 بھی تو تمام عمر آپ ہی صاحب دل کی ہوتی
 سیدھی کی ہیں۔ اب کیا مجھ میں اتنی
 بھی سمجھ نہیں۔
 شمس النساء بیگم۔ (دل میں) یہ تو دینے
 پہنے ہی تار لیا تھا کہ یہ بڑی جتنا پسند
 اس کا آنا ہے سبب نہیں۔ دیکھئے تو دل
 بہید لینے کے لئے کبھی چلیں چل رہی
 ہے بی زعفران خدا ہی کرے یہ کسی کو
 پھر ہی باتیں کر رہی ہے خیر سے ناک میر کا
 کا تو شوق نہیں ہے کمال کا شہرہ سستی
 زعفران۔ وہ اپنی جگہ دینک کھائے
 میری جگہ آپ نے تو ناحق مجھ پر غصے کو بھگت
 (دل میں) تو کبھرائی کیوں ہو۔ اگر آپ سے آپ تمام
 مدت سے نہ اوکل ہو تو پھر پناہ آج زعفران نہ رکھو
 کیا آپ اپنے دلی جذبہ کو کھڑے چھپا سکتی ہیں
 ہرگز نہیں۔
 شمس النساء بیگم۔ شاید آپ ہی کا خیال صحیح ہو
 کہ یہ آپ کی زندگیوں پر نہیں خدا کا ارادہ کہ کچھ
 بھی ہو تو آپ کو اس سے کیا غرض۔
 زعفران۔ وہ خدا بخیر ہے تو نہ فرمائیے بلکہ
 خدا کا ارادہ فرمائیے کہ آپ کی دلی فضا ذات
 و خالکی معاملات سے غرض بردار نہ ہو مگر حکیم
 کو کسی تکلیف دہی نہیں جاتی کہ خدا سے دل
 ٹوڑا ایسا ہی نرم دیدیا ہے۔
 شمس النساء بیگم۔ تو بی خدا نہ کرے
 مجھ پر تو کوئی ایسی مصیبت نہیں پڑی کہ
 جس کے لئے آپ کا ہمدردی کی غرضت لاشی ہوئی ہو
 زعفران۔ آپ کو نہ بھی کسی اور کو سہی
 پر شمس النساء بیگم کے اور بھی کام نظر سے ہو گئے
 شمس النساء بیگم کسی اور تو ہوں
 کہ جسے شمس النساء بیگم کے سوا باہر
 کیوں پڑ گئیں۔ یہ تو طافات نہ ہوئی۔
 طافات ہوئی۔
 زعفران۔ کے منہ تو نہ آملو اے۔ کہنے تو

<p>سمیوں کو پوچھتا ہے کہ اس کو مار ڈالو بھید ہی میں بلیک صاحب آپ اس شعر پر اس قدر چوکے کیوں ہوئے شمس النساء علیہم السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شہوات میں سے گریز کیا ہے اب بھی اس معیت کے قیلا کا نام نہیں لے لیا کہ میرے دل کی پریشانی وہ بھی جانتی ہے زعفران - وہ اپنے دل میں بھی ابھی کیا پریشانی ہے تھوڑے کا دیر میں سر پر آنے دیر سے نہ رو تو پھر بات ہی کیا ہو گی لی کیا اس غریب کا نام تھا دل ابا تو مجھے</p>	<p>آپ خود ہی کھود کھود کر نام پوچھ رہی میں تو شیئہ یہ پروردگار صلاست تھا کہ اسے شہادت سے عالم دیا گیا ہے شہادت سے کہا کہ تم زعفران کے منہ سے نکلتے ہی مہاروی ہر دین کا دل لے لیا یہ ہو گیا ہے جہاں ابھی رہنے کی جا رہی ہے کہ تو نے لٹکا تمام شہر منہ کیا عرق سے نہ لگا یہ قریب تھا کہ غش آجائے مگر حیرت و شہر آپ نے کہ ہر جہاں تک گرت دوسرے شہر میں نہانی کی طرح بیٹھی ہی تو ابھی یہ شہر ہے نہ سکتا تو ہی زعفران</p>
<p>اس کے فریاد و غمان و رند و الم رہنے لگا آدو بقاد شور و شین گریہ دین سنو جلتے شمس النساء علیہم السلام نے فرمایا کہ یہ جہالت ہے یہ کیوں اب کیا تھا اب ہر ایک کی زبان کا زعفران چل گیا ہو قہر آگیا ہر ایک کی زبان کا زعفران چل گیا ہو قہر آگیا حرف نام تباہی میں یہ اشخاص حیرت تباہی جیسے بھی اس کی ضرورت نہیں ہے</p>	<p>اس کے فریاد و غمان و رند و الم رہنے لگا آدو بقاد شور و شین گریہ دین سنو جلتے شمس النساء علیہم السلام نے فرمایا کہ یہ جہالت ہے یہ کیوں اب کیا تھا اب ہر ایک کی زبان کا زعفران چل گیا ہو قہر آگیا ہر ایک کی زبان کا زعفران چل گیا ہو قہر آگیا حرف نام تباہی میں یہ اشخاص حیرت تباہی جیسے بھی اس کی ضرورت نہیں ہے</p>
<p>زعفران - وہ صاحب زادہ کی گھبراہٹ اشخاص کیوں کر نہ لگی - غم و رنج تباہیوں - ایک دو بار کی تو بات ہی لگی میں تو عرض اس لیے نہ تباہی سے گریز کرتی تھی کہ قیاس کشوں آپ کو بھی کوئی رنج نہ پہنچ جائے اور آپ کا دل کہیں بے تاب نہ ہو جائے</p>	<p>زعفران - وہ صاحب زادہ کی گھبراہٹ اشخاص کیوں کر نہ لگی - غم و رنج تباہیوں - ایک دو بار کی تو بات ہی لگی میں تو عرض اس لیے نہ تباہی سے گریز کرتی تھی کہ قیاس کشوں آپ کو بھی کوئی رنج نہ پہنچ جائے اور آپ کا دل کہیں بے تاب نہ ہو جائے</p>

نواں باب

تجدید تہنائی

تجدید تہنائی میں ہے۔ وہ شریکین حضرت
قریں نزع میں پیار عشقی دامن مریم میں
ہے۔ یوں ملکسا کو دیا ستارہ شمشاد

ہوئے آج پورا ایک سال چو گدیا
اس ایک سال میں زمانہ سے رنگ کی طرہ
سنگینوں رنگ بدستے مگر پیرک رنگ
وضع پر قائم نہ رہا۔

بیک لوط بیک ساعت بیک دم
وگرگوں میشود احوال عالم
کے مطابق ہوشان عالم کا تفسیر ہے
ہزاروں بھدی پر ہی پرمان گودیاں

خالی ہو گئیں۔ لاکھوں پر آرزو آغوش
مرا دوں سے پر ہوئے سیکڑوں خوش
دو جہاں لڑنے لگا ہوا لہرا داس دیا

بنانی سے عالم جادوئی کی ناہ کی غور دیا
بوتے سے بہت ارمان بکے دل کے
بیکون پھر بھی کم نکلے ہوئے عدم
کو صد ہارے کتنی عورتیں۔ بیوہ
ہو گئیں۔ کتنے مرد حضرات جاوید و فیض

مجدد ہو سکے ہزاروں چہستان و ہزاروں

اور فاضل کی تو شہزادہ کی زاریت کی بالکل
ایسی ہی کی اور یہ شہزادہ آپ ہی کا گھلا یا گھلا ہے
شخص اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
مجھ کی کہ اس اللہ ہم کا ملزم ہو گیا ہے۔ نہ
مجھ کو۔ نہ آپ کو۔ نہ آپ کو۔ نہ آپ کو۔ نہ
کے سپرد کرنے کی اور آپ کو سپرد کرنے کی
کے کتنے میں بہتہ بہتہ ہو گئے۔ میں آپ کے ہر کلمہ کی
تغییر کو لے کر ہر کلمہ کا غور کرتا ہوں۔

زادہ (دینی) بہت تیزی شرافت
کی قوم میں پیدا ہوئی شریفی زادہ کی بیوی
انگریزی کے مذہب پہنچا۔ صاحب زادی میں
آپ کی اور شہزادہ صاحب کی تالیف اور
حاجان شاد ہوں۔ جو کہ آپ کو رنگ
اور شاد و فریاد ہے۔ اس کی تین میں حیاں تک
اندا گئی۔ آپ میری خاطر ہنس رہے بالکل
مطمین رہیں۔

شخص اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
سے بہت بہت چور امید ہے اچھا آیا آپ
تجدید غیب کے بھائیوں۔ اور شہزادہ سے
عالم کو سمجھائیں۔ اور یہ بھی کہیں۔ کہ
وہ دیا سنا کریں۔ جس سے نصیب
و شہزادہ کو کوئی سخت حادثہ واقع
ہو جائے انسان کو صبر و ضبط سے
کام لینا چاہیے۔

انارکلی کے ہر کلمہ کو خوش و خرم روانہ ہو گئیں

نکیر در ہی میں این شکست کھا
ورنہ ایمان کیا ہی تھا خدا سے لگا

اس عرصہ میں مصداق عشق و مشک
چھا نہیں رہا۔ بڑی بیگم صاحب

شہزادہ کی والدہ (کنگن) فدا مان الفت
کے دشمنوں نے اپنی خفیہ عقباری

کی رو بہ کر دی جس کے سنتے ہی
بڑی بیگم کا چہرہ مارے غصے کے آگ

سا آئندہ ہو گیا۔ آنکھیں رشک خون
ہو گئیں۔ آخر محمود ہو کر شاہ ذبیحہ کے

کان تک یہ جزو خست اثر پہنچائی گئی۔
مگر شاہ ذبیحہ کو اس تمہی انگیز و تاسف

خبر نے بڑے تذبذب میں ڈال دیا۔
وہ اس خبر کو پا یہ صداقت سے گما

خیال فرماتے تھے۔ اس لئے پورے
طور سے یقین فرماتے پہنچاتے تھے۔

شاہ بھرت پناہ کا یقین شکوک ضرور ہو گیا
جس سے ان پھر دول کی آزدیوں میں

بہت کچھ قیدیں نکالیں گئیں۔ اور راز و حرب جاننے میں
نیا فکس پیام و سلام میں رد کا ریش پیدا

کہو گی تئیں اب یہ ایران است صدمہ
جہانی کی جانکاہ لذت چاہے کچھ کر غمازیں

کی جان و مال کو پانی پی پی دعا رتیں۔
اسی عرصہ میں سلیم نے فرزند بیگم کو دام میں

بھرتے پیلے بڑے بڑے کپڑے لگائے گروہ
انکے بھندوں میں نہ آئی پھر گام دہلی سے نکال دیا

چلا آئیں بھی کامیابی ہوئی آخر حیدر پوری
محبت کی ماری بہت ہی تھک گئی ہوئی تو آخر

تھک کر بڑی بیگم سے شہزادہ کی تمام جہاد باہر
کی شکایت کر دی جس نے بڑی بیگم صاحب کے

غصے کا پھر پھیر کیا رہا۔ وہ ہی غصوں پر پھیر گیا
اور انہوں نے فوراً ہال میٹی کو اپنے

حفظہ میں سے لیا۔
اس کے پیر ہی شمس الدین بیگم کے دیکھ

بھی غصہ دوسے کی پیر حرکت نے بہت کچھ
بھی غصہ دوسے کی پیر حرکت نے بہت کچھ

وہ بھی اپنا دل شہزادہ کے کی نظر سے چھپی تھی
ایکے جبراً تھرا اسے شہزادہ کی انا

ملا بیگم کو کتوں سے چیم پوشی ہی کرتا پڑی
اور سلیم کی الفت و محبت میں بہت چین

ہوئے تھے۔ یہی رہتا پڑا۔ اس کے لیے ہوئی ہوئی
ہے اسکا ہنر و چہرہ دل آفرین تھے۔ واسکے ہی

بہت کچھ قیدیں نکالیں گئیں۔ اور راز و حرب جاننے میں
صبح ناکر نے والوں کو الصلوٰۃ خیرا من اقصم

کی دلکش آواز سے دکھایا ہی تھا۔ وہی اجھی
طرح نہ بٹھنے پائی تھی کہ شہزادہ سلیم کے

مولیٰ و قدیم مرزا عبدالرحیم کے ہوتے
سنے۔ چونکہ شہزادہ عالم کی تمام رات

بے چینی میں گھسٹا تھا۔ اس لئے سلیم کے

نمونہ ہے جو کونسا ایسی ایسی انگلی کی تھی میں جانتا ہوں یا میرا خدا! اے تو ہی تیرے
 کہ مرزا صاحب جاسے پیران کی طرح آدھہ کیسی میں کہ وہ تندرہ سے اس کا کام
 پہنچے تھے ہی مریض بھر کو بچا گیا۔ اگر تیرے کو انعام دیگا۔
 عالم کے دلوں کی ہوتی تو غالباً یہ جگہ نہایت عجیب و غریب ہو۔ وہ تو جسے حق تعالیٰ سے وعدہ
 ناکو اگتہ نظر برعکس اس کے آپ بکھر کر نظر کرتی ہے۔ اور اس کا وہ غولی کچھ بھی نہیں
 شیخ ہی وہ چھوٹا کہوینارو زعفران کو بلوایا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کچھ وہ مریضی تحریر سے بنا رو
 کیا بابت چیت ہوئی
 خواجہ محمد۔ ایسے تو میں اتنی سویرے وہ زور دیا ہے وہ جو کہ کھڑے سے وہ نظر آتا
 آیا ہوں کہ آپ سے کل کیفیت کہہ دوں۔ اور کوئی اتفاقاً متجاہب نہیں
 غالباً وہ آتی ہی ہوگی۔ کیونکہ اس سے مجھ سے یہ باتیں سب سے پہلی ہیں۔ اور اب کچھ وہ پور
 وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ تیرے عالم سے ملے گا بالکل آتی ہے کہ یہ ایک شہر کا ہے اطلاع دی کہ
 وہ تو غالباً تو نکاتیرا اتفاقی ہے اب انشاء اللہ ایک ایک بار عیاں و روایت پر حاضر ہے۔ یہ بتی ہے
 تمام کام منور چاہیے۔ یہ ہے جو آپ کے مرزا صاحبہ کو لکھا ہے پتہ دیکھتا تو ان کا مراد
 تمام میں اس وقت خلل اعدازی کی اس
 بی بی زعفران ابھی ساتھ ہی لکھتے آئے اور لکھ
 کہ تیرے وہ بے سندہ خورشید پتہ پتہ دیا اسے دیکھتے ہی
 انکی انچیں کھلی تھیں جو وقت کی انشا اللہ کی
 کیا یہ بہت کمال تھا کہ کچھ مریضی کے چلنے سے
 آیا اعلان فراموش بھی نہیں ہوا انکی
 وہم پر کام کر رہے میرے لئے جرات بھی اتفاقاً حالت میں ہو رہے ہیں جو کہ بی بی زعفران
 اس پر میں برا مانوں اور غلام ہوں
 یہ تو شاید کوئی بھی نہ کہتا ہو گا۔
 چہ بھلا میں کیونکہ کہ تیرے انہوں۔ اس وقت
 تیار سے آئے اور بی بی زعفران کے انکی
 میرے سامنے سے جیسی اس حدت میرے دلوں
 یہی سرست میری رخصت کو ہوئی رو

دل فریفتہ اور یہ بیگر شریفہ ہوا ہے۔
اپنے بیگانے دشمن ہو گئے اے رہ ملک
دل تمہیں دیتے ہی لغزین پہ بیگانے کی
تم سے نیکی کر سکے دنیا میں ہوئے بدنام
ہم جانیں انہیں سے ذرا عہد و محبت کی تمنا تھی
مگر تھے بھی تو وہ بے مروتی و طاوٹا نشینی
اختیار کی کہ امانات تمہارے تیور بد تھے
نہلے کی آفتاب بھی گئی تھی

یہی چنوں کیا پھر سی سارا زمانہ پھر گیا
جانن اب تو تمہارے نقش سہا سو اوٹ
اور سلیم کی روح آہ تمہاری حیر و محبت
کی سہلہ ہی چین ہی نہیں لینے دیتی
رو تا تو یہ سہلہ کہ بھی ایک تم لذت الفت
کی چھاتی سے محض نا آشنا ہو رہا ہے
کچھ لطف تمہیں بھی آتا، اس وقت البتہ

دو دھڑکے کے درو مصیبت کا خیال ہوتا۔
مگر اب تو خدا نہ کرے کہ تم اسکا جانکاہ
و بڑبڑا پھر دوڑو کہ خدا کی مدد آگے لیا ہوا
تو پھر تم بھی بخت سلیم کی طرح اوتھو رہے
دل و جگر آجیے بہتیرا پھر وہی جو شاخ اڑی
خوار سے کہی نہ دیکھا گیا شکار

اتھا۔ میں تمہیں جوش مہل میں کیا
کہہ گیا کیا محبت سے بچنے کی ہدایت
اے اے کہ لیا کیا تو اپنے حق میں اپنی
ہم امانی، تمنا آرزو کا خود آگیا

کی نگوں ہوں۔

شہنشاہ۔ اچھی تم گھبراؤ نہیں تم پر کسی
فلسفہ کی آج نہ آئے پائیگی۔

رؤخراں۔ یہ ہم المد خط لایا ہے

شہنشاہ۔ کوئی ہے۔

خند شکار۔ جی جابے پناہ

شہنشاہ۔ بکسے کا کس لاؤ۔

خند شکار۔ بہت مبارک

خند شکار۔ لکھتے کا نہیں لکھنا
اور شہنشاہ سے عالم نے یہ خط لکھا۔

استیفاء نامہ

دیکھیں تو کس طرح انہیں ہوا شہنشاہ
و آج نامہ لکھتے ہیں خون جگر سے ہم
فراموش کار من

ناشد دناہر و سلیم۔ تو وہ تیر وستم و بیداد
سلیم شہنشاہ ہندوستان کا کونٹ جگر
سلیم۔ سلطان ہند کا نور نظر سلیم اس سلطنت
کا تہذیب سلیم۔ متہار اولاد و سلیم پھر جان
نہیں سلیم۔ مرگ قریب الہ سلیم کی حاکم
و ازلہ راستہ کی تھیں کچھ خبر بھی جی
ہم اسے سال کی صاحب کچھ خبر بھی

جانن جبکہ ان تہذیب دیدہ دل سے
متہاری و کش دیدہ صورت و یکمی ہے
ہم سے تمہارے و نظر جیسے صحرارہ

کیونکہ اگر تم نے خدا اور مومن میری محبت سے
 منہ پھیر لیا تو پھر میں کہیں کا نہ رہا نہیں نہیں میں یہ کہتا
 ہوں کہ خدا و مومن اور جہان کی قسم تم میری محبت سے
 ہٹ نہ پھیرنا بلکہ جتنی دہ بے وقائیاں کرچ
 اور انیاں تم پر جو دھنیا ظلم ہونے لگیں وہ
 شوق سے چمکے ہو کہ کبھی تم سے ہوں
 اپنا دل اپنا جگر اپنے گھر اپنے وقت کو دیا ہے
 جہاں تم تمہارے ہجر میں لب پر آؤ نہ مالہ
 بسول میں تپ چمچ چمچا پیٹہ ہر دم
 بیقراری ہر لحظہ آہ زاری جگر میں اور
 پہلو میں تپک جہاں خرمیہ روح تلکین
 لڑا ب خور سے نفرت میں دھنیا سے
 دھنیت ندون کو چلیں نہ راست کو آرام
 جگر کو بی امیدہ کیا توئی سے کاغذ لیں
 نہ عیب اجا سیکے غریب تنہا لپٹندی
 کا مرض غم کا نور مجھم غصہ اور سولس
 مرض غم کا نور تاب و ڈال کا نور سے خبر
 و سبب غم کا استقلال و منتظر اور وقت
 غم کا وقت کا مال ہے غمیب حال ہے
 کسی پہلو کی کر و شوق اور غم نہیں کہ
 نہایت رہتے ہیں حسیب ہم جہاں الی میں
 جہاں نہ نہانے کے چہرے محبت بھر دے
 غم کا کہ ایک نہ کیوں یہ حضور کا آئینہ کے
 اور خواہ خواہ نہیں ہے جہاں وہ کے قرار
 کہ کے بیان تک لے آئیے نہ کردہ ہی
 جس نے بہتیرا تیرے لیے تیرے لیے ہے اس کے
 منہ پھیر لیا تو پھر میں کہیں کا نہ رہا نہیں نہیں میں یہ کہتا
 ہوں کہ خدا و مومن اور جہان کی قسم تم میری محبت سے
 ہٹ نہ پھیرنا بلکہ جتنی دہ بے وقائیاں کرچ
 اور انیاں تم پر جو دھنیا ظلم ہونے لگیں وہ
 شوق سے چمکے ہو کہ کبھی تم سے ہوں
 اپنا دل اپنا جگر اپنے گھر اپنے وقت کو دیا ہے
 جہاں تم تمہارے ہجر میں لب پر آؤ نہ مالہ
 بسول میں تپ چمچ چمچا پیٹہ ہر دم
 بیقراری ہر لحظہ آہ زاری جگر میں اور
 پہلو میں تپک جہاں خرمیہ روح تلکین
 لڑا ب خور سے نفرت میں دھنیا سے
 دھنیت ندون کو چلیں نہ راست کو آرام
 جگر کو بی امیدہ کیا توئی سے کاغذ لیں
 نہ عیب اجا سیکے غریب تنہا لپٹندی
 کا مرض غم کا نور مجھم غصہ اور سولس
 مرض غم کا نور تاب و ڈال کا نور سے خبر
 و سبب غم کا استقلال و منتظر اور وقت
 غم کا وقت کا مال ہے غمیب حال ہے
 کسی پہلو کی کر و شوق اور غم نہیں کہ
 نہایت رہتے ہیں حسیب ہم جہاں الی میں
 جہاں نہ نہانے کے چہرے محبت بھر دے
 غم کا کہ ایک نہ کیوں یہ حضور کا آئینہ کے
 اور خواہ خواہ نہیں ہے جہاں وہ کے قرار
 کہ کے بیان تک لے آئیے نہ کردہ ہی
 جس نے بہتیرا تیرے لیے تیرے لیے ہے اس کے

حواس نہ کیا گیا اور وہ پیکر خط مستقیم محل میں بیٹھی۔
 وہ دہری لہی و غفران کی خوش قسمتی کہ اس وقت بھی ہماری کبیدہ و نخبیدہ نازنین یہ حکم سنتے ہی ہر
 اسچی دل اسٹروس النساء کو کوئی کتا بٹھکتے کتا بٹھکتے کتا بٹھکتے کتا بٹھکتے کتا بٹھکتے
 آہنا یا یا اور خط چپکے سے شمس النساء کے ماتھے میں دیدیا۔ بیشی۔ تمام کا وقت تھا اسطرح بھی ہماری نازنین
 اور مسکرا کر کہہ کر آج تو اندام مٹنے کا کام ہے عتوب آئیگا کے رخ زیب کی طرح صاحبہ و منور تھا کہ ایک بیک
 خط کو پیشہ و غور و خرم سے پڑھا اور جتنا طے
 اپنے خود پیشہ کے انجیل میں باندھ لیا تھا کچھ اب اس کا لگنے اور وہ تمام غفلت کہ ہو گیا۔ اس
 دیا اندام کا لقا تھا کیا۔ اندام میں تو اس نے یہ ہر حلو فان نے اس شریکین نازنین
 پتا اگر اس پر باجھلا تا کر کہ لکھا مگر جواب خط کا
 وعدہ کیا اور اسے رخصت۔ اس کے جانے کے بعد
 اس ترک گارے پھر اس خط کو آنچل سے
 کھل کر جڑ سے اتار دیا۔ سب سے پہلے پڑھا پڑھا
 تھا کہ وہ بے انتہا شوق و ملاطمت ہوا۔ اور امواج
 عشق و سرور ہوئے۔ ابھی خط ہی ختم ہوا تھا
 نہ سہارا۔ لاشک۔ ابھی رسکے سے کہ کسی کے
 پاؤں کی چاہا شادی دی۔ بہت پاتے ہی
 اس نے خط چھپا لیا اور آنسوئی گئی۔ اگر یہ
 آہٹ اسے ملتی تو شاید یہ گریہ و زاری
 سے زور و زلف ہو جاتی۔ مگر خدا نے خیر کی کہ
 اس آہٹ نے اس کے کان کھربے
 کر دیے۔ یہ سنیکر پیچھے گئی اور وہی چہلا
 شعلہ ہی کتا۔ اب دیکھنے لگی۔ اب وہ
 آئینا بیاں چھپکے پاؤں کی چاہا۔ اس کے لاشک
 سلسل چھو اسیے۔ جتہ۔ وہ بڑی ہی بیگم کی
 فرستادہ مامائش مقبل۔ جس نے بڑی

[illegible]

ہو ابتدا حبیب تمام غور میں ادھر اور دھرتی
 کی طرف اور طرفان ہی ہو سہل کی طرف
 نگاہیں تو جہاں ہی گیم سب خود وہ پیش
 کا کشش میں نکلیں۔ اس کے اس کے
 غور و اتفاق سے وہ ان کے اقصہ

شاہ فیروز - ۱۰۰۰ میل - ۱۰۰۰ میل - ۱۰۰۰ میل
 رنگ لائے اقصا و یرو یا یرو لگائیں
 غریب میں النساء کا کوئی قصہ و نہیں
 خطہ تو آپ کے اجزا و حصہ آپ نے
 لکھا اس کی خطہ -

سیکم۔ ۱۵۱۵ء بھی تاکستانہ آپ اس وقت ایک اور
 تانی ہی خیال فرما رہے ہیں اسی حضرت
 حبیب تاکستانہ وولیں طرف سے چھپر چھپر
 ہر خطہ و کتابت یا نامہ پر یہ خطہ
 منسلک ہی نہیں۔

ہمارا شکر و تعظیم کی تہ پر میں سوچنے لگیں
 پناہ دینے پر وہ کہہ ہی رہا تھا شاہ بہاؤں بجاہ کے
 خوش بہا کہ تک پہنچ رہا تھا بچائی گئی اور
 جس کی سند میں شاہی پیش کردیا گیا تھا
 ہمارا گردنوں دنا رکھ دیکھتے ہی ۔ آگ بھڑک
 ہو گئے اور انھوں میں خون آریا رہے
 فیض و غصب میں بڑی بیگم ۔ اہمب
 سے بہ کمال گئی ۔

پہلے پہل تو کہیں سے یہ یقین ہی نہیں آتا کہ وہ سب پرستاروں کی نظیر کا کچھ ہے اور
بقیہ اس پر یہ کیا ہے۔ مگر بڑے اب بھی بہتین عجیب نہیں کہ عظیم اس سید کے کوئی اور

ننگ لائے میرے نزدیک اس ننگ
خاندان کی چوکر کی کوئلہ اور ہی کے گنگ
اتار دیا چلے بیٹے - ورنہ میرا سلیم میرے
ماقہ سے جاتا رہیگا۔

شاہ فریاد - غیر تمہاری مرضی یہ تو کوئی
ایسا شکل مدعا نہیں - مگر میرے نزدیک
اس پیچاری کا ایسا قصور نہیں - جیسا کہ
اور وہ رنک یہ اس وقت ایک بار میرے گنگ

بیکم - یہ سب آپ ہی کا کار اور ہر اس
اگر آپ اس چٹیل کو اس قدر سرنہ چڑھائے
اور آتا نہ نہ نکالتے تو اس قدر گل نہ کھینچتے
شاہ فریاد - میں نے تو یہ نہیں کہہ دیا تھا
کہ گو وہ میں ہی تھے کہ آنکھ میں ادنگی کرے
یہی محل میں رہ کر شہزادے سے
آنکھ میں لڑے - مگر اتنا - اس کی کسی
خطا کا ثبوت آپ کو نہیں ملا - عرفہ گنگ
ہی گنگان سے ہے۔

بیکم - البتہ یہ تو میں بھی ہوتی کہ میرے پاس
تو یہ تو گوری تو میں بھی نہیں مانوں اور میرا
پاس ادب اس کے دل میں نہ گرا اور میرا
اور ہر گز کو ادنگی پر پتی ہے اور کسی کا کچھ
حقیقت نہیں سمجھتی۔

شاہ فریاد - کوئلہ کوئلہ اور ہی کا کہ تم صبر تو
کرو میں بہت جلد اس فتنہ پرور کو
مٹا دیتا ہوں۔

نارنگی نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا
کہ اس نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا
کہ اس نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا
کہ اس نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا

دسواں باب

نارنگی ملاقات

اور آئے تھے کہ اس نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا
کہ اس نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا
کہ اس نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا
کہ اس نے فریاد کیا کہ اس کا کہہ دیا تھا

گیندوں گرجوں کے صلیب مندروں کے
 زموں یا شہر کے اہم کے میدانوں میں کسی
 برق و تش کے برق دھکی کی طرح برق نشی
 کر رہی ہے کسان اہل کاندے پر دھکے نہیں کو
 ان کے کھیتوں سے اپنے گھروں کو واپس جا رہی ہیں۔ نہیں معلوم شاہ فوجیاد اور بڑی بیکم
 گھوڑیں باندی رات کی رہی کیسے چرائی
 تھی پیپ و فوہ کی فکر ہو رہی ہے شام کی تنکا
 لطف اٹھا کر اسے بغل میں ڈنڈا و یا شہر کے باہر
 بیار ہے ہیں۔ مگر ہمارے ناول کا منوم وہ تھا
 پیر و دھول کا تھوڑا عقوق ہی دھکے
 ایک کمرے میں فرش پر معطل بیٹھا ہوا
 اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا ہے مرزا
 چالیں تو اچھی چل رہا ہے جو پیر رہے
 کی چال چل جائے اور پٹ نہ پڑیں
 امید تو ذاتی ہے کہ اس کی چالیں
 خضر چل جائیگی۔ کیونکہ زعفران بی کوئی
 ایسی ایسی ناچریہ کار نہیں ہے۔ وہ
 تو بڑی ناچریہ کار علامہ روزگار ہے یہاں
 وہ سب دھوکا کھا سکتی ہے۔ وہ جتنی بھی
 دھوکا کر سکتی ہے۔ بن لیا اس نے سب
 میں لائنیں درخت کر کے ہونگے۔ اور
 جو پیر رہا۔ تنظیم کر لیا۔ اور وہ کبھی
 پکا و دھوکا نہ کرتی۔ ہوتا ہوا سکا و لہ
 پانچ گنگا ہے۔ وہ دھوکا دینے کا شہر
 کو ہر چیز نشان سے اڑا دیتی۔ اگر لکھنؤ

ایسی کچھ ماجا جو خدا کی تہ خبر ہوگی تو زعفران
 کی درگت جو ہوگی سو ہوگی۔
 نگہ اس کے ساتھ ہماری اور ہمارے
 اسام جان کی بھی خیریت نہیں نظر آتی
 صاحب کی آفت اور کیسی قیامت
 ہر پارک میں سفر دیکھا جائیگا جیسا کھلی
 میں سردیاد ہکتے ڈرتا چہ معنی۔ تیا
 کو چہ عشق میں تہ دھرا اور دھکتے
 ڈرنا۔ اور اس کا مقابلہ نہ کرنا تیری بیجا
 دہلوری نامروی ہے۔
 ہی نہ کہ جان جائیگی۔ بلا سے جائے
 دیدار بار کے مزے تولد لینگے۔
 مزہ تو یہ ہے کہ شاہ فوجیاد نے ناہق
 ہماری غیرت یوسف کو چاہہ زندان
 میں بند کر رکھا ہے۔ خیر وہ تو کان کے
 بڑے بکے ہیں۔ اور وہ لوگوں کی لکھائی
 بجھائی میں یہ سبھی بوجھے ذرا آجیتے
 ہیں۔ مگر کچھ تو بڑی بیکہ۔ احباب پر
 تعجب ہی نہیں بلکتا۔ نہ لکھتا ہے
 کیونکہ وہ تو بڑی زیرک و دانا ہیں
 پھر وہ کیونکر انہیں کے ہم خیال ہونگے
 کچھ نہیں یہ سب ہماری تقدیر کی خونی
 ہے ورنہ ماں ہر کر اپنے زور نظر مختار
 سے یہ طوطا چٹختی کبھی نہ اختیار کرتیں اور

نہ اس طرح آنکھیں پھر لیں۔ اے
 کیا ان کا خون سینہ ہو گیا۔ جان کے
 دل میں محبت مادی بھی باقی نہ رہی نہیں
 نہیں! ایہ کچھ نہیں! ادا بیچاری بھی لڑائیوں
 اور مصروفیتوں میں گئیں اور نہ مال کی
 ماتا کسی اپنی اولاد کی مصیبت نہیں دیکھ سکتی
 مائے اے! انہی سوا پروردگار کا چہرہ
 ماتا آگیا ہے جبکہ دیکھو وہ سید شمس اللہ
 ہی پر چھری تیز کیے پھرتا ہے ایک اکیلے
 کیا کر سکتا ہوں۔ کس کس کا منہ بند کر سکتا
 ہوں۔ اور کس کس غم کو غمنازیوں سے
 روک سکتا ہوں۔ اگر میری کچھ بھی چلتی ہو
 تو میں ہنر در اس کا کچھ نہ کچھ معقول
 بندوبست کرتا۔ میں غم و راندہ لہو رہا
 زندگی پر جو میرے لئے ایسی جانکاہ مصیبت
 اور ایسی جگر و زرافیت ہے اور قید
 الم کی کلفت اور زندان غم کی تکبست
 بھگتے مجھ سے اسکی ذرا برابر بھی ادا
 نہ ہو سکے اس سے تو بہتر ہے کہ میں کچھ
 بھگا کر اپنی جان ہی نہ دیدوں۔ اس میں وہ
 نائیستے تو صبر میں ایک تو روح جانی
 سے نجات ملے گی۔ دوسرے اس جان
 کی مصیبت و آذیت دیکھنے سے بچ
 جاؤ۔ لقا۔ اے اگر میں یہ جانتا کہ میرا
 منہ اس خط یہ فتنہ اٹھائے گا تو میں کبھی

اسے لکھنے کی جرات نہ کرتا اور بیٹھے ہوتا
 اس بلع عالم کو قید ستم کی کلفت میں نہ
 بھناتا۔ حیف خود کہ وہ راغلو غنیت
 یہ اپنے اپنی خیالات کے دیانے
 بے کنار میں حبکا اور ناچہرہ، مغالطے
 کھارا تھا۔ مزاج محمود کے اگلی آ
 معلوم ہوئی۔ بہت پاتے ہی چونکہ ہر
 اس طرح مہکام ہوا
 فتنہ اوہ۔ وہ یار اب تو ناشائستہ آپ
 بھی اغماض کرنے لگے۔ سچ ہے میرے
 وقت میں کوئی کسی کا شکر نہیں ہوتا
 حال بد کا شکر یک دنیا میں
 نہ ہر اور نہ آشنا دیکھا
 جز آپ کل کے لئے آج مجھ سے توان
 ہم غنیمت است ملا۔ بھلا آپ کو کسی کے در
 مصیبت کی پڑی ہے کوئی درد مفارقت
 یا صدمہ ہاجرت میں دھچکے آپ کی ہلا
 کو کیا پڑی ہے۔ جوں جوں یا ہمدردی کر لیا
 خواجہ محمود۔ واللہ آج تو بالکل ہی
 بھرے بیٹھے ہیں۔ میرے آتے ہی باقی
 کی طرح ادلی پڑے۔ ابھی بندہ تو اس
 کجاست کو یہ آپ کی بقیہ ایمان یا اندوہ
 دم ہی لینے ویتا ہوں۔ دن رات تو آپ ہی
 کی فکر و افکار میں بچہ نہ اترتا ہوں اور بہت
 ڈالت پھرتا ہوں گھر تکر ہے۔ کہ تیرے زو

اس مطلب کے بار اور شکار و حد سے
دو چار ہوئے۔

شہزادوں - بھی کہیں کٹاری تو نہیں تھی
اس پہنکی کی سہی نہیں۔

خواجہ محمود - کٹاری نہیں اور چھٹی ہوگی
اور پہنکی کی کہیں اور ہوتی ہوگی۔

تو واقعی عرضی کہ رہا ہے آپ کو یقین نہ آئے
اواسکے ہاچ ہی کیا دیر سی جہان نشینوں کی خوب

قدر کی جانتا ہوں یہ پروا نہ شد
شہزادوں - نہیں! نہیں! غریب پرور

خطانہ ہو جائے۔ میں تو فقط آپکا دل ٹوٹتا
ہوں۔ درخت میں تو آپکا پناہ پناہ غمخوار

سچا اور یا غصہ نہ سمجھتا ہوں۔ اور آپکی
اس سنی مروت کو اور شش بیخ کا حال اور

دل سے شکام ہوں اور قدر کرتا ہوں۔
ہینکے کی پاس ابھی زعفران آئی تھی۔

اور آپکی جد جہد کی طالب سامان تھی۔
خواجہ محمود - تو قاطع کلام کر کے پھر اس

سے کیا کیا باتیں کریں۔
شہزادوں - یا رستم میں تو قاطع کلام کی عادت

اور وہت ہے شہزادوں کی نہیں پہچانے ہی
نہان کپڑے سے پیٹے ہوئے۔

خواجہ محمود - (کرا کر) - جی ہاں۔ کیوں
نہیں۔ اچھا تصور ہوا۔ منافق فرما رہے
پھر اس سے کیا کہا پہلے وہ میری پاس

آئی تھی۔ مگر میں نے آپکے پاس نہ بھیج دیا۔
شہزادوں - بہت ہی ناش ہو کر۔ یا ر

وہ آج اس کلفام سے اٹلائے گا۔ حق القدر
وعدہ کر گئی ہے۔ مگر مجھے تو حکیموں ہوتا ہے

خواجہ محمود - قربان اس بیدگانی کے
آپکو بھلا یاہ چکر کیونکر معلوم ہوگا۔ کیا اسے

آپ ہی جھالت دینا ہے ایسا خیال بھی
نہ کیجئے۔ اور یہ سب مہار سے چمکے نہ

میں۔ آپا اہمیت نہ رکھیں اور وہ جو چھ
کہہ گئی ہے۔ اسی پھر کی دیکر سمجھیں۔ کیونکہ

ان تمام باتوں کا حق وہ سچ کا ذرا
میں ہوں۔ ابھی جناب آپ کی مشرتا

موجود تھی۔ ہا آہستہ اور نہ کچھ کی پرت آئے
تو ہی۔ جب تمام مہالہ چوکس میں

پھر کیونکر نہ آسکے گی۔ نہ آتا ہوا ہل
گئی ہوئی۔

شہزادوں - شاید ایسا ہی ہو۔ لگے مجھے
یہ خیال طرز آتا ہے کہ وہ کیونکر نہ

لا سکے گی۔ جب وہ شہزادہ میں مقید ہے
کیا کسی جہاد سے نہ رستے کسی پکارا

لا سکے گی۔
کہیں وہ ایسی ہی نہ ہو۔ کاروائی نہ کر

گزرے جس سے یہ صیبا کے سدھا
آفت میں مبتلا ہو جائیں یا زدامت اسے
رہجہ سے سرفراغ نیچے قابل اور خجالت

سے نہ دکھانے کے لائق نہ رہیں اور بار بار
 کھنکھانے میں مل کر یہ کہنا چاہتے تھے
 نہ خدا ہی ملانہ وصال صتم
 نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
 کئے وہ توں جہاں کام سے تھے
 نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے
 خواجہ محمود آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے
 صبح ہے مجھ سے بھی ابھی تک اس معاملہ میں
 بی زعفران سے کوئی گفتگو نہ ہوئی اور وہ بھی
 اس سے بالکل فریاد کرتا ہوں میں نے اس نام و
 بازگشتہ عالم کو کبھی نہیں سوچا ہے
 پھر وہ نہ ہنرزدہ الی الی اور نہ ہنرزدہ الی
 یہ کہ ایک آدمی کو بجا ہو بی زعفران کو سنا
 ہی لیتا آیا۔
 خواجہ محمود بی زعفران صاحب آئیے آپ سے
 قدم لگا کر تھوڑے کچھ چاہیں آپ وہ لاجو ابھی
 کر رہی ہیں جیسا جو ابھی نہیں اور نہ اسکا کچھ
 ہی ہو سکتا ہے
 بی زعفران یہ کہ آپ کس قدر شہسوار لائق
 ہیں یہ سب آپ صاحبزاد کی نیک
 خیالی اور آپ ہی صاحبزاد کی خوش
 انہالی کے کرشمہ میں ہے ورنہ مجھ کو کچھ
 کبھی نہ ہو ہی کیا سکتا ہے۔ اب تو آپ
 کی چیزیں شہسوار صاحبزاد کا کام لیں گے

جیسا ارشاد ہو عمل کروں مگر انہی بات
 ضرور ہے کہ ابھی تک مجھ سے اور شمس النساء
 بیگم سے اس خاص معاملہ میں کوئی گفتگو نہیں
 ہوئی۔ اور نہ میں نے ابھی تک اسکا
 انتہائی کچھ لیا ہے۔ البتہ کی آپ کی
 توجہ ہی تھی یہ بی زعفران کی چیزیں
 رہیں ہیں جسے شمس النساء بیگم کی
 نگاہی رہا فقط یہ سپرد ہے اس نے
 تو حتم عقرب تک یہ بی زعفران کا ہے۔
 کہ میں شمس النساء بیگم کو ضرور مضور
 تھوڑا وہ عالم تک پہنچا دوں گی نہ سمجھ کہ
 یہ اس سے شمس النساء بیگم کو شکر بھی
 لیا یا نہیں۔ اگر حکم ہو تو میں تیار ہوں
 پاس جاؤں۔ اور اس سے دریافت کیا
 کہ وہ کیا جواب دیا ہو سنا کہ نہیں ہے
 اور شمس النساء بیگم کا شہسوار لائق
 اسکا کیا ارادہ ہے۔ تو یہ تو میں نہیں
 ہی جانتی ہوں۔ کہ تھوڑا یہ دھڑلے
 اور نہ کسی نہ کسی ہنرزدہ۔ یہ کہ جب کہ
 اس سے شمس النساء بیگم کا معاملہ بھی
 کر لیا ہو تھوڑے کچھ لیا ہے۔ البتہ کہ
 اس سے کچھ لیا ہے۔ البتہ کہ اس سے
 انتہائی کچھ لیا ہے۔ البتہ کہ اس سے
 ہیں مدار انشاء اللہ اور البتہ کہ اس
 شمس النساء کی نیقت سے آپ کو ملے گی

خوار حیدر محمود۔ ہاں۔ ہاں! واہ میری ضرورت
 جاؤ مگر خدا کیلئے ذرا جلدی اگر تیرے بھائی جانا
 دین ہمارے شہر کو صاحب کا خراج دے کیا
 حال ہو گا بی زعفران یہاں سے فی امان اللہ نہ کرنا
 کھڑی ہوئیں اور سیدھی بلا یہ پیران کی طرح لیٹیں
 کہ پاس پہنچی اور دروازے نہیں یہ باتیں ہوئیں
 شہر کو کہو جی آپ کے شہر اور سے خدا
 کا کیا حال ہے یہ اس وقت کہاں سے
 باپتی کا پتی آ رہی ہیں۔ ضربت تو ہے
 زعفران۔ واہ انارکلی پوچھتی ہے۔ کہاں
 سے آتی ہو۔ سوئے شہزادے کے پاس
 سے اور کہاں سے آؤ گی۔ پچارے کی اس
 شمس النازکی مفارقت میں بہت
 ہی مری حالت ہے حتیٰ کہ بچا گیا۔
 نہیں جاتا کہ شہزادہ سے ہے یا کوئی اور
 بھرنے کرو یا پھر سے بدتر اسکو
 بھلا یہ تو کہہ کہ تو نے انارکلی کا غنیمت
 معلوم کر لیا کہ اسکا ادا وہ کیا ہے۔
 یا خوار حیدر مجھے شاہزادہ کے سامنے
 جہتی ثابت کرنے کی نیت ہے دیکھو اگر
 میں شہزادے سے ذرا بھی تخفیف ہوئی
 تو تیرے ذرا کب چرٹی سلامت نہ رکھوں گی
 کہ مجھ سے بری کر بی نہیں
 شہر۔ واہ بوا آپ تو ناحق بکڑے ہو
 بھلا بدولت میں اس کی مرضی پائے آپ
 اس قسم کا وعدہ کہ سکتی ہوں خدا کرے
 کہ آپ شہزادے عالم کے سامنے خفیف
 ہوں۔ اگر آپ بادر نہ ہو تو چلیے آپ بھی
 اس کا رخ دیکھ لیں کہ کس طرف ہے
 زعفران۔ اچھا اگر وہ راضی ہی ہو سکتی تو
 کس طرح یہاں سے لے چلو گی۔ اور
 کیونکہ شاہزادے تک پہنچاؤ گی۔
 شہر۔ یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے
 رات کو جب سب سو رہیں گے اور محل
 میں سناٹا ہو جائیگا۔ اس وقت یہ خوف
 و خطر سے چلو گی۔ اور اکیلے تو یہی پرانی
 سکا پیر رہتا ہے۔ پھر کیا خوف
 ہے۔ حیاں بچنے کو ڈال اب ڈر کا ہیکہ
 نہیں سوئے بیٹو کے اشنا کے اور
 دوسرا کوئی نہیں۔ اور ہے یہی ابھی
 چونکہ آجکل بیٹو کے آشنا ڈیڑھی کے
 دربان ہیں۔ ابھی اب انہیں خوف
 ہی کیا ہے جو چاہیں کریں ان کی تو
 پانچوں گئی ہیں اور سرکاری میں ہے۔
 زعفران۔ (دو خوش ہو کر) ان ہی
 کو کہتی ہے اچھا اس وقت اور مہر
 اور مہر پانچوں میں معروف ہیں۔ چل

دیکھیں انارکلی کا کیا مطلب ہے۔
 شیعہ بن تو سہی ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور کفر کے
 عالم سے کچھ کم مضطرب نہیں ہے۔
 زعفران بخربو تو سوریات کریں یا میں
 ہمارا ہرج ہی کیا ہے
 شیعہ۔ اچھا پوچھیے!!
 اسبابہ دو لڑن پہنچے پکے بے اس یوسف
 ہائی کو عفری میں روئے پاؤں نہیں تو ہند
 اہستہ روانہ ہوئیں۔ کیونکہ پاؤں کی ہمت نہ
 معلوم ہوئی نادرہ رو کر تانھوں کو دریا سے ڈرنا
 بنا رہی تھی اس کے وہ من اور آب و تاب وہ
 آب و تاب نہ ہی دن میں بڑا ہو گئے
 لے اور حرم کی دیوی کا یہ حال اور
 اس دن کا کہیے گا وہ حال بھی مجھے
 تو دیکھا نہیں جاتا۔
 بھید کی اندر سے سہرو سی سنے
 زعفران کی اس بناوٹی سہرو سی سنے
 ہماری بھولی بھالی تارین کی ستم
 نشیہ وحلی شمشیر بر کا نام کیا ہے
 ہماری سے کس حد تک بے بس تھک رہی ہیں
 شیعہ کی شہریت چھوڑ کر تھک رہی ہیں
 علی۔
 شیعہ۔ دیکھو انارکلی یہ وقت روئے
 درہم کے کا نہیں۔ منور زعفران کیا کہتی
 ہیں۔ مذکور اور اسبابہ ہوں گے کہہ
 کہ یہ تمہارا ہی صوف ہمدردی ہی نہیں بلکہ
 جہاں سے لا علاج و روشنی مانج بھی ہیں
 ان سے تمہارے بڑے بڑے کام طایس گئے
 انارکلی۔ ڈانسو پہنچ کر میں بی زعفران
 کو زب جانتی ہوں۔ اور ان سے بہت کچھ
 اس پر کھتی ہوں۔ مگر میرا دھار لیا اور نہیں
 ہے کہ بی زعفران کا علاج اسکا دوا ہو گئے
 بلکہ یہ درد آورہ ہے وہ ہے عکلو مان ہی نہیں
 اس اگر اسکا علاج ہے۔ تو وہ میری موت
 ہے۔ وہ میری موت ہے۔ اسکا کوئی بچاؤ ہی
 نہیں ہو سکتا۔ اور اب قرنی شیعہ میں
 اپنے پیٹھ پیٹھ سے بھی زب کھائی ہوں
 بی زعفران سے بھی ورتی ہوں۔ کہ
 ایسا نہ ہو بی زعفران میرا بھید لیکر گئی اور
 نکو کھلائی۔ اور میرے خون کے پاسے
 ہو جائیں۔ کیونکہ ایک مملات کی چھوٹی
 چوٹی میری روشن ہو رہی ہے۔
 زعفران۔ وہ بی انارکلی آپ نے
 حزب میری حالتش یوں کی تھی کہ میں
 اپنی جان بھیا پر سیکر آپ کی سہرو سی
 میں ماری ماری بھرتی ہوں۔ اور آپ
 مجھے غماز و دشمن سمجھیں۔ انوس اور
 ہمارا منوس۔
 شیعہ۔ نہیں۔ نہیں۔ وہ بی انارکلی
 زعفران آپ کی دلی جھڑوا اور تمہارے

عالم کی بھی جان شمار و رازداری میں آپ
 اتنے مطلق و مہذب کھائیے اور بلا تکلّف نہ پائیا
 دلی رزخا ہر مہربانی سے ہم میں سے ایک بھی پکایا
 فہرودہ عالم کا خائن نہیں ہو رہا تو آپ کے
 پاس شہزادہ عالم ہی کی فرشتادہ آئی ہیں۔
 زعفران (دنا رکلی) اور سیڑھی کی پینے
 ہونے والی اپنے خندان کی جان لیا اور اپنے چوڑی
 انارکلی۔ پل۔ زعفران کے ہونے آئے ہیں۔
 کہ اور نے نہیں نہ بھیجا ہو۔ اور میرا ہمد
 کھیل کے بعد اور آفت بہ پانہ ہو۔ اچھا
 کہو کیا کہتی ہو۔
 زعفران چھوٹی شیش الدنار بیگم
 سنو۔ اگر آپ خود چکر شہزادہ عالم کو
 سمجھا بیٹھی۔ یا تلی نہ دیں گی۔ تو وہ نرم
 کھائی کو تیار دیتے ہیں۔ اگر آپ چھینے
 میں فرد بھی غماض کیا۔ تو اسوں نے
 ہزار آرمی لیا۔ پھر چھوٹے کھانے کے کھانے
 اور کھانے کا ٹیکا مانگتے پر پینے کے اور
 کوئی چارہ ہی نہ ہو گا وہ رخصت ایسا ہے بلکہ
 کا جہاز کے کہ بابت روکے اور تھا ہے ہوتے
 ہے۔ اور بھی سی امید دلانے پر۔ جو پینے
 آپ سے ایسا کہ وہ بیچارہ بار بار شہزادہ
 کو بھی سہارا دیتا ہے کہ وہ دیکھ سکا کی فکر ہوئی
 کہانی ہے آپ کو جو ہے اپنی رخصت کوئی نہیں
 تکی لانا نہ کہ نہ ہوئی ہے یہاں بھی کیا
 اب آپ فرمائیے کہ آپ کا کیا ارادہ
 ہے۔ چلنے کا یا حزن کیلئے اپنی
 گروں پر لینے کا۔
 زعفران و شیو کی تفتی آمیر کنگو سے
 انارکلی کا کچھ کچھ رخ اور حزن و رخ
 ہوا اور دلی رزخا ہر مہربانی سے ہم میں سے ایک بھی پکایا
 فہرودہ عالم کا خائن نہیں ہو رہا تو آپ کے
 پاس شہزادہ عالم ہی کی فرشتادہ آئی ہیں۔
 زعفران (دنا رکلی) اور سیڑھی کی پینے
 ہونے والی اپنے خندان کی جان لیا اور اپنے چوڑی
 انارکلی۔ پل۔ زعفران کے ہونے آئے ہیں۔
 کہ اور نے نہیں نہ بھیجا ہو۔ اور میرا ہمد
 کھیل کے بعد اور آفت بہ پانہ ہو۔ اچھا
 کہو کیا کہتی ہو۔
 زعفران چھوٹی شیش الدنار بیگم
 سنو۔ اگر آپ خود چکر شہزادہ عالم کو
 سمجھا بیٹھی۔ یا تلی نہ دیں گی۔ تو وہ نرم
 کھائی کو تیار دیتے ہیں۔ اگر آپ چھینے
 میں فرد بھی غماض کیا۔ تو اسوں نے
 ہزار آرمی لیا۔ پھر چھوٹے کھانے کے کھانے
 اور کھانے کا ٹیکا مانگتے پر پینے کے اور
 کوئی چارہ ہی نہ ہو گا وہ رخصت ایسا ہے بلکہ
 کا جہاز کے کہ بابت روکے اور تھا ہے ہوتے
 ہے۔ اور بھی سی امید دلانے پر۔ جو پینے
 آپ سے ایسا کہ وہ بیچارہ بار بار شہزادہ
 کو بھی سہارا دیتا ہے کہ وہ دیکھ سکا کی فکر ہوئی
 کہانی ہے آپ کو جو ہے اپنی رخصت کوئی نہیں
 تکی لانا نہ کہ نہ ہوئی ہے یہاں بھی کیا

جینجیم بوسے گل کو بجاتی ہے اگر کسی کو تھری انارکلی - وہ بی شہزادہ تم تراپنے شکون کینا
 آہٹ بھی ہوئی ہو جائے تو میں قابل دار مہتری - جو سبوں کی خاک کشا رہی ہو - تم
 شہو - آپ جلے کا مادہ تو ظاہر فرماؤں دیکھتے تو ہی کہو کہ اگر میں داں گئی تو میرے
 ہر طرح سے چلتی میں اگر کسی کے فرشتہ کو بھی خبر ہو جائے تو اپنی خاک کشا دوں -
 انارکلی - مستودہ عزمہ تامل کے بعد - اور کیا میں داں سے چھوٹی واپس
 بی زعفران تم بچے داں سے چاکر کیا کروں - جس سے میرے خاندان
 سودا کے طہرین کی آتش و نسبت رشتہ پر آجائے - چونکہ مجھے بی زعفران کو
 پاس کے بھر تانے کے اور کیا نتیجہ ہوگا - اور تیرے حکم کو تامل کرنا منظور نہیں اور
 زعفران - یہ تو آپ اور شہزادہ عالم جلیل تھا - یہی خاطر انکی پاسداری بھی لگے
 لکبرائے خفا ہے تو شہزادہ عالم سے منظور ہے ایسے میں اس شرط پر
 شہزادہ و مجھ میں نہ چلیجیم - اور مہتری چلنے کو حاضر ہوں - کہ بی زعفران ہنر
 دیر کے لئے چلی چلے کہ میری خاطر عالم سے چمکے یہ محاکمہ لکھو کہ دایریں
 وہ شہزادہ عالم کا دل اوونوں پر چاہیوں - کہ وہ خود اپنے شروع کے مشاہدہ و حکام
 شیواں بی انارکلی - میری آیا - یا خدا رسول کے جبر کو آئیگی - اگر وہ
 بچاری کو شہزادہ عالم سے ملنے دیکھے اور خدا کے لئے تشریف لے چلے
 نہ دیکھے کہ اس میں ہم دونوں کی بات نہ کہیئے کہ وہ میری آواز سننے میں خفا
 گزشتہ ہوئی - اور ناحق شہزادہ عالم غریبوں سے روٹھ جا لیگا اور منہ پھلایا
 ہر جہاں تک تو عنایت ہے مجھے تو ہر جہاں تک تو عنایت ہے مجھے تو
 جو مناسب ہے کہ کہیں وہ ہماری جان سے کاٹک نہ مہجائیں - تو قہر بہت ہی دیا
 جاتے ہیں انکی خاطر اس سبب جیاری ہی خاطر شہزادی ہر سبب چلا چلے -
 اور نہ میں ہر گز نہ گستاخی بہت عیاں کی اور - ایسی و خفا کی بہت وجہات نہ کرتی

اور بے حجابی کا برقعہ نہ اوڑھتی ۔

زعفران ۔ مجھے اس اقرار نامہ کے لادینے میں کوئی عذر نہیں مگر رشاد یاد ہوئی جاتی ہے اور وہ غور و فکر میں اور نہیں دوڑ سکتا تھا کہ یہ غیبیوں پر کیا آداب ۔ ابھی تو راستہ گھوڑی کچھ ایسی زیادہ بھی نہیں آئی تھی ۔ ابھی ابھی تو اٹھکے جا رہے تھے وقت تک آپ عین بار نکٹ طرندل تک آجھا سکتی ہیں ۔ اگر بی مار کئی کسی ہی مرضی سے تو آپ کو اس اقرار نامہ کے لادینے میں تامل ہی کیا ہے ۔ دوسری دیر سے لے کر کھڑکی کھڑی ہوا ۔ اپنے شہزادہ سے عالم کو ان سے خاص صحبت ہوئی اور اترے کوئی بد احتیاطی مصغر نہ ہوئی تو وہ بخوشی انکی اس نہ ہوا کو منظور فرما کر دس سطر ہی عذر نامہ کر سیکے ۔ آپ دور تک بٹھا کر کھڑے وہاں تک پہنچی جاتی ہیں ۔ آپ کو اور یہیں نقصان کیا ہے

انانکی ۔ ان بچہ اتار سکتی ۔

شہزادہ کی لڑکی ہیں ۔ آپ دوسری لڑکی بھی لڑکی تھیں ۔ دیکھتے تھے ۔ شہزادہ عالم کا کیا منشا ہے ۔

زعفران ۔ رہ رہی لڑکی ۔ انہیں مجھ سے بڑھی عورت ہی کو دے دے کہ یہ بچہ بچہ ہو ۔

میں یا آئی ۔ ایسے سلوکوں سے ان اگر تم مجھ سے یہ بڑھتے وعدہ کرو کہ اگر میں شہزاد کی عورت کے آئی تھو پھر تم کوئی اور دھمکو سلا نہ پھیلادگی ۔ اور بے عذر چلو چلو گئی ۔ تو خیر میں یہ رخصت بھی تمہاریوں اور چلی جاؤں ۔ ورنہ میں تو اتنی راستہ تھوڑی کھاتی جا رہی ہوں ۔

انارنگی ۔ چہ تکہ بہ خود شہزاد سے کی ملاقات کی دل سے ہستی تھی ۔ اچھا پھر کوئی عذر دے دے ۔ سنے گا ۔ جا رہے تو سہی پہلے دے آپ کہ اقرار نامہ ہی تو میں اور اسپر راضی ہوئی تو ہوں ۔

شہزادہ ۔ راضی ہوا کیا ہے ۔ اچھا وہ راضی ہوں ۔ اور انکے فرشتے ادا رہا ہمارے لڑکے کو تو ہاں ہیں ۔ گھوڑے چلنے کی جتنی تھکتی ہیں کیا ہے ۔ وہ لڑا آپ پر جادو بھاری کر رہے ہیں ۔ تو ہر تین موڑ پر دہلیز ۔

انارنگی ۔ یہ سب بھی ۔ مگر اب بچہ لکھنا شروع کر سیکے ۔ ورنہ شہزاد کی کھیر ہے اور آپ کے شہزادہ ۔ کھیلے تو بالکل کتہ ہو گیا ہے ۔ پھر تک یہ بچہ کتنا کھیلے ۔ سارے گویں اور گتہ کتہ کتہ اور کالہم کہ بڑا ہے ۔ یہ کہیں دیکھا جا رہے کہ دوش کس کی ہوتی ہے ۔

پہاڑ سے ناظر آپ بی زعفران کو اقرار لیجئے دیوں اپنی راہ میں کا نشہ ہو سکے نہ جاتی اور
 کو جھانکے نہ کیے اور بس آپ چھاری
 زہرہ جبین نقاس کے علی خیالات کی طرف
 اپنے خیال مہذول فرما بیٹے۔
 ملی زعفران تو افکار کشادہ حشر کی
 جانب مستعد تھی ہے۔ اور یہ شیرین و اندوہ
 تیں ان خیالات کی اولین میں اور لہجی
 کہ یا العالمین۔ اگر میں و ماں گئی اور
 شہزادہ عالمگیر کی تعلق جذبات سے فطری
 خواہشات کے مندوب ہو گئے۔ اور مجھ
 پر غلبہ کر نیو مضر ہوئے یاد مجھ سے
 کسی قسم کی یاد دہانی سے پیش آئے اور میر
 حجاب عصمت کو ہوا سے نفشانی کی جنوں کو
 سے فکار و الا قرین کہیں کی نہ رہی
 راجع اپنے ناموں میں بال آجیا لیکھا
 مدد اور سرن کی افرامی کا مجھ پر وہاں
 لیکھا۔ اپنے بیگانوں میں منہ دکھائی گئے
 قابل نہ رہی ہوئی۔ وہیں دو نیا و دوں طرف
 ہو گئے۔ یہی ہے جس سے قبل سے جدیت
 ہو گیا۔ شہزادہ ہو گئے۔ مانا کہ شہزادہ سے
 شہزادہ طرح سے شہزادہ کو اذیت سے نہ دیا
 اور کسی طور کا چہرہ نہ کر دیا۔ اور
 شہزادہ کی توجہ پر نہ رہا۔ اور
 ان کے نام کی کہ نہ پڑے۔ یہی ہے جس سے
 شہزادہ کی توجہ پر نہ رہا۔ اور
 ان کے نام کی کہ نہ پڑے۔ یہی ہے جس سے

دیار سے ناظر آپ بی زعفران کو اقرار لیں
 کو جاسنے نہ کیے اور بسا آپ صہار جی
 زہرہ جبین نقاس کے علی خیالات کی حیرت
 اپنے خیال مہذول فرمائیے۔
 ملی زعفران تو انکار نشاط مضر کی
 جان بیکار تھی ہے۔ اور یہ شیرین و اندوہ
 تیں ان خیالات کی اولجین میں اور لہجی
 کہ یا العالین۔ اگر میں دال گئی اور
 شہزادہ عالمگیری تعلق جذبات سے فطری
 خواہشات سے مشرب ہو گئے۔ اور سب
 پر غلبہ کر نکو مضر ہوئے یادہ مجھ سے
 کسی قسم کی ریا دتی سے پیش کے اور سب
 عذاب محنت کو ہوا سے نقاشی کی جنوں کو
 سے فلک و آلا قریں کہیں کی نہ رہی
 راجع اپنے ناموں میں بال آجیا کی
 وہ اور ساری کی افرامی کا مجھ پر وبال
 ہو گیا۔ اپنے بیگانوں میں مہذول تھا
 قابل نہ رہی۔ وہی دو نیاہ و نوں طریق
 ہو گیا۔ میری سب سے قبل سے میری
 وہ عیال و عیال ہو گیا۔ مانا کہ شہزادہ
 شہزادہ میری عیال کو اذیت سے نہ دیا
 و کسی نظر سے میری عیال کو اور
 عیال سے نہ میری عیال سے نہ دیا
 میری عیال کو میری عیال سے نہ دیا
 میری عیال کو میری عیال سے نہ دیا

<p>چونکہ رات زیادہ آگئی تھی اس لیے محل سرا میں ہر طرف سناٹا ہو گیا تھا بیوی نے خوش ہو کر کہا بسم اللہ تشریف لے جاوے خیر آپ رات بھر سوئیں۔ اس کے اس بہت کو خدا خدا کر کے کہہ کر تو خدا خدا کر کے مکتوب میں دو ریم بھی ساتھ ساتھ لکھی پھر اپنی امین سے کہہ کر آیا آپ انہیں بچائیں میرا ساتھ جانا مناسب نہیں آپ ہمیں نظر رہیں میں پہلی خبر گیری کرتی رہوں گی یہ دو لڑائی کو رخصت کرنے والی ہیں کہہ کر ان کی کئی ہنگام پر چپکے سے لیٹ رہی اب ان کے ان اور اپنی ماہ تابان کو نشا ط منزل کی طرف خیرات آنے دیں اور یہ کہ شہزادہ عالم کی خبر لیں دیکھیں تو خیر ہمارے منتظر رہ کر کیا خبر ہے اور ان کے جلسہ کی کیا کیفیت ہے۔ یہی یہ آج خلاف معمول یہاں سنا اور ہمارا تو خیر بھان شہزادہ تنہا کیوں ہے۔ ہو تو یار ہی جلسہ اس وقت مصافحہ میں لگے ہیں۔ اللہ اللہ اس وقت تو ہمارے شہزادے کا چہرہ نہیں راہ ہے طلب سکھارہ ہے میں باقی بھی کھل رہی ہیں بڑے حلیم و سلیم مہذب و متین بیتھے ہیں اور بار بار دہر دہر کرتے ہیں یہ بہت میں یہ شعر سننے سے لکھ کر دیکھ کر</p>	<p>اپنے قاتل کی میں آمدین کے سبیل ہو گیا غل ہو بسم اللہ بسم اللہ کا ہمارا شہزادہ جسکی آمد سے انکھار میں پتھر پڑتا وہ معرزوہ پیارا مہمان معنی زعفران کے احاطہ کے بچانک سے اندر آیا نظر پڑنا تھکا کہ ہمارا معطر شہزادہ بستیاب ہو کر شیر پڑھتا ہوا اپنے غم مہمان کے استقبال بھینٹ مال کو دھڑا سے فالسب وہ آئیں گھر میں سہا خدا کی قدرت کبھی ہم انکو بھی اپنے گھر کو کہتے ہیں اور اپنے پیارے مہمان کو ساتھ لیکھنے کے گھر داخل ہوا مگر زعفران معطر کہہ کر ہمیں گھٹا تخلیہ کی جگہ کیونکہ گھر کا کیا یاقین ہو رہی ہیں کیونکہ مہمان عاشق و معشوق سہریت لگا کا تین راہم خبر نیست مجھیدی جیسے پیارے ناظرین ! میں آپ کی خاطر سے اپنی جان بھتی پر لیکر لڑوہ کا لک کہ عقد شہزادے سے و تیار شہزادہ ۱۰۰ ہے کل عذبات پر غالب آکر بڑی شہادت سے اللہ کے یہ گدنی اب میں آپ کے نزدیک اس قدر نامور ہوا کہ جب نوشتہ نہ لکھا تویم نہ تھا۔ اس پر بھی اس قدر شہزادہ کہہ کر شہزادہ کہ خدا کی پناہ مگر شہزادہ شہزادہ ہو چکے تھے نا</p>
---	---

شکر ہے اللہ نے جو خود کو کائنات کی
 اگر آپ نے خود غرض خود مطلب برائوں
 جانے کی کیا تہ مجھ میں تو کیا کیا
 اور یہاں آئیے قانون پر اٹھ کیوں دہرتی ہیں
 فرمائیے کہ اس وقت وہ کیا آپ کے آگے
 اور آپ کو ہماری برائوں کے
 سے بچا سکتا ہے اللہ رحیمہ گمانی
 انارکی - آپ نے شرعی وعدے کئے اور
 شرعی متین کیا ہیں - ہمارا نہیں تو
 انکا اس بدخود آپ یہ فرض بلکہ عین
 فرض ہے کہ ابھی نہ موت کو لینے ہے
 اور لو کہ میں ہر وقت آپ کے ہوتے ہوں
 اور مجھ پر ہر وقت ہوں - انان - اپنے
 قرار سے خود ہوجائے تو ہوجائے
 و رسول کے احکام سے تو غلام نہ کرے
 اور اگر آپ نے خدا کا نام لیا تو
 میرا جہاد ہے اپنی عفت و عصمت
 کے تحفظ کر لینے اور کیا کر سکتی ہے
 کہیں یہاں سے ہمارے گاندھے پر
 سوار ہو کر بندہ ہو جائیں اور اپنے پاؤں نہ
 جہاد میں بھی آجیے و شہر کی بدنامی
 اور سوائی انجیل ہو گا فرما دیجیے کیا
 اور وہ سب سے میر
 وہ سب سے زیادہ جو کہ ستم خیز شہنشاہ نہیں
 ایسا ہو گا کہ ہرگز نہ کر سکا ہوتا ہے

شہنشاہ (دبڑی برابری و شہنشاہی اور
 پیار سے کہہ میں) جہان جہان آپ بھر
 نہیں - انشا اللہ میں خلاف شہنشاہی
 خلاف وعدہ کی اور کی جرات ہی نہ کرے
 چاہتا ہوں وہ میرا وعدہ ہے جو سب کو یہی
 جہان ہی نکلیا ہے - ماشا اللہ - آج
 تو ہمارے عیندہ حوصلہ شہنشاہی کے
 میں کسی دل کی روح حلوں کی گئی ہے
 جب ہی تو آپ بڑے ہندو و شہنشاہی
 باقی کر رہے ہیں - مگر اللہ تو فرمائیے
 کہ کہ یہ تمہارا اس مہبت جہان کا
 آتے ہیں پناہ میں چھتا رہیں آفرین
 اور لو کہ کوئی اتھا بھی ہے یا اپنے
 تمام حوصلے و دل آرزویش - شہنشاہی
 انکلیں سب قیامت پر خدا کا
 انارکی - بھائی کیا کہ سنتی ہوں -
 میری حالت زار تو آپ دیکھ ہی رہے
 میں خواہ مخواہ شاہ و بیاد بدگینوں
 کا شکار ہو رہی ہوں - غنا زوں نے
 آسمان سر پہ دھار رکھا ہے - کروں تو
 کیا کروں اور لو کہ تو کیا کہوں اور میر
 آپ کی یہ کہہ دیتا ہے - میرا ہر
 میرا حالت ہے - وہ کہہ سہی بھی
 آج سے کہ اپنے ہر جہان میں
 کی اور مہبت ہے - میرا شہنشاہی کوئی اتھا ہے مگر

انارکلی۔ خیرا کوپ اس وقت کو ایسا
 ہی ہمایوں قدیم مینت نسیم خیال فرماتے
 میں تو فرمایا بھیے مگر میں تو کہی نہ کہیں
 گئی۔ کیونکہ مجھے تو اس وقت سے
 اس وقت تک مسموم بھر چکیں نہیں ملا۔
 شہنشاہ نے یہ سب ہمارے تقدیر کا تصور
 ہے۔ وقت بچا ہے گئی کیا خطا
 اچھا آپ یہ فرمائیے کہ وہ کونسی تدبیر
 کی جائے جس سے ہمارے اور آپ کے
 جائز تعلق کا سلسلہ قائم ہو سکے۔
 انارکلی۔ مصلحت میں اس بارے میں کیا صلاح
 دے سکتی ہوں میری تو کچھ سمجھ ہی میں
 نہیں رہتا۔ البتہ پردہ نیب سے کوئی
 ہندو سیت ہو جائے تو ممکن ہے ورنہ
 ہمارے آپ کے تو کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ
 شاہی کتاب کے خوف سے کوئی ہمارا
 ساتھ نہ دے لے گا۔ پھر کیونکر کوئی تدبیر ہو
 سکتی ہے۔
 شہنشاہ۔ نہیں نہیں۔ میں تو ضرور
 چار روز میں کچھ بندوبست کر دینا چاہتا
 میں چاہتا ہوں کہ آپ اگر حکمدیں تو بہت
 مقررے دن سبیلے ولی چلا جاؤں
 و ان پچھلے پچھلے کمال دینے کا اتنا کر دینا
 انارکلی۔ جی ہاں آپ ضرور ولی چلے جائیں
 کیونکہ یہاں کچھ اور بھی ہے جو وہاں لے کر جاتا ہوں

محبت دیکھنے میں نہ آتی اور تیرا ہر وقت
 کا رنج نہایت رہتا ہے۔ ہوتا ہے درد و مہارت
 بھی کم ہو جائیگا حدیث و عشرت کے زمان
 بھی و ان موجود ہیں۔ کہ نئے میرا اس سے
 جو کچھ مجھ پر ہو گئی ہے صبر و صبر نہ کر سکتا
 کی۔ رنج و کم و درد و غم شاید و فغان تراز
 میں نے مجھے تفویض فرمائے ہیں۔
 پھر وہاں میں کہیں جا کر سکتی ہوں۔ میرا
 بچا تو نالہ و فریاد کی عادت ہے طفلی سے
 سکھائی ہے ننان مکتب میں فغانی ہے
 شہنشاہ۔ جان میں انارکلی آپ کے یہی
 خیالات ہیں اور آپ مجھ پر ایسے ایسے
 سخت اتہام لگاتی ہیں تو ناشائستہ میں
 ہرگز ہرگز ولی نہ جاؤں گا بلکہ اب اسکا نام
 بھی نہ لینے کا اتنا کہ جب تک شاہ ذیجاہ
 آپکا فیصلہ نہ کر دینگے میں کسی کے نامے
 بھی نہ ملوں گا۔ حیثیت اگر مجھ پہلے ہی
 یہ سوچ ہی ہوتی کہ مجھ پر اپنی جان بچانے
 اور بھی چھپا پائے گا الزام عاید ہو جائیگا
 میں کبھی ایسے سمجھتے ارادہ کا اظہار ہی
 نہ کرتا۔ عرض میں ہی تو اس جاہ و لغت
 کا راز لاد رہا ہوں پھر کیونکر ایسے نہ کر سکتا
 تمام افساؤں سے تعلق
 تحقیق عشق کے ہر پہلو پر غور فرمائیے

پس میں آپکا ہر طرف شرمک حال ہوا آپ
کیسے طرح اپنا دل بھلاؤں ۔

انارکلی ۔ نہیں: ہمیں ۔ میں روکتی
نہیں ۔ آپکو جیسے اچھائی نظر آئے وہ

کام آپکے ۔ میں خوش ہوں میرا خدا تعالیٰ
آپ کہاں تک میری معیت رافت میں

ساقیہ ۔ نیکی ۔ ابھی تو مجھے یہ خدا جاننے
کیسی کیسی آنتیں نازل ہوئی والی ہیں

جس سے یہ ہوئیوالا ہے ۔ گویا
سیت ہو گا آسمان زمین ہوگی بلند

میر نازاں سے تہ و بالا جہاں ہو جائیگا
شہزادہ ۔ وہ یہ جو غلوں و نامردوں

کا کاہم ہے میں نے تو بھی منہ نکالا ۔
اب اس سے بجز نامیر سے نہ لکل یہ

انارکلی ۔ خدا نازل کی قسم میں کسی
اور طرف سے آپکی مدد راہ نہیں ہوتی

میں تو طوطی یہ چاہتی ہوں کہ اگر وہ ملی
جہاں میں کوئی بہیروسی صورت نظر آتی

ہو تو آپ بلا تامل چلے جائیں ۔ یہاں جو
پونگی میں جھیل لوں گی آپ اطمینان

رکھیں ۔ اں مجھے اتنا خیال ضرور ہے کہ
ہاں میں بھلا نہ وہی جائز کہ میں

سچی شراب کسی سے پیوئے آبد غراب
لیا نہ ہو کہ تم کو جوانی آنتہ کرے

شہزادہ ۔ فی الحال تو کوئی اور بہیروسی
بادی النظر میں نظر نہیں آتی ۔ سوئے

اسکے کہ ہمیں اس قید سے بچنے کے لئے
تبریر نہ کر سکے ۔

انارکلی ۔ بھلا ۔ کیا کرے کہاں جائیگا
تمام ہندوستان تو شہ و بجاہ کی تلمرو

میں ہے ۔
شہزادہ ۔ یہ بھی ایک ہی ہوئی جہاں

شاہ و بجاہ کی حکومت ۔ رن ہندوستان
میں ہے ۔ ہوا کے ۔ اں سارے جہاں

ہوئی تولاہ و فکانہ نہ ملتا ۔ اہو ملک
خدا تک نہایت پائے گا ۔ نگ نہایت

انارکلی ۔ اگر یہ ارادہ ہے ۔ تو جانا مل
آپ دلی چلے جائیں ۔

شہزادہ ۔ بہت اچھا آگے کی یہی مرضی
ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں ۔

انارکلی ۔ مگر جہاں تک ممکن ہو غطر
کتا سیت کا انتظام معقول رہے ۔

میں آپکی خیر و عافیت نہ معلوم ہونے پر
کوفت میں کھل کھل کر جان دید رہی

شہزادہ ۔ اٹا ابدالی عمدہ انتظام
کہوں گا کہ ہمیں رونائیک خط ملا کہ یکا

بجید مجھ کیوں عزیز ناظرین کیا کجا چھا
نشا اور آپ کو سنایا ۔ یہ بھی آپکی خاطر تھی

درتہ کران ایسی جان جو کھوں میں قدم

دہتر ہے۔

یہ باتیں سہر سہی تھیں کہ صبح کی آدھ
ایک دن سے چل گئی تھیں اپنے
نفلہ میں ان کے ہوش اڑا دیئے
پھر قریب بات بھی نہ کہہ سکے اور ناگلی
نے تھہر کر حقیقت کی آجانت چاہی جسے
نہتر سے علم نے جبراً و قہراً منظور کیا
اب ہماری غرض نظر اندازینا بی زعفران
سے ہر اہل بے قدم اتفاقاً نکلیا اپنی
زندگیاں میں سنجی گئے یہ کیا دل نکار
وقت تھا جوان وہ لوں پر گذر گیا
شکر ہے ہماری مہر نگار اپنی محنت اور
عملت بچہ لیکیا گو ہمارے نہتر کا عالم
کا لپا ہوا اولولہ بار بار افسوس حسرت
سے یہ کہہ رہا تھا نگار کیا ہوا ہے
وصل کی شب میں رات شرم و حیا کا بندوبست
کھوٹا بند تھا بھلا یہ دلیل رہ گیا۔

گیا ہوا ہوا باب

ناصح مشق

حضرت ناصح کرامیں دیکھ دے دل
خوش رہہ پر کوئی اتنا تو سمجھا دے کہ
سمجھائیے کیا نہیں معلوم ان تمکین اور
ابوئی بھالی صورتوں میں دلفریبی کے
خدا نے وہ کرشنے انداز سے اور دلربائی

کی و کو سنی اور رکھی ہیں۔ جس کے

دیکھتے ہی دل قابو اور جگر پہلو میں نہیں
رہتا۔ انکھیں انکھیاں جہاں بیقرار ہوتی جاتی
میں۔ کیلجہ و حزن کئے لگتا ہے جسم میں
سناٹا ہے۔ جی میں گھبراہٹ سی پیدا
ہو جاتی ہے۔ دل میں ایک قسم کا
میوٹا میوٹا درد شروع ہو جاتا ہے کیلجہ
ذرا بھی اس مزے کا لطف انکھوں پر راحت
خیز دے کہ اسے درد مند ہمیشہ اس کے
بھوکے رہتے ہیں۔ اور ان کے دل میں
ایک ایسی دلکش چیز پیدا ہو جاتی ہے جو کشتی
میں بدلوئے رکھتی ہے جسے صاف لفظوں
میں محبت کہتے ہیں۔ جسے ایک ذرا سی
بڑے پیار سے پہلو میں سہو جہاں کی طرح
چھپائے پھرتے اور کبھی کبھی جو نشہ لطف
میں اس سے یہ باتیں بھی کر لیا کرتے ہیں
اسکے اے پیاری محبت! تو سی وہ دل
پسند مرض ہے کہ تیرا مریض شفا پائی
آرزو ہی نہیں کرتا اور نہ تیرا مارا مہا کبھی
زندگی کی پرواہ کرتا ہے۔ تیرا ہی صحت
کبھی ہتھیاری سے نہ دیکھ نہیں دیکھتا اور
اور تیرے ہی آب خنجر کا پانی سا ہنستہ رہتا
ہے اور بار بار یہ کہتا ہے

خنجر کو چوس گئے ہیں میرے بچے خنجر
خاندان سے پھرتے ہوئے تیرے ہیں کہ ہیں

<p>اے اے پیاری محبت تو جی وہ چلتا ہوا اندر اور جگایا ہوا جاوے کہ جب تو اسے جگایا چاہتی ہے تو ترے بڑے پوتے دیکھے امیر دل غمزدہ بندہ دل آرم بھول مار تو غم کی گریہوں کی پم و رش ہدیہ اول پر ہی اسکا دار کرتی ہے خلیقاہ حضرت ناک اثر پڑا ہے کہ وہ بچا سے وقف حشرت و یاس ہی ہو جاتے ہیں۔ اور ان عزیز کی ان بان خاک پر مل جاتی ہے۔</p> <p>اے اے محبت جب جری آگ دل میں بھڑکتی ہے تو وہ تسبیح و تحمیدی نہیں اور مجھے تو گید کر بھیجے۔ کیونکہ یہ حرف تیری ہی لگائی تو ہے نہیں بلکہ تو یہ کسی عدد سے رحمت و دشمنی لگائی ہوتی ہے چمکے شعلہ جگہ سو ترے خاک ہو کر بچا رہے چلنے والے اپنی جان ہی دیدے میں شہنشاہ فلک بارگاہ اکبر کا نور بھر جنبہ سے نور نظر سلیم درجہ میں تاج و سلطنت کا مالک ہو کر جہانگیر کے لقب سے مقالب ہو کر شہنشاہ ہندوستان ہوا (واق) یہ سب ترپ کر یہ شعور ہے حشرت و یاس سے پر مہر ہے اور سوز جدائی میں جل رہا ہے۔ جلال اکھنڈی۔ ہمیشہ سوز ہیرا لئی سے بغیر رہا کبھی سوز رہا کبھی پیڑ رہا</p>	<p>اے اے پیاری محبت تروہ جنون انگیزی چاہے وہ سوو اخیر جز ہے کہ پیر تیرا سا پیر چاہے وہ ہمیں مہمنی و سودائی ہو جاتا ہے بخود بنا یثوائی محبت جیہ کوئی در باعد مدت و کثرت محبت سانسے آجاتی ہے اسوت تیری پڑھائی ہوئی یا کس کس محبت کو اس میں پیار سے بھیجائی اور کتنے وہ وہ لطف اٹھایا جاتا ہے لال ہی جانتا اے پیارے اے محبت! یہ ترے ہی اٹھکندے اور ترے ہی کٹھنے ہیں۔ کہ تو سراپائے یار جاندا گاندار کے سانسے پیش کر کے نہیں رسواے عام کرتی ہے اور مطلق ان کسے ننگ دنا موس کی پردہ نہیں کرتی۔</p> <p>اے اے معزز محبت! تیری ہی سرکار قیامت آثار میں بادشاہ گدا۔ امیر فقیر ارجوان۔ پیر غفلت۔ محتاج صاحب انگلیں و تاج سب ایک ہی لائقی مانگے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ ہندوستان کا اوت دل بارہ جگہ تیرے تر جھکا کا خاک را اور ترے فرمان کا فرغانہ وار ہے۔</p> <p>اے شہزادہ سلیم۔ اس وقت نشاط منزل میں کیسا طرب و اندوگین ہیفاقت و یاس سے ہر ایک کامنہ ملک رہا ہے۔ یہ وہی ہے جو کبھی تیرے تہوں اور چکروں میں نہایا تھا کہ اے اے کسے محبت</p>
--	---

اب کے تو نے ہمارے ناز و نعم کے پلے پہلے
 شہزادے کو وہ باغ بہرہ دکھائی دو۔ وہ چٹا
 دیا کہ خدا کی پناہ! اب نہ وہ سلیم ہے نہ چٹا
 پہل نہ وہ رنگ لیلیاں نہ وہ جلسہ احباب
 نہ وہ تیشہ کی لال پری نہ وہ کتاب التہام
 سلیم جگر نکار ہے اور خیال یار ہے اس افسوس
 اتفاقاً پہلے یاروں سے خواجہ محمود و صاحبہ
 مرید میری آگئے ہیں جن سے ہمارا رخصت
 شہزادہ پایا ہے میں بھر بھر اور کلیجہ تمام
 تمام کر یہ باتیں کر رہا ہے۔
 مرید میر۔ شہزادہ عالم خدا کرے وہ الگ
 چند سے ہی حال حسرت میں رہا تو دشمنوں
 کی جان کے لالے پڑ پائینگے۔
 محمود۔ مٹھڑاؤ خدا عالم یہ عورتوں کی حکمت
 سوسے پہانا اور واڑھیں مار مار کر دونا
 نہیں معلوم آپ کے ساتھ کیا سلوک
 کرے خدا را خدا تو خدا نواز سیر و سفر اختیار کیا
 شہزادہ۔ وہ مرزا صاحب! میں سوسے
 کھلاتا ہوں۔ آپ کی باتیں بھی زنیاسے
 زانی و فاسق ہوتی ہیں۔ اسلئے تو میں
 نے آپ صاحب کو اپنی تمام امیریں منتقل
 کر لیں اور کسی سہارے کا بھی خیال نہ رکھا
 بقول حضرت ذوق سے
 نہ بیکٹیش دہن الیاس گدا بیا میں ہم
 کہ بدتر دہم مرثیہ حبیب کا سہارا کا

جب آپ لوگوں کے خیالات میری حالت
 نارنگی میں۔ تو پھر آپ حضرت سے تشریف
 لے کر کھانا چڑھن ہے
 خواجہ محمود۔ بیشک ہماری باتیں آپ کے
 خیال کیسا تھپتھپی طرح پیش نہائی ہوئی اور یہ
 خیالات انہیں تیری نظروں کے رتے میں
 کیونکہ وہ نہایت سچی اور کھری ہوتی ہیں اور سچی باتیں
 کسی کو بھی جھلی معلوم نہیں ہوتیں۔ آپ تو یہ
 ہم غریبوں سے قطع تعلق بنائی کی کوشش کرتے ہو
 مگر ہم نہیں کر سکتے کیونکہ قدرت نے ہمیں
 آپ کے دامن و دولت سے وابستہ کر دیا
 ہے پس آپ ہی فرمائیے کہ تو میں قدرت
 میں کسی نے اصلاح کی ہے جو ہم کریں
 اللہ ہم تو ہم شاید آپ بھی نہ کر سکیں پھر
 اجا نفازی و جہان نفازی سے ٹکھڑا کر دینا
 سچی چہ باتیں۔ اور کیونکہ جہان چھپا میں
 سب بالکل آپ کے خیال مبارک کی
 نہ سمجھی ہے۔
 مر رہے ہیں انہیں یار میں چلیے
 ٹیوہ اپنا تو ہے و قادری
 براے خدا پھر آپ قطع تعلق کا کلہ زیاں
 سے نہ نکالیں کہ میں سراسر ہماری
 و نشانی ہوتی ہے جو کسی طرح آقا کر
 غلامی ادھیا نہیں۔
 شہزادہ۔ جہاں بھی آپ کی باتیں

سچی و کھری سہی مگر بزرگوں کے قول کو بھی
 سچی تو خدا نایا و رکھا کہ کیا آپ بدیں شیراز کے
 اس مقدمے کی کچھ توفیر نہیں کرتے مگر اس فقرے
 کو آپ مد نظر رکھیں تو کبھی ایسی بے جا جرات آپ کو
 پیدا نہ ہوئے اے اپنا زور حال اور آپ کا وہ مذاق کبھی
 برق تپتی پہن سے نہ ہوئی
 اس دل بھیرار کی مانند
 خواجہ محمود۔ بندہ فانی یہ صحیح ہے مگر
 کیا مصلحت کجمنت کے لئے عزا و خواہ
 میں آپ کو حرج جان میں ہلاک ہونے اور
 جان دینے کی ترغیب دوں اور اس سے
 بچنے اور تکلیف دینے یا دلجوئی کرنے کی فکر
 نہ کروں۔ اگر مینے ایسا کیا تو مجھ سے
 زیادہ غمگرم اور مومن کش شاید پیچھے
 لے پیدا ہی نہیں کیا۔ خیر اگر آپ کی مرضی
 یہی ہے تو اب مصلحت ہی سے کام لیں گے
 مگر خدا کیلئے ہو یا اپنی خود غرضی وغیرہ وغیرہ
 کی تہمت سے سوان رکھیں گے۔
 شہنشاہ۔ ابھی ایسی مصلحت برتنے
 کو میں نہیں کہتا۔ جیسا آپ نے بیان فرمایا
 خدا نہ کہے نہ ہمارے یا رزگوں ہوا اپنی سی
 ہوا ہی لگا جائے۔ اگر آپ اصحاب نے
 میرے سبب لے یا میری دلجوئی میں ذری
 بھی کسر کی تو جس الزام سے بچنے کی
 آپ نے خواہش ظہر فرمائی ہے

موجود آپ سے ملزم ہو جائیگا کہ میں اس سے
 چشم پوشی بھی کی تو بھی دنیا ایک متمم کر نہیں ذرا
 بھی آپ کا مروت نہ کرے گی۔
 مرید میر۔ شاہ نوشیروان جان نے اپنی زبانی
 نصف شہادتی میں یہ کیا اندھ کر کیا کہ غریب ان کی
 بھیم بے خطا قید کر دیا ابھی تک تو شاہ عرش
 پائتا کو اس دکھ کا تصور بھی نہ معلوم
 ہوا۔ پھر کہیں انہوں نے یہ ظلم وہ جبر
 روا رکھا۔ آئے آئے پچھاری کیسی عیت
 جمیل رہی ہے۔
 خواجہ محمود۔ واقعی اس کا تو مجھے
 سخت تنق اور بے حد استعجاب ہے
 شاہ ظفر پناہ بھی اس میں زیادہ اتہام
 کے متمم نہیں کر دے جاسکتے ہیں۔ یہ
 سارے لشکر کو عزا و بد بختوں کے گھلائے
 ہوئے ہیں۔ اس پر ہمارے شہزادے
 صاحب بہادری کے خط لے اور بھی آنت
 بچا دیا۔ اگر وہ خط بڑی ایگم صاحب کے
 ہاتھ نہ آجاتا۔ اور وہ شاہ عالم پناہ کو نہ
 دکھائیں تو یہ آفت نہ آسکتی۔
 سلیم۔ والد اعظم۔ ابا کے کان کس
 بد نصیب نے اس پچھاری مصیبت کی
 ماری مار کر وہ گناہ کی طرقت سے ایسے
 پھر دیکھے۔ کہ وہ ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے
 پڑ گئے۔ اور اب کسی کی ستے ہی نہیں

اس پر ہمارا خط گنجنت اور بھی سونے پر
 سہاگہ ہو گیا۔ ہونیوالی بات ہو ہی جاتی ہے
 نہ طوفان آتا نہ یہ سب جھجکتے کھرتے ہوتے
 واری تقدیر عجب سلوک کیا۔
 خواجہ محمود۔ سوائے ابو الفضل اور فیضی
 کے اور کسی جرات ایسی بے باک ہو سکتی ہے
 یہ انہیں مددوں پر فیضول کا کام ہے
 خدا ان موزیوں سے بچا ہے اور انہیں جہنم
 داخل فرمایا۔ لیکن کچھ شہرہ سے عالم کی بھی پوری شہرت
 شہرہ۔ وہ سچ کہتے ہو جہاں جان یہ دونوں
 بڑے ظالم و ظالم کافر و کفر میں۔ بھلا یہ
 اپنی عادت سے بچنے والے ہیں۔
 اگر یہ ہم سے عداوت نہ رکھتے ہوں
 تو بھی۔
 نیش غائب نہ رہے کہیں است
 مفتخرائے طبعتیں نیست
 ان سے کچھ بود ہی کی امید رکھنا میرا سر
 اس پر پیر کی گردن پر لٹا چھری پھرنا
 ہے۔ یہ نام و گے انہی کے لگاے ہیں
 جن میں کوئی ٹکڑہ نہ جہانے چھوڑا ہے
 جو آج کل گل و بلبل میں دل چال نہیں
 جن میں کوئی ٹکڑہ نہ جہانے چھوڑا ہے
 مرلیہ صفر۔ اسے کہاں وہ ناز و نعم کہاں
 یہ الم کسے کیونکر وہ اس قید کے دل
 بھگتی ہوگی اور کیونکر نصرت کے آمنا ہی

ہوگی حیف میرا میں چلتا تو میں انہیں ہمارا
 کی ناک کٹوا کر پھینک دیتا
 سلیم۔ اسے میرا اللہ مجھ سے تو
 اب پھر کی معیت نہیں جھیلی جاتی ہے
 اور نہ فرقت کا مددہ اٹھایا جاتا ہے
 اس سے زحمت ہی آجاتی تو میری
 زندگی ہو جاتی۔ اسے اسے
 فرقت کی رات آنکھ نہ دم میرا درگی
 کیسی بری گھری تھی جو آنکھ آخندگی
 مرلیہ صفر۔ آپ تو ہر سال ہوتے جاتے ہیں
 ہر سال نہ ہو جیتے۔ کہ آپ کے ہر سال
 ہونے سے تمام کہیں بکڑ جاتے پھر کچھ کہتے
 دہرتے نہ بینک۔ ماں تدبیر شرط ہے۔ کام
 کئے جاوے تدبیر سے ہرگز نہ چوگنا چھوڑا
 جب ہمارے دشمن نہیں چوکتے تو ہم نہیں
 چوکیں۔
 خواجہ محمود۔ مٹا ہے شاہ فرید در ۱۶
 نے اب تو اس زندانِ غم کی جو کسما
 لئے پیر سے یہی سمجھا دینے میں خطر ہو
 دیکھا جاسکا۔ شبو تو موجود ہے۔
 سلیم۔ اسے دواہ امیراٹھا لکھا۔
 رہنے والی بیکوں میں زندگی بیکر ہو
 جہ تہائی تو زندانِ الم میں کیونکر رہے
 ہوگی۔ بہتر تو یہ تھا۔

ہم دونوں کو قتل ہی کر دے۔ تو یہ آئے
 دن کے چھٹے ہی ختم ہو جاتے اسے ظلم کرنا
 یہ چور یہ جفا تو اب نہیں دیکھا جاتا۔

مرلیدہر۔ بیشک

مرلیدہر۔ (مرزا سے) اچھی مرزا صاحب
 آپ خان خاناں چلیے صاحب دیر و عقل کل
 صاحبزادے ہو کہ کوئی داؤں ایسی نہیں چلتے
 کہ میں سے وہ پری بیکر تیر خاتے سے ازا
 پہاٹے۔ ان ان تمام گونہ گونا گوں کے چھپکے
 چوٹ جانیں اور آپ کے پوپارہ ہوں
 خواجہ محمود۔ یہ تو ہونا ہی ہے۔ آپ
 دیکھتے تو جابائے۔ گواں خرمہ پر نہیں بار
 ہیاں اور افضل بھی کیا یاد کینگے۔ کہ اچھے

دیتا ہے۔ سطر

ننگت یار ہی اڑا لاتی

بچے آج بھی اے صبا نہوا

مرلیدہر۔ آپ کی حالت اس وقت
 فراق و صدمہ استیاق سے بالکل
 بیز ہو رہی ہے۔ مجھے خوف آتا ہے کہ
 خدا نخواستہ اس کو فتن میں آپ کے دشمن
 بیار نہ ہو جائیں میری رائے میں تو فوراً
 ویر و خزانہ سے غم غلط بچھٹے تو بہتر ہے
 بھیدہی۔ ۱۰۹۰ سے میرے تیرا جیا
 سو جیتی ہے مطلب ہی کی سو جیتی ہے
 سلیم۔ میری توجہ حالت ہے وہ ہے
 ہی مگر خدا خیر آپ کی خاطر کہوں۔
 خواجہ محمود۔ بیشک جب تک کوئی مشغلیہ نہ لگا
 ہیاں یا رہی نہ لینے دے گا
 بھیدہی۔ جی ہاں بجا ارشاد ہے چاہے

اور دے وہ مال سے دور ہو۔
 سلیم۔ بھیدہی آپ صبر ہوں سے بہت
 کچھ امید ہے مگر یہ مقدار اب نہیں
 ہے کہ آپ کی بھی مرنے کی اس کے
 سامنے کچھ چل سکے۔ اے اسی کھوت
 نے تو شق ظالم سے مکریرے تمام

مردہ دوزخ میں جھانکے یا بہشت میں مگر
 آپ کو تو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے
 بہشت اچھا بھیجئے شغلہ !!!
 اب ان تینوں شخصوں نے ایک پیگ
 ہے پر غزنائی کا نیا عورتی ہی دیر کے بعد
 شہزادے نے ایک پیگ اور نوش فرمایا اور یہ
 باقی شمع ہوئیں ۔

شہزادہ ۔ سننے میں آیا ہے کہ شاہ سکندر
 جہاں بوالفضل کو شہزادہ عالم کی تہہ دیدہ تکیہ کیلئے
 بھیجئے وہاں والد عالم کہا تھا یہ عالم بیچ ہے
 خواجہ محمود مٹاؤ میں نے بھی ہے مگر لکھی
 ملی تصدیق نہیں ہوئی ۔ اچھا آئے تو مجھے
 کی وہ خیر لیا تو کیا کہ وہ گیدی بھی یاد کر گیا
 اچھا ہوتا تو اس وقت آ جاتا ۔

شہزادہ ۔ اس یارہ اس وقت آ جاتا تو بڑی
 مزہ آتا ۔ اور وہ حضرت سمجھا بیٹے ۔ کیا

یہ تو میری سمجھ ہی میں نہیں آتا خدا کا
 اس پر عشق کا جن سوار ہو جانا تیرا ہے

آئے دل کا جو آدمی ہوتا ۔ اور اسکا
 سارا عقول خاک میں مل جاتا ۔ کہ بڑا ہی

بڑ خالہ ہے ۔ اس کے بعد وہ مرد دور
 مٹے احمد کا حل ہی رہا تھا ۔ کہ بوالفضل

کے آئینہ اٹھ ہوئی بڑا سا ملو شغلہ تیار کیا
 شہزادہ ۔ اسی اس وقت اسکا آنا خانی رز

عالم میں نہیں ۔

خواجہ محمود ضرور دل میں کچھ کھلا ہے
 اچھا آئے تو وہ چلا کر دیکھا جاسے گا ۔
 شہزادہ ۔ (مادم سے) ہندو آئے دو ۔
 مادم ۔ دبا ہر اک جاسیے احمد ر اندر
 جانیکی آجاذت ہے ۔
 مولانا بوالفضل نے قدم اٹھایا بھی تھا
 کہ یہ آواز آئی

بیدری ۔
 قدیم رکھتا ۔ بھلا کر عقل رندا نہیں ہے ولحظہ
 یہاں پگڑی اچھلتی ہے آئینے خانہ کے میں
 دیہ نہ کہ پہلے تو مولانا اچھلے مگر بھر جبراً و
 تہراً اندر جاتا ہی پڑا ۔

شہزادہ ۔ مولانا بوالفضل کو آتے دیکھ
 کہ آئے آئیے ! خیر تو ہے ۔ مولانا

آج یہ عید کا چاند کہ ! سے نکلا مزاج
 مقدس ۔

اے آمدنیت یا عشا آبادی ما
 ذکر تو بوز و زمزمہ نشادی ما

مولانا احمد شہزادہ عالم عالمیان کی ہر
 ودا راز ! سب فریت ہے ۔ دعا کرتا ہوں

شہزادہ ۔ آج کیا ہے ۔ جو آپ نے مجھے
 خاک کی طرف نظر اٹھان بہت دل فرمائی

مولانا ۔ ہنس کچھ نہیں رہی پیدا آیا تھا ۔
 شہزادہ ۔ شہزادہ عالم کے دینا رشتہ

باہر نہیں ہو ۔ لے سے طہنیت کر کے تیل

ہستی۔ فقط حضور کو ایک نظر دیکھ لیتے
 کیسے حاضر ہو اٹھا وہ شاہد اسے پوری کر کے
 اس کے مرض بھی کتا گیا کہ غلیہ پاتا مگر وہ نہیں
 پھر سیر دیکھا جا چکا۔
 شہزادہ۔ اسے بھی آپ غلیہ ہی تصرف فرما
 یہ لوگ کوئی غیر نہیں میرے علی راہہ میں
 آپ شوق سے خواہش جو کچھ آپ کو فرماتا ہو۔
 مولانا۔ دوسرے سے سے مذہب کا دور
 ناکہ پر رد مال رکھ کر یہ کیسی بات ہے جس سے
 واپس بھٹا جاتا ہے۔
 شہزادہ۔ مولانا یہ آپ کی منشاء جان
 کو تازہ کر نیوالی شیم ہے۔ آپ اس سے
 اس قدر گہرا کئے کیوں ہیں۔ کیا خدا نخواستہ
 توبہ کر دالی۔ اب ہو ہو !!!
 لوتج میرے سجدہ جامع کے ہیں امام سے
 داغ شرب دہوتے تھے کل جاننا سے
 مولانا۔ توبہ تو بڑھ چکی ہے۔ شیم کی گت
 کہہ دو ابھی نہیں۔ توبہ کس سے کرتا۔
 شہزادہ۔ اے مولانا پھر آپ کو کیا
 جتاؤں کہ یہ گل اندام کی گہمت فرحت
 طراز ہے۔
 کیا جتاؤں میں اطمینان سے وعظ
 اٹھے گنجت تو نے پی بھی نہیں
 مولانا۔ خیر مجھے صاف فرمائیے۔
 شہزادہ۔ مولانا کیا پھر اسلام قبول فرمایا

مولانا۔ شہزادہ۔ عالم نہیں معلوم یہ ہستی
 آپ کیا فرما رہے ہیں۔ میں تو بقیہ تعالیٰ
 مسلمان ہوں۔ مسلمان کا بیٹا ہوں۔
 مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہوں
 مسلمان سلطنت میں رہا ہوں مسلمان
 مذہب ہے مسلمان طرز معاشرت ہے۔
 یہ مکی بہنی یا تیں کیسی۔
 شہزادہ۔ میں سمجھا کیونکہ بار کر لوں
 کہ آپ مسلمان میں یہ آپ کے عقیدے
 سے تو خدا ہی بچائے۔ آپ تو اسلام
 پاؤں وہ ان کے اختراع ممتزع فرما
 رہے ہیں۔ اور وہ وہ نالی شاخیں
 نکال رہے ہیں کہ الامان خیر اس وقت
 مجھے اس درد قد سے کوئی عرض
 نہیں۔ آپ اپنا مطلب بیان کرنا چاہتے
 میں حاضر ہوں۔
 مولانا۔ میں پہلے ہی عرض کیا کہ
 غلیہ کی عزت ہے۔
 شہزادہ۔ اس کا جواب بھی پہلے
 عرض کر چکا کہ اسے آپ غلیہ ہی تصرف
 فرمائیے کیونکہ (مرزا اور راہب کی طرف
 اشارہ کر کے) یہ دونوں میرے ولی راز
 دار ہیں ان سے میری کوئی بات
 چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آپ بلا لانا
 فرمائیے کہ اس سے آپ کو غلیہ کی فکر

اس قدر رکھیں ہے۔

مولانا۔ شاہ عالم پناہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

شہزادہ۔ سبب منوجب۔ حجت آپ کے بھیجنے کی علت غائی

مولانا۔ اسکی علت غائی صرف یہ ہے کہ آپ ان ناچایز و نامحرم حرکتوں

سے محترز رہیں۔ جو آپ سے اور آپ سے بیخود و بیخیزوں اور مصفیروں سے

سرسزد ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے ایک عالم میں تہکمہ بجا رکھا ہے۔

شہزادہ۔ آپ ایسی نازیبا گفتوگو مجھ سے کس حیثیت و اختیار سے فرما رہے

ہیں۔ بدور کیا ابا جان نے آپ کو مجھ سے اس قسم کی بے مایہ گفتگو کرنی اجازت

محنت فرمادی ہے۔

مولانا۔ میں آپ کی اس منطقی بحث کا حاصل نہیں سمجھا کہ اس بیان سے

آپ کا مقصد کیا ہے۔ براہ صہرانی خدرا اسکی اور توضیح فرمائیے۔

شہزادہ۔ میں مجھے تو چشمہ آفتاب لکھنا مرشد کسی مسجد میں جاسیے۔ بھلا یہ کون

سی ایسی اوق تو فرماتی۔ جسے آپ سناظر لکھ چکے ہیں۔ اچھا اب بھیجئے کہ میری آتماں

یہ ہے کہ آپ مجھ پر شک نہ ٹھکست کا

کا بار ڈال رہے ہیں۔ یا تا صحنہ و بزرگانہ طریقہ برت رہے ہیں۔ یہ مجھے معلوم

ہو جائے۔ تاہیں بھی جواب میں نہیں پہنچوں کو اختیار کروں کہ جن پہنچوں

سے آپ سوال کریں۔

مولانا۔ شاہزادے عالم! بھلا سوچئے خادمانہ حیثیت کے میں دوسری

حیثیت رکھ سکتا ہوں۔

یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہاں اگر آپ حفظہ مراتب کا کام فرما رہے ہیں۔ تو

بزرگانہ حیثیت بھی کام میں لانے کی جرات کروں۔ ورنہ خیرہ کو راسخوں

ہی دونوں تشلیق میرے لئے کافی ہیں

شہزادہ۔ اچھا تو آپ کی تقدیر کا ماحضہ یہ ہے کہ میں تمام عیش و آرام اپنے

اوپر خرام کر لوں۔ اور اپنے یاراں نیک انجام شہزادہ مرزا عبدالرحیم و راجہ مرید مہر

سے کنارہ اختیار کروں یا انہیں خیر باد کہوں۔ اسکی تو آپ مجھ سے کیا امت

یک امید نہ رکھیں اور نہ یہ مجھ سے میری حیات میں ممکن ہے کہ میں اپنے درلی

جان دشادوں کو چھوڑ کر کسی سپہ کی خدمت میں لکھ لکھ کر کاوشی ہو جاؤں۔ خدا بچائے

آپکی ایسی تفرقہ انداز بند سے

مولانا۔ میری کیا مجال جو ہاں آپ کو

ایسی انگور اصلاح و طبع عالی پر بار ہو
شہزادہ - وہ مولانا آپ میں بات
کہہ کر مجھ جانی صفت بھی ہے اگر یہ
نہیں تو پھر آجکی اس فضول گفتگو کا
مطلب کیا ہے۔

مولانا - شہزادہ عالم اخوان کرے
کہ ایسی مخموم صفت مجھ میں آجائے
وہ دفع البیات مجھے اس نامردانہ
صفت سے محفوظ ہی رکھے۔ میں نے
تو حرف نامہ عزب رفتار و نامہ طبع و
کردار کی نسبت گفتگو کی اور وہ
شاہ گیتبہ دھیان لی دھانس اور

زیانی تھی۔ ورنہ میری زبان یا میری
طاقت کو اتنی ہمت و حیرت کہاں
خدا را مجھے آپ اسکا ہستم اور اس
بے باکی کا مجرم نہ ٹھہریں۔

شہزادہ - خیر ہو گا۔ ملک تو آپ
کو جو کچھ فرمایا تھا فرما چکے۔ کہ ابھی اور
بھی کچھ کہنا باقی ہے۔ اگر باقی ہو تو
لے دو یہی فرمایا دیکھئے۔ اور قبیلہ و
عقبہ کا حکم بجالائے۔ مولانا - خیر۔ اگر
آپ کو میرا یہاں کچھ دو لمحہ بیٹھنا بھی
ناگوار ہے۔ تو میں غور و فکر سے چلتا ہوں۔
سوں۔ آپ انکسے کہتے ہیں۔

شہزادہ - نہیں انہیں مولانا شہزادہ

رکھیں۔ بعد میں آپ عالم فاضل سحر
و مدبر وزیر سلطنت احمد نورتی اہری
کے رکن اعظم کی صحبت باعث فیض ہو
سے کہیں گھر اسکتا ہوں۔ ہرگز نہیں بلکہ
میں تو آپ کے قدم منہیت لڑیم کو اپنی
سعادت و عزت کا موجب خیال کرتا ہوں ان
آپ کی یہ رابطہ گفتگو البتہ کشمکش ہے۔

مولانا - شہزادہ عالم میں یہود و ہر
نہیں گوتا۔ میں تو خدا سے چاہتا ہوں
کہ یہ افواہ جو اڑ رہی ہے۔ یادہ ہوائی
ہو جائے اور اس گہمت کی جھانٹ
البعادت پائے

شہزادہ - میں افواہ اکیسی۔
مولانا - یہی۔ میں الملک مرحوم و
منفور کی صاحبزادی اور آپ سے
تعلق کی۔

شہزادہ - اچھی دستور العظم وزیر الملک
صاحب بہادر یہ آپ اس وقت میں کہاں
اسے آپ ہرگز نہ گنا افواہ حیرت نہ سمجھئے۔ بلکہ
اسے آپ بالکل سچ اور بہتر کی فکر اور مجھے
اس فقیر جوان کے در کا فقیر سمجھئے۔

مولانا - اس میں مجھے آپ سے خوش
کہ دراصل اعلیٰ اقدار سے ایسے بے حجابانہ چہ
کی مطلق امید نہ تھی۔

شہزادہ - مولانا شہزادہ

مولانا۔ مولانا آپ کے اس انوس پرینٹ
 انوس آپ کے اس تاسف پر لکھنا سفت
 بھلا بیٹے بیٹھے آپ کو کیا سوچتی کہ نہ
 طغلاں بنے کو اعظم کھڑے ہوئے
 شہزادہ۔ مولانا آپ ایسے فاضل بگیاں
 ہو کر ان عام خیالوں کے اندر جھوٹے
 جاتے ہیں۔ انوس جناب بندہ
 ابتو میں اپنی جان اس کی بالکی ادھر
 قربان ہو چکا ہے۔ شاہ ذبیحہ نارہن
 ہوں یا خوش بچہ اسکی بھی پرواہ نہیں
 اگر حکم دیں تو میں انکا ملک بھی چھوڑ
 دوں۔ اور کسی جنگل و پہاڑے میں جا لیا
 اگر آپ حضرات نے مجھ سے کچھ زیادہ
 پرغاش کی تو لا بد ہی رہی ہوتا ہے
 ذرا آپ اور وہ دونوں حضرات اسے یاد
 رکھیں۔
 مولانا۔ شاہ ظل اللہ تو اس تعلق سے
 برہم ہیں۔
 شہزادہ۔ ہوا کریں۔ مگر یہ بھی آپ
 ہی کی عنایتوں کا اثر ہے۔
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ ناقص مجھ
 سے بدظن ہوتے جاتے ہیں بھلا میری
 اتنی تابیا دھانت ہے کہ آپ سے معاملہ
 کی طرح نظر رکھتا کہ میری دیکھ لوں۔
 پھر آپ کی یہ بدگمانیاں جو ابھی میری طرف
 متوجہ فرمائیں بجا نہیں ہیں تو کیا میں
 اگر شاہ ذبیحہ مجھے نہ سمجھتے تو میں قیامت
 تک بھی اس طرف کا رخ نہ کرتا چاہے دیر
 کبھی بھی ہو جاتا۔ البتہ شاہ ذبیحہ کے حکم
 کی بجا آوری مجھ پر فرض تھی وہ میں ادا کر دی
 اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔
 شہزادہ۔ میں آپ کو بخوشی اجازت دیتا
 ہوں۔ کہ آپ اباجان سے صاف
 صاف عرض کر دیں کہ سلیم اب بندہ
 عشق میں۔ اور وہ اب زیادہ حق نہ کرے
 ورنہ میں اپنی جان بھی دینے میں تیار
 نہ کر دوں گا۔
 مولانا۔ شہزادہ عالم آپ ہی انشا
 فرمائیں۔ کہ جب شاہ ذبیحہ انارکلی
 کو اپنی لڑکی سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں
 تو وہ پھر کیوں نہ اس ناچار کو لعنت کر
 جائے قصور پر مانتے ہیں۔
 اس جملہ پر تو یہاں طرف لکھتے ہیں
 قلمیہ اور یا کہ مولانا سے ہوش گم ہو گئے
 خواجہ محمود۔ مولانا اگر یہی خیال ہے
 تو کلمہ میں جائز ہو جاتا ہے اور تمام
 حکم گزار رخ آپ سے تو وہ بے پرستی
 اڑائی کہ میں کا وہ کلاما ہی نہیں کیا تھا
 دنیا میں قیامت نہ کہ میں ہی نہیں جانتا
 یا یا یا دینے سے باپ کی آواز کشت

حاتی ہے۔ جو آپ نے ایسا فرمایا کہ اگر
 شاہ ذبیحہ انارکلی کو لاکھ بار بیٹی کہیں تو
 بھی سلیم کے ساتھ صرف ایک خطبہ کے
 پڑے جانے سے جائز ہو سکتی ہے البتہ بڑی
 سلیم صاحبہ اگر ایک قطرہ دودھ بھی آپلائیں
 تو ضرور شہزادہ اس حق سے محروم رہ سکتا ہے
 اور آپکا بیٹا ماناؤں کی خدمت خیال کیا جاتا ہے
 لگا بتواتر اپنے منہ پر کھینچیں تھائیں اس کا
 رخ بھی شرع کی طرف نہیں پھر سکتا۔
 شہزادہ۔ علامہ برین تمام دعا یا بادشاہ
 کے بل پٹے ہوتے ہیں۔ تو کیا اس کے
 یہ معنے ہو گئے کہ شہزادے اور شہزادیوں
 لائیں بیابانی نہ جائیں۔ اور نہ کسی شرناو
 بخیا سے تعلق ہی قائم ہو۔ والد مولانا
 آپ کی منطق بھی دنیا سے بڑی منطق ہے
 مولانا۔ یہ جملہ تو آپ مجھ پر نہیں بڑھا
 ذبیحہ پر کر رہے ہیں۔ بہر کیف آپ شاہ
 ذبیحہ کا فرمایا تسلیم فرمائیے۔ کہ اس
 میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے۔
 شہزادہ۔ مولانا یہ تو ان ہونی بات
 ہے۔ اور اب تو میرے اختیار سے بھی
 باہر ہے سہہ ذوق
 میں ان سے پھروں کو محال ہے
 ناصح نہیں یہ بات میرا اختیار کی
 مولانا۔ تو مجھے کیا حکم ہے میں

باپوس ہی اٹھ جائوں۔
 شہزادہ۔ کیا کیا جاتے مجبور ہی ہے کیونکہ
 انہوں تلوں میں تیل ہی نہ رہا۔ اور
 صرف آپ ہی میری طرف سے ملاپس
 ہوں بلکہ اباجان اور تخت و سلطنت بھی
 یہ وہ تشہ نہیں جیسے ترقی آثار دے
 مولانا۔ شہزادہ عالم آباد شاہ وقت
 کی حزامین واری نہ سہی والدین کی سہی کہ
 یہ تو آپ پر ہر طرح واجب بلکہ فرق
 ہے۔
 شہزادہ۔ اس کے لئے تو میں دل دھ
 جان سے حاضر ہوں جو ممکن ہو کافر ہے
 مگر وہ میرے پرائیوٹ معاملات میں
 دخل نہ دیں۔
 مگر وہ لیا کریں تو ان کی مرضی میرے
 نزدیک انکا آپ کرتا باطل خلاف
 ہر ذریعہ و خلاف رفتار شرعاً و عید ہے
 اگر عہد مابین گئے تو مجھے اس شر کا
 پابند ہونا پڑے گا
 حاجی بندہ عشق سردی ترک نسب کن حاجی
 کہ درین راہ فلان ابن فلان چیز نفیست
 مولانا۔ شہزادہ عالم والدین کی نافرمانی
 مناسب نہیں۔!!
 شہزادہ۔ مولانا! تو انہیں مجھ پر بھی نا
 مہربانی مناسب نہیں بھی نہیں۔ بلکہ

مولانا۔ اسکا مطلب یہ کہ شہر بار و مال تھا
 سنہ ۱۰۰۰ پر غرض کہ مور ہے میں آتا ہے
 انارکلی کی محبت سے اچھ نہ کہنے تو محبت
 نہیں کہ قیل و کہنا اسکی جان کے ہیں۔ اگر
 آپ اسکے بیسے ہی فدائی ہیں تو آپکو اختیار ہے
 شہر اوہ۔ یا اللہ یہ ستم یہ ظلم۔ اچھا اگر
 اس کی جان لی جاتی ہے تو میری بھی
 ہے۔ آپ اوہ وہ دلوں کا حساب لیں
 میں نے بل کر لیا۔
 مولانا۔ خدا نہ کرے۔ کہ آپ کی جان
 پر کوئی صدمہ پہنچے۔ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں
 را۔ انارکلی کا معاملہ اس بار سے میں
 بالکل مجبور ہوں۔ نہیں معلوم تھا
 ذبیحہ نے اس بارہ میں کوئی مصلحت
 سوچی ہو۔
 شہر اوہ۔ مولانا کیا اگر یقین ہے۔
 میں اس کی مفارقت میں زندہ رہ سکتا ہوں
 اگر آپ کو اب گمان ہو تو وہ عین غلط ہے
 اور کیوں آپ لوگ میری جان لیں ہو
 میں خدا کی قسم
 ہماری عمر پوری عمر کرنا چاہتا ہوں
 شہر اوہ۔ مولانا۔ مجھے کیا حکم تھا
 شہر اوہ۔ سب تو جو کہہ رہا تھا
 کہ چکا اسکا مطلب یہ

تو میری دیکھی بھی کر رہے ہیں جسکی
 ملک کسی مذہب میں روا نہیں ہے۔ غلط
 بنو۔ بھو نہ دل کو میرے خدا کیلئے
 ہکا رہا ہے نہ دلوں میں چٹکیا ہو
 مولانا۔ شاہ چید جاہ کو آپکا وہ اشتیاق نام بھی
 مل گیا جو اپنے انارکلی کو بڑے اشتیاق سے رکھتا تھا
 شہر اوہ۔ اگر وہاں بھی جتنی میں رہیں گے
 تو ایسے ایسے سنگتوں اشتیاق نامے انہیں ملائے
 اسکی بچھ ملحق پرواہ نہیں یہ تو آپ اسے نہیں
 جو اسکا منکر ہو اور اسے ذرائع جو اس سے
 ذرے نہ میں دیتا ہوں نہ انکار ہی کرتا ہوں
 پھر آپ مجھے اس پر تپ کر دھکی دینے
 میں۔ کیوں مولانا کیا اس جو ردِ فدی
 کے قاضی مقرر کئے گئے آپ جواب دہ نہ
 ہو گئے۔ کیونکہ آپ شاہ دیکھا کہ تمام کام
 کے ذمہ دار ہیں۔ آپکو نہیں ایسے ہے جا
 جو ردِ ظلم۔ نہ کہہ کرنا چاہیے۔ میرے نزدیک
 تو آپ ان سے بڑا دھ جواب دہ آ رہا ہے
 جا کیلئے۔ حیف وزیر میں شہر بار چلا۔
 مولانا۔ میں جو بدہ مرگ نہیں ہو سکتا
 الیہ آپ کی ضد برابر وہ ہو سکتی ہے
 اور عیسے نہیں جو آپ کی یہ ضد اس
 انکی پیار کی جان لیوا بھی بگڑے
 سبکدوش ہو۔ تو آپ خود تصور ہو جا کیلئے۔
 شہر اوہ۔ اسکا کیا مطلب۔

تصور طر مائیں -

مولانا - شہزادہ عالم آپ استقدر علمیت سے

کام نہ لیں دو چار روز اور سوچ لیں اور سوچ

سمجھ لیں کہ تیل کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے

شہزادہ - مجھے جو کچھ سوچنا تھا - وہ سوچ چکا

اب کیا خاک سوچیں یہ نہ کر مولا ناچکے سے کھلے

اور یاد میں یہ بائیں ہوئے لگیں -

خواجہ محمود - دہنہ زوے سے آپ نے

ابو الفضل سے چٹمک کر لی - برا کیا کہ وہ آہو

شہزادہ - اتنا بڑا کانس ناطقہ ہے کہیں کوئی

تفہ نہ اٹھائے کہ تہہ انگیزی اکی کٹی میں ہوتی

مہر لیدرم - بیشک بڑا موڈی ہے اس کے

کاتے کا شتر ہی نہیں اس کینت سے

ہمیشہ ڈرتے ہی رہنا چاہیے

شہزادہ - اچھی اس ہچارے کی حقیقت

ہی کیا ہے - کبھی تو خدا صاحب تخت

دیکھا - جب دیکھا جا ہیگا - آپ کبھرتے

کیوں ہیں -

خواجہ محمود - اچھی اپنی ہشوقہ مہر متخیل

کی بھی کچھ نہ کر دے - یا کالوں میں تیل

ہی پیسے رہو گے -

مہر لیدرم - ضرور کوئی نہ کوئی فکر کرنی

چاہئے - ایسا نہ ہو کہ کہیں ان شغالوں

کا دارچیل جلتے کچھ کچھ بھی نہ بن چرگی -

شہزادہ - بھئی تدبیر کیا کر دے - کچھ

سمجھ ہی میں نہیں آتا میرے تو ہوش و حواس

ہی درست نہیں - اہل آپ امکاب کچھ تدبیر

کریں تو ممکن ہے -

خواجہ محمود - انشا اللہ وہ بندہ دست

کروں کہ باید و نباید آپ مطمئن رہیں -

مہر لیدرم - یا اس مولوی کھوسٹ نے

تو تمام مڑے کر کر دیا - عین لطف و کیف

کے اندر کینت - اچھی اب کس کا فروغ

دور چلے دور پیسے سا قیا

اور چلے اور پیسے سا قیا

(یہ اشارہ ہوتے ہی جام صراحی حاضر کر دی)

اور آپ آتشیں کا دور شہر مع ہوا -

مہر لیدرم - جی ماں بندہ نواذ اسی کی

تو کسرتی - جکے لئے آپ بے تاب تھے

بکھے آپ چلین کھینچے اور جہانک طبیعت

چاہے و فرار سے دل پہلائیے -

بارھواں باب

مجرم کینت کی روکاری

بخرم عشق عالم سستہ عذو غالیست

تو نیز میرا آنکھ تو تھمتا نالیست

اکری دربار میں یوں تو میر کوئی اپنا چنے

نہ میں کمال الیاء دیکھا نہ رو کر کار تھا - مگر

خفا صکر اجہر بریلا کا بدلہ سنج لطیفہ کن ستم کا نظر

ہر فن مولانا تھا۔ مگر پھر بھی سہارے ملا دیئے۔
 صاحب کی غیر حاضری تمام دربار کو
 کھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ ملاکی عدم موجودگی
 پر تک کو شوق تھی۔ ہمیشہ متنازع
 ہو کر کہا کرتا تھا کہ اے ملا کے ہونے سے
 ظرافت منافی و نفرت کوئی کو بالکل خاک میں
 ملا رکھا ہے۔ جب سے وہ قدردان و قدر
 شناس و کھن کی طرف گیارہ لگی کا لطف ہی
 جاتا رہا۔ اور دربار کی گرا گئی ہی بالکل
 سر ہو گئی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ چوبد
 نے ایک عرضی لاکر دی جسے ”نیضی“ نے
 شاہ جہنڈ جہاں کو بھی خندہ لبی سے سنائی
 یہ عرضہ سہارے زندہ دل ملا کا بیان مضمون
 بلاغت مشقون تھا۔
 عالیجا، مذہبی جو خیالات حضور کے
 نور بار و بار کی تلمیح، مکہ کی روانگی سے
 پہلے ظاہر کئے تھے۔ انکی معافی کا قریب
 اور انکے داپس لینے کا ملینگی ہوں۔ اگر دلاس
 قاب بھی نہیں تاہم حضور کے عنایات
 شانہ کا جو اس رہ خلاق پر ہمیشہ سے
 سایہ نکلن ہے۔ وہ میرے توجہ کو
 متوجہ کر رہے ہیں۔ کہ حضور تیری
 آرزو پوری ہوگی اور شاہ و بجاہ حزانہ خواہ
 عطا پور بھی کو کام فرمائیں گے۔
 لیکن ابھی ابھی پر حضور دربار ہوئے ہیں

شاہ و بجاہ یہ عرضہ شکر نہایت مسرور و محفوظ
 ہوئے اور فوراً جیدار الین و عیالیں کو ملاکی
 پیشوا کی کو بھیجا دیں ملا حضور دربار ہوئے تو
 پہلے عہدہ و منصب پر مورے گئے اور شاہ کجلاہ
 سے یہ باتیں ہوئیں۔
 شاہ و بجاہ۔ کیدوں ملا صاحب یہ تین
 ہیں کہاں لند رہے اچھے نور ہے۔
 ملا۔ قبلہ عالم۔ مغل سے مغل الہ حضور کے
 قدم ہمایوں تسلیم کی حدائی بہت سچی ہوئی
 ورنہ کہ منظر اور مدینہ سے کبھی واپس نہ آتا
 پھر سر۔ دسکر (قبلہ عالم) یہ بھی تھا
 گھر کا نہ کھاتا تھا۔
 ملا۔ پیر و مرشد! یہ کھنٹل ہے سر کھنٹ کی
 کھاتا تھا۔ اس کی مرشدت میں ایذا رسانی
 ہے۔ یہ دیوانہ اس کی گھر والی دیوانی
 ہے۔ ذرا لڑا تو لڑا حفظ ہو پورا ڈھول ہے
 اور خود جسم لہول ہے
 اس زک ٹوک کے بعد ویزنگ ادھر
 ادھر کی باتیں رہیں مگر تھوڑے چارٹر رہے
 شاہ و بجاہ۔ ملا صاحب گرا پ بہت
 چھپی گڑھی ہاندھتے ہیں۔ مگر آج تو چشم بید
 و در بر بر کا عمامہ بھی آپ کی گڑھی سے
 کچھ ہلتا نہیں۔
 چونکہ بر بجاہ رست کو تھوڑی ہی جگہ پہنچا تھا
 ایلے اسپر یہ فخرہ حیرت کیا گیا تھا۔

ملا۔ جعفر نورانی، بھلا ان کی کیا بھاری
 مہمان سے میری کیوں ہونے لگی حب میان
 بیانی دونوں، لکھنا نہ میں ورنہ یہ بچکار
 نامہ کی قدر کیا جانیں البتہ ایندو سے کی
 دریا بہتوں کوغ ہی راتھا۔ شاہ فریاد خوش
 ہی ہو راتھا کہ مولانا ابو الفضل ہی آج بھی
 مولانا۔ دھما کو دیکھ کر آشاہ آپ کہاں
 رنگ پڑے۔

قد عزیمت جانتا ہے۔ جس پر مزدور بوجھ
 اوتھاتے ہیں کیونکہ پہلے اس کا پیشہ ہی
 یہ قہر۔ انصاف حنفی کو دعا ہے۔

جس سے اسے اس دربار میں بار ولادی
 شاہ فریاد۔ کیا خوب۔ بہت ہی اچھی کمی
 پر میری تہذیب احاجات بعد ملاحظہ کی گئی
 باندھنے کا سلیقہ کہاں سے آئے اس کے
 پورے پاندھنے کا البتہ سلیقہ ہے۔

ملا۔ دیکھ کر اپنی اور میری کی گئی اتار
 کہ اور توڑ پھوڑ کے چچا بھٹک کر آ رہی

کیا سے آئے۔ آپ بھی باندھنے میں بھی
 باندھتا ہوں۔ ابھی شاہ فریاد کے
 سامنے ہی ہماری آپ کی تلمی کھلی جاتی ہے
 ملنے آنا مانا میں اپنی پگڑی پہلے بھی
 اچھی باندھ لی مگر میری بچا سے نہ بندہ

سکی اور دھت پڑا کر لیا۔ ابو ملا کی بن
 آئی سوچوں پر تاؤ دیکھنے لگے۔ اا
 بانی گھروالی کو باندھ کر کے مغرب
 جو پکار کر ابھی یہ صبحست ابھی

کہ میری تہذیب مولانا میری چھڑ چھاؤ
 ہو رہی۔ انہی کے سامنے ہی رہے

مولانا۔ پیرو مرشدینے تو یہ بھی دھمکی
 دمی کہ اگر انہ آئیں گے تو انارکلی کے خون
 کے عشر میں آپ ہی جواب دہ ٹھہریں گے

شاہ فریاد۔ اچھا یہ صرف وہی ہی نہیں
 انشا اللہ سامنے آجائیں گے۔
 مولانا مجھے نوشہرہ کے عالم کے تئیں کچھ بھی
 نہیں نظر آتے۔ خدا خیر کرے۔
 شاہ فریاد۔ خود بخود اچھے ہو جائیں گے۔

بگھر گئے کیوں ہو دیکھتے جاؤ۔ شاہ
 اس وقت سخت برہم ہو رہے تھے
 مارے طیش و غضب کے آنکھوں
 سے ہلکیاں اتر رہی تھیں۔

ابوالفضل نے یہ مناسب سمجھا۔ اور
 اس وقت شاہ فریاد کی طبیعت بہلانے
 کی فکر کی۔ مزاجدان تو دعا ہی فوراً
 میر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ابوالفضل
 کا منت مارا گیا۔ اور چپکے اس کے کان
 میں کچھ کہنے لگا۔

شاہ فریاد بھی یہ آپس کی سرگوشیوں
 کی سہی نہیں۔ یہ معاملہ کیا ہے کچھ نہیں
 سمجھتا تو مدغم ہو۔ یہ تمنا خوری چہ معنی

مولانا۔ نہیں حضور کچھ بھی نہیں۔
 صرف میر بر ملا صاحب سے یہ دریافت فرماتے
 ہیں۔ کہ ملا صاحب اپنا بوریا بندھنا
 کہاں چھوڑ آئے یا بیت اللہ شریف کے
 سفر میں کسی نے ان پر چڑھا آئے۔

ملا۔ میں خوب سے تنہا سمیراں پاراں۔
 جلا میں اپنا بوریا بندھنا کہاں چھوڑا

انہیں تو بیل میں دبا لئے ہوں۔ مگر میر
 اپنا تنگستور اور ایک اپنا کھرچا جالی کہاں
 بھول آئے ہیں وقت کے تو آپ صاحب میں کر
 سخت تکلیف ہوتی ہوگی اور بدوں اس کے
 لپا چتے ہو گئے۔

میر۔ واہ ملا صاحب! آپ کے تو ماشا اللہ
 آپ خوب بولتے ہیں ابوالفضل کی
 طرف مخاطب ہو کر ملا صاحب ابکی بہاڑیں
 خوب چرکیں گے۔

ملا۔ خدا کیلئے چھپے نہیں۔ بھلا یہ تو
 فرمایے کہ کرم تو آپ کا کیا آپ نے اور
 چرکوں میں ایسی الٹی لنگا تو نہ بہاڑے۔
 میر۔ اچھا ملا صاحب ایک مسما تو بوجھ
 دیکھیں تو آپ کا دماغ و تھکین تو نہیں
 چات گئی اور کھوپری مبارک کھٹکھٹکی
 تو نہیں ہو گئی۔

مولانا۔ دبیر بر سے) ااں میں
 تو بھول ہی گیا تھا۔ جی تید ملا صاحب
 اب بوجھیں کہ آپ بھی یاد کریں
 دیکھتے کیا ہیں۔ بھڑا تے کیڑی نہیں
 ااں ملا صاحب ذرا لگائے کر در
 ملا۔ اس سے فائدہ ہی کیا۔ ااں
 کچھ دلوائیے۔ تو کیا مضائقہ ہے۔

مولانا۔ اچھا ملا صاحب آپ کا حلوا
 تازہ موجود ہے۔ بگھر گئے نہیں۔

زور تو لگائیے اب بھی میرا ملا صاحب حاضر ہیں
پیر پر دھولا نسی داہ ملا صاحب
تو صافی ہی نہیں میرے ان کی ہمت
ہی نہیں پڑتی۔ آپ خزاہ مخزاہ مار
مار کر ملا صاحب کو مرد میدان بنا رہے
ہیں۔ مٹھیں رہیے ملا صاحب اپنے
سادہ لوح نہیں ہیں۔ کہ آپ کی
پرچک یا بڑھاوے میں آجاوے
حالا۔ دھول کر (سادہ لوح تو آپ میں
بھلا میں کیونکر سادہ لوح ہونے لگا
خیر اگر ہمارے دستور العظم ہی چاہتے
ہیں تو بہم اند فرمائیے۔ اب حل کیا
ہو کہ آپ اور وہ دو توں صاحب
زندگی برباد کریں تو سہی۔

بہی و قرست کا نو امان جاکیں۔
پیر پر بیت اچھا یا رہیں بھی تو دیکھتا
ہوں کہ آپ کے ملا صاحب کہا تک ہیں
لے جو جیسے ملا صاحب
معا
وہ کوئی سر حرنی چیز ہے۔ جرات کھا
وہ منہ سے رال اور آنکھوں سے آنسو بہا
اگر ہم اسکے سر کو پاؤں بنائیے۔
یعنی منقلب کر دیں "جلد" ہو جائے
آپ اگر سر کے پنجے کے دو نقطے اڑا دیں
تو بہم اور خطا ہو جائے
اب اگر اس سر کے پنجے کے اس باقی ایک
نقطہ کو سر کے اوپر لکھ دیں تو ٹوٹنی ہو جائے
اب اگر اس ایک نقطہ کو بھی اڑا دیں
تو مکان ہو جائے۔

حل معا

حالا۔ وہ یہ بھی کوئی سما ہے یہ تو
مکتب کے نوٹروں کا شغل ہے اچھا
آپ بھی کیا کہیں گے ملاحظہ ہو۔
وہ سر حرنی نقطہ مرجع ہے اسے جو
کھائے کائنات سے رال اور آنکھوں سے آنسو
اب اگر اسے منقلب فرمادیں تو چرم ہو
ہو جائیگا چرم جلد کو کہتے ہیں۔
اب اگر آپ سر کے پنجے کے دو نقطے تو زنا
جائیے تو چرم اور حرم جسم کے سنی جسم اور

پیر پر۔ وہ ملا صاحب آخر ملا ہی ہو
آگئے مولانا کے فقروں میں دھولانا
کی طرف متوجہ ہو کر (وہ مولانا فانتا
ہوں۔ آخر ملا بیچارے کو شیشہ میں
آتا ہی لیا۔
مولانا دیر برے داہ آپ تو ناحق
ملا صاحب کو غصہ دلا رہے ہیں آپ
اپنی پسلی کھجور پئے تو سہی تو صاحب
کیسا بڑا جھوٹے ہیں کہ آپ کے
بھی دانت کٹکے ہو جائیں اور اب بھی
ملا صاحب کی طباعی دھوکا دت وزدو

اور خطا کے ہیں۔

اب اگر آپ اس ایک نقطہ کو سخت سے ہاں کر دیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم خوشی کو کہتے ہیں۔

اب اگر آپ یہ نقطہ بھی نکل جائیں تو ج سے خ ہو کر خرم ہو جائیگا خرم اسے کہتے ہیں جس میں اپنی گھر بسی رہتی ہیں

ان بدستہ بنیوں سے شاہ و بچاہ کا ملاں کچھ کم ہوا اور حلیت ایک گونہ ٹھہری آخروں اور بار برخواست فرما کر داخل میں ہوئے مگر

یہاں بھی شہزادے کی حاش نے رگ جان کے ساتھ نشتر کا کام کرنا شروع کیا جب مزاج مبارک میں سبت ہی پر گندہ ہوا تو ہم

مولانا ابوالفضل کو بلا بھیجا۔ اور اسے یہ گفتگو کی شاہ و بچاہ۔ و حلیت اکیس کو کرنے کی غرض سے کہنے مولانا آج تو ملے آپ دونوں

صاحب کو ذک دی۔ بھئی کیا عمدگی سے معاملہ کیا۔ کہ حلیت پھر ک پھر ک گئی۔ آہو آپ کو کو نکو ملا کا لو امانا چڑے گا

میلہ یہ لو کو کھما کہاں سے نافقہ آگیا تھا۔ مولانا۔ پیر و مرشد فاضل کی تفصیلت کا

مکمل کی کیا سبت ماشا ہی پڑتی ہے میلہ ملا کی تفصیلت، وکالیٹ کا کون ہے۔ جو قابل نہیں ہے یہ مہما تیرہ برسے کسی دوست نے صل کر نیکی غرض سے بھیجا تھا

مگر نا جو کوئی دن غور و خوض کرنے کے بھی صل نہیں تھا۔ جسے ملا نے پکی بجائے صل کر دیا۔ شاہ و بچاہ۔ صل کیا اور سبت ہی عمدہ طور سے صل کیا۔

مولانا۔ اس میں کیا شک ہے شاہ و بچاہ۔ بیٹے آپ کو اس وقت ایسے تکلیف دی ہے کہ شامہ راہ سلیم نے بوناک میں دم کر رکھا ہے اسکا

کیا انتظام کیا جائے۔ شاہ و بچاہ۔ جو کچھ شاہ شریا چاہ کے صل

ادس میں آئے دی انسب و امن ہے شاہ و بچاہ۔ میرے ذہن میں ایک تیرہ تیرہ سبت ہے کیونکہ یہ تیرہ کسی قسم کے شور و غل دھجکڑا نسا کے انجام پا جائیگا۔

مولانا۔ مگر میری رائے تو یہ ہے کہ ذرا انارکلی کے عذر بھی من لئے جائیں۔

شاہ و بچاہ۔ کیا اب بھی آپ کو اس میں کچھ شک ہے کہ وہ ان بدستہ لیر کی ملوث ہے۔

مولانا۔ نہیں میں تو یہ نہیں کہتا۔ کیونکہ شہزادہ عالم کی و تمام تیرہ (اشتقاقی نام) موجود ہے مگر ممکن ہے کہ وہ اپنی جان کے خوف سے اس حیان بیوا لغت سے

باز آ جائے اور وہ کسی اور سے نکاح کر لیتے کو راہنی ہو جائے۔ اور یہ غرض بھی کہ سہرہ کی

کھین بر عاید نہ ہو
شاہ ذبیحہ آپ کی رائے تو مناسب ہے
مگر جب وہ اسے فطرت بھی کہے -

مولانا چھوڑ دیجئے یہی نہ لیا جائے ہمیں حضور انور
کا مریج ہی کیا ہے
شاہ ذبیحہ بہت چچا سم آج ہی انارکلی سے دیا لائے
پتے میں دیکھیں وہ کیا پڑا رہی ہے -
مولانا اہاں اب طور اتنا کہ یہ مجھ سے بھی رنج ہو جائے
شاہ داراجا مولانا کو رحمت فرما کر
پھر عکات شاہی میں واپس نشرینا لیکھے
اور انارکلی کو شش محل میں لائے کا حکم
صاف فرمایا - وہ فوراً وہاں حاضر ہو گئی
اسکے بندہ شاہ ذبیحہ بھی وہیں رونق
افروز ہوئے -

شیش محل کی اندرونی دیواروں میں
جہاں شاہ ذبیحہ بھیٹا کرتے تھے وہاں
بھائے انیسوں کے بڑے بڑے شیشے
لگائے گئے تھے -

انارکلی کی حالت اس وقت قابل رحم ہی
نہیں تھی بلکہ واجب الرحم تھی اسکا محل
گول چہرہ غم و اندھ کی جو نگاہیں کر رہی تھیں
ان کی نگاہوں سے نہ دیکھ سکتے تھے نہ بھول سکتے تھے

ستہ تار بستر ہو گئی تھی سہ سطرے
ہوا میں چھوڑ دی گئی تھی یہاں تک جو فضا
نہ پاسے چھوڑ سکتا تھا ہی چھائے اس سرکار

آہ! یہ غریب و ید نصیب بہ پارہ چرخ حسن کی
تازہ منضم لڑکی محبت و الفت کے سنگلاخ
میدانوں اور بکزاروں میں بھوکروں پر بھوکریں

کھا رہی ہے یہ وہی وہی ہے جس کا ہمارا ہی ہے سینہ کا
بھول بھول ہے۔ مگر غنارہ ہے دماغ مہنوں
ہو رہا ہے۔ جبر و تکسب کی پونجی غارت
ہو چکی ہے خجرت پڑنا سا زمانہ وہ دسارت
فلک در پے آزار و رومہ و دوغور آزار
استقر رصیتیں ایک نادان و ناکردہ گناہ پر
کیوں بھٹ پڑیں۔ اسکا جواب کیا کہ سبب مجھے
عشق و فطرتے الفت کی پاداش ہے

شاہ ذبیحہ ایک حاضرت کرسی پر
مستکین میں۔ اور مجرم عشق انارکلی دست
بستہ ہاتھ جانتے ہیں انکوں سے شک

خونی ردا میں دل و جگر پلوں میں تپاں ہیں
جرم عشق کا مجرم اپنے جرم کا تباہی ہے
یہ بھی ہمارے شاہی مائے مہ کی بلند خیالی ہے
ورنہ جرم کا مقرر ہوا محال ہے۔ مگر اسے
صدق و صفا کا ہر دم خیال ہے -

شاہ ذبیحہ - سنوئی لکڑی اگر تم اپنی جان
کی خیر خواہی چاہتی ہو تو یہ رکنا دلور میری ہمت
پر عمل کرو۔ ورنہ اپنا گناہ بھول گئی - اور میں
بسی طرح پیش آؤں گا

انارکلی - کھینستنا اور کھیم - بدبختی
شمس النساء کھیم اور شمس طابع انارکلی کب

اور جازوں کہاں۔ یہاں تو اس موڑ ہی
 ابو الفضل کا وہ خدشہ ہے کہ چین ہی نہیں
 چھینے دیتا۔ چنانچہ یہاں سے جا کر ابابکر علیہ السلام کی بات ہو گئی۔
 کو کیا کیا پچی پچائی چوکی آپ صاحبزادہ کا کیا
 لکھ رہے ہیں۔ کیا یہ اس وقت نہ دیکھ گیا۔
 علیہ السلام کی وہ ایک بڑا ہی
 چتا ہوا آدمی ہے اس لئے تو
 قبلہ و کعبہ سے ایک کے دس دس لگائے گئے یہ تمام مصیبتیں چینی جاتی ہیں۔ اس
 ہونے لگا۔ اس بعد باطن سے بچائے
 خواجہ محمود۔ کیا آپ بدولت اجازت
 شاہ ذبیحہ کے چلے جائیں گے۔ یہ بڑا ایک
 یہ بالکل نامناسب ہے
 ہزاروں۔ چینی تو ہی چاہتا ہے کہ اس
 نہیں منہ ہی لگے کھائیں۔ اور چپکے چپکے
 چاندی کے قلعہ ہو کر یہ بڑا اور
 خواجہ محمود۔ اچھی صورت کہیں ایسا
 خدشہ ہے۔ یہ کہیں لگا۔ ورنہ ہمیں تو قیامت
 ہی آجائے گی۔ کیا قبلہ و کعبہ کی مطلوب
 (تشریح کی چیزیں۔ اس کے قلعہ لفظ
 وہ دور بھی کہ کنگھو جانشین کے اور دشمنوں
 کو اور بھی اس قدر احمق آدھا لگتا ہے۔
 شاہزادہ۔ اب اس خدشہ سے ڈرنا ہی چاہئے
 یہی کہاں کہاں کی خاک کا چھوڑا لگتا ہے۔
 خواجہ محمود۔ یہ تو بڑا ہی (اس سے کہیں
 سا اور وہ پیشہ گوئی ہے۔ مگر اس شہر کا

پسکہ شاہ ذبیحہ سے اجازت حاصل کر لیا
 ورنہ ہی ذبیحہ اور چھینک کی بات ہو گئی۔
 کب تک وہاں کی کاروائی ہے۔
 شہر لوہے میں تو بھی تیار ہوں۔ کیونکہ
 مجھے کچھ لگاؤ نہ تھا۔ وہی ہے نقطہ آپ
 صاحبزادہ کی وہ ہے۔
 خواجہ محمود۔ وہاں یہ تو فرمائیے کہ بچے
 لگے یہ تمام مصیبتیں چینی جاتی ہیں۔ اس
 کی خبر فرستیں کہ کنگھو ہوتی رہی۔ اور
 اس سے بھی اجازت لے لی یا اس سے
 مت چھپا کہ چلے پئے کا ارادہ ہے۔ اگر
 ایسا کیونکہ تو وہ بیماری اس کے بھی ہوں کیا
 کیگی۔ اور آپ کیا سمجھتی۔
 شہزادہ۔ اس سے تو اجازت
 لیلی ہے۔ عجب بادشاہ کی ہرگز نہیں
 قدم اٹھا سکتا ہوں۔ اسکی ضرورت ہے
 کی بھی کچھ تدبیر ہو ہی جائیگی۔
 شہزادہ۔ پھر آپ یہاں سے جاتے ہی
 یوں ہیں یہیں نہ ٹھہرے۔ کیا یہ
 کی سیدائی کا اور وہ نہ ان کا پڑے اور وہ یہ
 عیال ہی علیہم ہوتی ہے۔
 شہزادہ۔ اتنی محنت اقلیہ و کعبہ کی
 ہزاروں آنکھیں ابو الفضل کی جو تڑپ
 ہمارے دل کے حصہ فراق و ولہاء کے
 ہمارے دل ہی نہیں۔ ہمارے دل کی

دو بھر حیاتِ بخلان ہو رہی ہے۔ پھر یہاں رہ کر سوائے جان دینے اور ہربے کے اور کیا چاہا دیکھ کر خاک رہ گیا۔

ہے ترجمہ سے نہیں ہو سکتا کہ حیرانہ یوسف زندان میں رہے اور میں فقیر ہوا فقیر سے فقیر سے

منہ نکا کروں مبادا وہ اپنے جی میں کیا کہی کہ میں تو حضرت کے لئے قیدِ جیلوں اور حفر

کو جرتک رہا۔ کیونکہ اسے میرے دلی کیفیت کی کیا خبر ہے ایسے بہتر ہے کہ اس وقت

یہاں تل جابلے شایر میرے چپے جا نیسے دیا کا غصہ رنج ہو جائے۔ اور وہ زندانی قید سے رہائی پا جاوے۔

مریدِ مر خدا یاب ہی کرے خواجہ محمود۔ اچھا اب جا کر شاہِ فریاد سے آجائز خواہ ہو چیلے۔ دیکھئے تو

ہو کی فرماتے ہیں۔ ہماری تیار ہی میں دیدہ ہی کیا ہے۔ ہمیں تو پاس کتاب ہی سمجھے۔

شہزادہ اچھا کہہ کر سیدِ وقت شاہ ذی عباد کی خدمت سے میں آجائز کے لئے روانہ ہوا۔

اسے یہ وہ وقت ملا کہ جیت نکلا۔ بکیر شاہ (جس کا نام غریب ناما کی)

رہنیت میں رہا تھا) کو شہزادہ کی خدمت میں لے کر گیا۔ وہاں سے اسے ایک

عشقِ محبت ملی۔ وہاں سے وہ بھی اپنی کہنہ آواز سے نکلا۔

میں نے اسے دیکھا۔ وہاں سے اسے ایک

دل کو پہلو میں لئے ہوئے پہنچا اور یہ حالت

اسے اور بھر سے ہوئے عاشق و مشتاق

ہزاروں کر سنا۔ چھیلے کہ کب کس حالت

میں ہے کہ جسے دیکھ کر کلید منہ کو آ

جاتا ہے۔ اب خدا دشمن سے دشمن

کو بھی ایسی حالت نہ دکھائے کر

یہ دونوں مجرم ہیں۔ اور اپنے جج کے

اس منہ کے منظر میں کہ جو انکے حق میں

ہرگز نہیں۔ مگر انکا حضور دل اس جا پر بھی

نہیں مانتا اور ایک دوسرے کو لکھنے کی گھر رہی

لینا ہے جس کبھی نکلا چو شکستہ ہو جا لے

کسی مضمون پر وہ آخر وہاں طالبِ طلبہ پر

شاہ و بچا۔ کیا آپ کو مجھ تک ایسی فرصت ملے گی جو میں نے کبھی نہ مل سکتی تھی۔
 ان کی گھڑوں کو سمجھا ہوں جو آپ اور آپ کے
 ان کی گھڑوں کو سمجھا ہوں جو آپ اور آپ کے
 کے نافر میں ہے۔

ابھی حضرت مجھ سے نہ اڑا۔ یہ ہے۔ یہ ہے۔
 اس وقت آپ کا فرج ملے گی یہ ہے۔ یہ ہے۔
 مقدس کیسی ہے۔
 شاہ و بچا۔ ذرا دیدہ ہو گا۔ اس وقت کیا
 دیا گیا ہے جس کی بے ہوش کا دور ہو گا اور دل کا کیا
 کی ناسازی سے بہت بھاری اور مقدس کیسی ہے۔
 اور درسا۔ ان کی عدلی کا معاملہ اور اتفاق پر

اب شاہ و بچا۔ مجرم الفت کی طرف
 شاہ و بچا۔ کیوں صاحب صاحب کی
 شاہ و بچا۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔

شاہ و بچا۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔
 شاہ و بچا۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔
 شاہ و بچا۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔

شاہ و بچا۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔
 شاہ و بچا۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔
 شاہ و بچا۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔ دیکھو۔

کی کیوں یہوں ہاں حضور کو میری جان پر پورے
 اختیار ہے وہ حضور کے رو پر میرے جوتے
 جو چاہے کچھ بھی عذر نہیں کرے
 ساتھ میں اپنے دل پر زیادہ خبر نہیں کر سکتی
 شاہ فریادہ دہنزد سے تیرا سلیم
 پٹنے نہایت کہ آپ کو اس سے تعزیت
 سے انکار ہے اور یہ ایسا کلمہ ہے
 کیا حال سے

شہزادہ حضور اور اول سے آخر تک
 اس کے اپنی طرف سے میرا نہیں لیا
 پھر حضور نے مجھ سے کئی بار استفسار
 فرمایا جب قبیلہ عالم خود ہی الیا فرماتے
 ہیں اور اسکی نماز شکر جو میں کھڑا ہوں
 ہوں میری ہی طرف منسوب ہوتی
 ہے تو ہر جہی شرم کی بات ہے کہ وہ
 تو میرے لئے اپنی جان تک مرنے کی طاقت
 میں ڈالے انکار نہ کرے اور میں انکار کر
 ہاؤں۔ قبیلہ عالم جبکہ اس سے کہتے
 اپنی معنی عاشق ہے اور یہ ہے اپنا دل اور
 جان اسے اور عشق اپنا دل دھاوا ہے
 دیدیا ہے۔ اب انکار کرنا بالکل نامرئی
 دہر دی ہے۔

پیرھواں باب

مال کی دانتا

میرا دھار دھار ہے نہ نہیں نہیں ہے
 ہم جو ایک حرم کہتے کہ نہ رات کے
 اس کے منے ہوئے ایک شہزادہ عریف
 سنا دیا کہ لکھنوی میں چھپا ہے
 اب دیکھو کہ کیا کرے پتہ پتہ پر حکومت
 کے نام میں دہنزد کی جوتی اور کیا شہزادہ
 کے دہنزد کی جوتی اور کیا شہزادہ
 اس کو دلی شادی کو توں سے نہ فرماؤں آنا ہے

شایانہ تاجی اور خنوار تاجی جو دریا میں بہاؤ کر رہے ہیں یہ نکتہ کی بول بھی مل
 تشر کا کام کر رہے ہیں یہ نکتہ کی بول بھی مل
 یہ سوج رہا ہے
 اے اگڑ میں ایسا حانتی - کہ اسی نامراد
 اکبر باد میں آکر تباہی دلیل میں پہنکر یوں
 ہر باد و ہرجا ہو گئی - تو اس جاہ و شوکت اور اس
 دولت و شوکت کو آگ لگائی - کیسی بھرے
 سے بھی اس طرف کا رخ نہ کرتی -
 اے یہ دہی اگڑ ہے جس میں دولت
 عید را کرتی تھی - یا اب یہ دہی گھر
 ہے - جس میں کوئی چراغ کے جلا میڑا
 بھی نہ رہا - شرم میں کے دامن سے
 وابستہ تھی - اور اسے نہیں کاڑھتی رہی
 ہی ایک لڑکی جو میرے دل کی راحت
 روح کی فرحت جان کی آرام حلقہ چلیں
 اور تمام عمر کی پوچھتی تھی - اس کی
 یہ کیفیت ہوئی - جو دیکھی نہیں جاتی -
 اے میری بچی کس ناز و نعم سے پرورش
 پائی تھی کہ وہاں سے پائی گئی تھی
 جیسے قید و بند سے بھی ایک قید و بند
 نازک نہ تھی - وہ تیری تھی - اس پر تیرے
 گنجستہ نے سوئے پر پہلے یا میرے پر
 بھاد سے نا کام کیا - اب تیری بچی تیری
 ہی نہ رہا - اور چھوٹے سے کہہ گئی تھی
 ہی نہ رہا - اور چھوٹے سے کہہ گئی تھی

ہوتا نظر نہیں آتا بلکہ ہر روز بڑبڑاتا
 ہے نہیں معلوم شاہ فریاد کو خضر صیت نامہ
 ہی و بعض الہی گوں پیدا ہو گئی ہے میری
 لعل کی گئی کی جان کے دشمن ہو گئے اے یہ
 کھٹے اس سیر میں بخت کے پورے ہو گئے
 دروازہ و لاری کچی کھیجے افسہ و ہر کر
 پڑتا - نہ غماز نگاروں کو غمازی کا سر ق
 ملتا - نہ میر کا کدوئی بچی پر یہ آفت
 اور یہ مصیبت پڑتی -
 اے اب سلیم بخت سے بھی کچھ
 کرتے دہرتے نہیں بن پڑتی اب تراپی
 جان بچا کر دی میں جا بیٹھا یہاں میرے
 لخت جگر اور نظر پرنت نئی بلا آتی ہے
 جسے جھیلے جھیلے میری پیاری بچی کو
 قریب ہو گئی مجھ سے تو روز و رز کی آفت
 نہیں دیکھی جاتی - اب تو مجھے موت ہی
 آجاتی تو میری روح دس صدہ روحانی
 سے بچ جاتی - مگر میرے پر بھی بیخبر قریب
 نہ لگے گی نہ چین ہی آئے گا - کیونکہ جب
 ایک میری بچی تیرے کی مصیبت سے غماز
 نہ پائی - میری روح کھ میں کھڑا کر آدم
 دھین سے کہہ گئی ہے -
 اے کھڑا کر کہہ گئی ہیں تو کہیں کی
 نہ رہی اس ناز و کیرا د میں مجھے تو اچھا
 دیا - اب سٹیج سے کہہ گئی ہے کہ شاہ فریاد میری

فرقتِ خدمت پہنچی کو سلیم کھوج گئے سے جدا
 کر لیں غرض سے لہر کر پٹن لہا نیا ہے میں
 نہیں موم ماں پر سی بھولی بھالی بھاٹی لکھا تھ
 لیا لک کر لکے اور کھڑے پیش آئیں گے۔
 ناظرین! آپ خود ہی سمجھ گئے ہر گئے کیہ
 مفید کرن سے یہ ہماری ہیر مین نارنگی
 کی ننگ جلی ماں اور درج میں لنگ کی بڑھ
 جانی سہہ جواس وقت اپنے تمام مکان کی
 ایک کو مقرر می میں تنہا چٹھا ہوا جگر غرض
 حیلالت کی زیر شوق ہورہی ہے یہ دیکھئے اسے
 کس کرنا تو تاج و درہر ہر خدا کرتی اور چہر
 ہی ونگار خیالات میں مبتلا ہوئی۔
 اے شاہ ذبیحہ کہ لکھی میری مہم پہنچی
 پرچم نہیں آتی دیکھ وہ سلیم مژدہ کا
 کو بردستی پڑتی ہستی تھی اپنے بد چین
 لے لے کو تو رکھتے نہیں تیرے غریب و کھیا
 دیکھ کر سلطنت شاہی تھی چھری سے
 فرج کر ہے میں۔ اگر انہیں وقت ہے
 تو میری کھیا تیرے بدین تا میرا است
 پیکر کسی اور طرف نکلے گاں نہ دے سرتی اور نہ
 انکا انوکھا لکھا اس کی محبت میں
 طراپ و خدمت ہوگا۔ دیکھ وہ دن کسکے بد سے
 میں میری کل جانی دار و ملاکے صفت کرے
 میں ہیکے بد لکے کر لکھا ونگی مصلحت تیرے
 کہ لکھا سو ناخو و نہی لکھا تا ہم پر تیرے حال کر
 نادر علی کا دوش شکستے میں۔ اور میرے بکس میری
 کی تہ سے بھی نہیں تو رہے میں اسے قضا دی جا
 بترس آراہ مظلوم کہ ہنگام دعا کر و
 اجا بہتہ از ورتی ہر متقیال سے آید
 اسے۔ مجھ ننگ جلی کی فریاد کرن اسنے اور کر و
 فریاد میری کرے عاٹے ناشاد کہ آئیو مجھے ہیرا
 لکھ لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا
 دولت و صلحت مکان را ملاک میں آگے لکھا جاتی
 اور یہ ننگ سے خاک خاک سیاہ ہیر جاتے ہیں تو
 تیرے بھی ذرا مریخ تعلق نہ نہوا۔ لکھ میری
 نازک اندام تیرا نیا میرا فادر پرچم میرے
 حیدر اسے نہوا۔ اگر چٹھا چٹھا لکھا لکھا لکھا لکھا
 جھین لکھا فواد تیرے لکھی لکھی لکھا لکھا لکھا
 سے لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی
 جانی۔ اگر چٹھا لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی
 لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا
 میں خدا کی اور نگاہ میں لکھا لکھا لکھا لکھا
 کرو کر و لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی
 و شکتی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی
 لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا
 کیا کہ خدا کی پناہ یہ وی نہیں لکھا لکھا لکھا
 لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی
 لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا
 و شکتی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی
 لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا لکھا
 لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی

ان اف مبار سے تہذوہ عالم کو پہنچانے ہی نہیں
 جاتے عشق ظالم نے بالکل ہی گھلا ڈالا نہ وہ جس
 نہ وہ چہاں ہے نہ وہ رعنائی ہے نہ وہ بالکل نہیں
 رخ ٹکڑوں رنج و غم سے زعفران کا خشک پتہ ہو گیا
 لہریا لہر رگلں سا جہم سو کہہ کر کا نام ہو گیا رورہ
 کروں تمام تمام پتے میں جھگڑا کی میں تپش خیز
 سے کام پتے میں سجان غمدا ہی ہے روح تپا
 میں گھبراہی ہے نہ اٹھتے چہیں نہ بیٹھتے
 آرام ہے۔ خراب و خور حرام ہے۔ بیٹھتے
 بیٹھے کراتے ہیں۔ غم ووری و رنج مجھوری
 ستائے ہیں۔ عیش و عشرت سے لڑنا
 ہے۔ فریاد و فغان سے رعبت ہے۔
 سیر و شکار کے نام سے جی گھبراتا ہے کیوں
 چوکان کا کھیل تک خیال آتا ہے۔ صبت
 حباب باز حاضر ہوتی ہے زم نشاط و دل
 کی بار بار ہوتی ہے دن بھر بھڑکی رات
 بھرا ختر شماری ہر ساعت اضطراب و اضطراب
 میں ہر لمحہ بیچ و تاب ہے۔ نہ کبھی سنتے
 میں باہار سرد ہوتے ہیں آہ و زاری مولس و
 مخمور میں۔ المہ و بکا جہیں دیار میں صنی
 ذوق نے گھلا گھلا کر چور کر دیا۔ آتش
 اشتیاق کے جلا جلا کر چھوڑ کر دیا۔ لب پر
 فغان رہتی ہے۔ اور ہمارے حرا چہ حضرت
 سطر سطر تھری کی یہ غزل بن باں رہتی ہے
 مظلوم

بدھیٹا رہتا ہوں میں دل بے قصہ رکھ کر آجکل
 دروہا کھٹا کھٹا کر لیتا ہے مضطر آجکل
 قہج کے کپڑے پہرتے ہیں خنجر آجکل
 کیسے قدر پر جسم میں المہ اکبر آجکل
 لہریا رستہ تباہ کیا رہے ہیں ہر خلش
 ہر گھڑی دل میں کھٹک جاتا ہے اشتراک
 کیا اثر باقی نہیں یا رب ہماری آہ میں
 کر لیا بت کے دل پتھر جو اپنا آجکل
 نوح کا ناز خان اس عالم میں پھر پیدا ہوا
 بی طرح اُتک میں میرے دیدہ آجکل
 آپ قرا سے حضرت دل کا بیٹھتا ہے آپ میں
 انکھی تر پائے کچھ حال نہ کھٹک آجکل
 عقاب تہم خورشید پھر تہم خورشید لہجہ میں
 ہوں میط خورشید بیان اس بندہ پر دنا
 دن رات طال رہتا ہے روز و شب میں
 رہتا ہے کدائے جب سے دلی آواز اس
 قبلاتے معیت داسیر از میت کی کچھ خبر
 ملی نہ کوئی خط آیا نہ کوئی حال ہی آجکل
 جہنم میں آرم جات کا کیا حال ہے
 اور اس کے دل الفت منزل کیا کیا حال
 ہے اے بیٹھے آواز پناہ دے ہی آجکل
 وفا نہ کیا۔ ایک خط بھی نہ لکھا۔ والہ عالم
 وہ اپنے دل میں کیا اپنی ہر گئی میرے
 حوصلہ کے ٹکڑے ہتھکڑے ہتھکڑے ہتھکڑے
 ہر گئی اپنے دل میں کیا اپنی ہر گئی میرے

بی نہیں لیتے بار بار منظر ہو کر منہ کو چلے آئے
 میں جہاں سینہ میں پیچھا رہے روح غالب میں
 اشد کیا رہے بیماری فراں مرض اشتیاق و سوز
 ہو رہے ہیں بخار و دہری خش و بھوری تیر فکر
 دوڑ رہے ہیں یہ غبار غنم و طور و جہاں کھل کر
 میں غم یا دلم و لدا و طوق و زنجیر میں نہرا جاتا ہوں
 صبر لکھ چاہتا ہوں کچھ سے کام لوں مگر ہوس
 نہیں سکتا۔ آنت و صحت میں مبتلا ہوں
 کھیل مٹا دیتے عیش و عشرت سے نظر ہوں خواہ
 و چین و آرام سے کوسوں دور ہوں ہر طرح مجبور کیا
 ہر طرح مزد و شہ و در و دل سے تیار ہوں
 یاد جہان میں سیلاب ہوں۔ مچھل رہا
 چھبی جاتی ہے پہلو میں جگر میں دلیں سنبھلیں
 تیری یاد اے سنگتراک پہلو نشین نکلی
 خواجہ محمود یہ صبح مارا سقد رخصت ہو گیا
 کاٹ نہ ہو جانا چاہیے جرات و مہمت کو
 منسل کر دینا فطرت مردانہ سے بالکل بید
 ہے میں خوب جانتا ہوں کہ آپکا دل آپکے
 اختیار سے اور حکم سے اقتدار سے ہمارا نکل گیا
 مگر میری جہاں تک ممکن ہو ہمارا نہ ہونا چاہیے
 شہزادہ۔ بجائی جہاں بہ تو میں بھی خوب
 سمجھتا ہوں۔ مگر صبر میرا کچھ اختیار بھی
 چلے مجھے تو تیرے بار سے بالکل کھاسی کر دیا
 اور عشق نے کہیں کہانہ دکھا۔ مسد غالب
 فتنہ رہے غلام اکبر۔ اکبر مارا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کلاس کے
 انڈیا میں رہ کر سی و ولولہ آتا ہے کہ
 مجھ سے پرقت اپنے ہی میں گین
 کہتی ہوگی کہ وہ شخص بھی کہتا ہے ہوا لپا یا ادا
 یہ تھکتا ہے کہ وہی جاکر کچھ خیر تک نہ ملی۔
 اے جب سے یہاں آیا نہ کوئی خیر ہی
 کہہ سکتا نہ کچھ خیریت ہی وریاقت ہوتی
 حالانکہ نہ کہتا بہت کا وعدہ تھا مگر مجبور رہی تو
 یہ سہہ کہ کہ نہ نظر نہ کہوں۔
 قاصد سے نہ جاتے نہ نہر غم نامہ میر
 قبلہ کہہ کے خوف سے کوئی بھی اسکی ہمت
 ہی نہیں دیتا کہ خط لکھا گیا جو اسے لاسے
 زین و آسمان دو دست احباب اپنے ہر گناہ
 صبر خواں کے پیاسے نظر آتے ہیں ایک آ
 میں حیات زار و دل بہتر رہتا ہے۔ میں
 صبر جہاں یعقوب مال آنکھ نہ نہیں تھکا ہو گیا
 اپنے دوست کی کہاں سے میں جبر سپر کر گیا
 خواجہ محمود۔ اگر خدہ کدیت نامہ یا ہر
 ہی کیلئے یہ اضطراب سے لڑ سکا نظام
 کتا بہ مگر مشکل تیر ہے کہ وہاں پہرے چوکی
 کا سبب نظام ہے کہ فرشتہ بھی رہیں بار
 کتا بہ انسان اپنا رہے کہ حقیقت ہے ہی کیا
 ہے مالک ایسی حالت میں فطرت کا نظام
 ہی کیا جاسکے تو آپکی ہر بات ایک ایک
 سمجھتے ہوئے اور یاد رکھتے ہیں

نہنہ زود۔ بجائی جان میںے بنا ہے۔ کہ
قبلہ و کعبہ اسے لاہور لہجائے والے میں
مگر انکی زبان یا فاشا کچھ معلوم نہیں ہو سکتا ہے
کہ وہ کس ارادے سے اسے حال بچائے
میں کیا ہم سے جدا کر نیکی عرض سے اگر
ایسا ہے تو خیر ورنہ خدا انکو ہمتہ انہوں نے
اسکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی تو میری زندگی

سچو خانہ لگا۔ حضور لگا۔ سچو خانہ لگا۔ سچو خانہ لگا۔
یہ پتہ حضور لگا۔ کہ اب جان اس ماہ کنکناں کو
لاہور بچا دینا کیوں غرض سے کہتے ہیں اور انکا ہمتہ
مذا تو بہت اچھا لکھ رہی تھی۔ ہوتے
اور شہزادہ پھر انکی بغیر اریوں اور آہ ناریوں
میں مبتلا ہو اچھا لکھ رہی تھی۔ ہوتے
حال رہتا تھا۔

چلے جاتے تھے رات دن آنسو
دیدہ تھی خطرہ جاری تھی

پندرہواں باب

نورالانعم

اقرار و فاسو نہیں سکتا ہے فراموش ہم
جان دے دیتے میں کیا یاد کرو گئے
حمومت ابو الفضل نے شہداء دیہا گئے
موجودہ و مقننہ رہنیں ملک کی بلکہ جس
موجودہ و مقننہ رہنیں بی کی تجنیزہ کفین سے
فرغت ہو نیکی روپوش کی اسیدقت شہا
عالم بناد۔ کے حکم سے لاہور فرمایا کہ کل صبح
ہم سے (نارنگی) کے لاہور کو روانہ ہوئے
تم یہ آج ہی تمام اہل دیوار کو اظہار خود
حکم پاتے ہی تمام اہل دیوار میں سیف
میں اعلان کرویا صبح ہوئے ہی شہا دیہا

بھی خیر نظر نہیں آتی اور یقین میں بھی
اپنی جان اپنے دلدار پر قربان کر دینا
خدا کیلئے ہم اسے دریافت کر داور خفیہ آدمی
مقرر کر تاکہ وہ لکھ لکھ کی خبریاں پہنچائیں
خواجه محمود۔ بہت تیرہ اشتہام تو میں
کئے لیتا ہوں، خدا کیلئے آپ اپنے کو
سمجھا لئے اور اپنے دل کو دھار میں دیکھے
ورنہ اگر نصیب دشمنان اس سے غی و افسا
سے اپنی طبیعت کچھنا ساز ہو گئی۔ تو
قیامت ہی ہو جائیگی۔ اور پھر الفت و محبت
ایک ہی کام نہ آئیگی۔

نہنہ زود۔ خیر مجھ سے جیسا تک ہو سکتا
آپ کے حکم کی تعمیل میں سعی بلیغ کر دینا
مگر جب کثرت دل مانے بھی۔ اور حال
بچا دینا کہ اسے اسکی بھی یہ حالت ہو رہی
نہنہ زود کے رخصت میں ہے تنہا یہ دل
نہنہ زود کے رخصت میں ہے تنہا یہ دل
خیر میں جیسا کہ ممکن ہو گا دل کو بچا دینا

مع خدم و ادا اعلیٰ لاہور کو روانہ ہوئے اور ہاٹے کرنے منازل و مراحل لاہور پہنچ گئے۔ اسے اے گردوں اور نائے اسے چرخ و گولہ پیچھے نہ بھٹکان، الفت و فریفتگان محبت سے کیوں ایسی دلی عادت و قیسی عتاب ہے کہ جس تو ان بیچاروں کے در پہے انداز رہتا ہے اور اپنے انقلاب کی انجی مچھتی ہے انہیں فریج کر نکالنا گردان تیار رہتا ہے۔

الدر سے ترے انقلاب افرہ کیسی ظالم اور چوٹ کا دینے والی چیز ہے کہ جس نے اپنی گردش میں لاکھ اچھے اچھے کو نفاذ بڑے بڑے کو برا کر دیا کیسی کی عسرت خاک میں ملانی کیسی عسرت میں آگے لگانی کیسی کوتاہ کیا کسی کو خاک میاں کیا جسے دیکھا ترے اعتراف نالاں جبری کرتوتوں کے کیا ہی دیکھا بیچی چرے ہنسنے لعل اور تیرے ہی چالوں کی قیامت افزائی و آفت عظمیٰ تھی کہ جس نے انارکلی سے نازک و بیم اندام کو زنجیر محبت پائی زنجیر حیدر المم میں حیدر کیا آہ انارکلی حجب نادہ بگیم مٹی۔ آہ اس آت بان شکرست و شادان سے

ایروں کی طرح پاکیزہ زنجیر واپس لگائی آہ اپنے دل و جان مال و فتنہ کی ہر چیز کو حسرت و یاس کی نگاہ سے دیکھ کر کھینک کر آگے نہیں آ سکتی لگتی ہے دل اغتر اند آتا ہے کلچر رشک رنگ افق ہوا جاتا ہے درد و دیوانہ کو درد و سر پہی کا نا امید و نامرادی کی حالت میں سکھنے میں لپٹا لپٹا کر یہ کہتی ہے

بر باد کی اڑا اسکے میری خاک حطرح یار بار بار نہیں صبا کی ہی مٹی خراب ہو شہر کے باہر حبيب کی طرف شاہی کیمپ اترا ہوا ہے۔ اور ایک مصرعی خیمے میں بد نصیب مرگ قریب بکس رہے بس انارکلی اپنی محبت پر آئندوں سے طنز جگمگ رہا رہی ہے۔

آدھی رات کا وقت ہے۔ ملک بیلے اپنی سیاہ نعشیں بکھر کر پھیرے تخت، اترو بی پر بڑے کرد فرستے جیلرہ افروز ہوئی۔ تار سے ہر الزار و جھنگو اور لہاس پہنے دست لبتہ جھنوری میں کھڑے ہیں اور ماتھا ب کے صاف زربار نہ ہونے کی شکایتیں ہو رہی ہیں۔ گھٹا ٹوپ اندر بھرا کالی دروہی پہنے ہوئے چوکیدار کھڑے

مصر و حجاب سے آدھی رات کا وقت ہے بے بازو دلیا سناٹے کا عالم ہے نہ میراں

کبھی خیال یا رستہ شکوہ ہے کبھی آہ ہے کبھی
یہ شعر پیش نگاہ ہے

مولن ہجر میں ہیرا
ایک نالہ ہے ایک شیریں

آدھی رات کا وقت ہے غریب مزدور دن
کی محنت شاقہ سے چور ہو کر میٹری کی میٹھی
تیند میں خراٹے لے رہے ہیں گریا و نیا دماغ
کو تیرے میٹھے میں اور صبح پوچھتے تو انہیں کی تیند
وہ مزید ارد قیدی تیند ہے جو شاموں کو
کبھی نصیب بہتیں ہوتی۔

آدھی رات کا وقت ہے پور کٹی دھند
کے مکان میں نہ تب لگا کر چوری میں

مسرور ہیں اور چند ساتھی ان کے
باہر خبر داری کے لئے مسلح کمرے میں
چند مکان مکان کے سرمانے نکلی

تواریں لئے اسلئے ڈٹے ہیں کہ اگر
یہ ذرا بھی مسکیں یا ذرا بھی کسمپاشی تو
فوراً بے دروی ہوئے بھی گئے تھکا کر لئے

جائیں۔ حیا اگر کسی بیچارے کی آنکھ
کھل بھی گئی تو وہ ان ظالموں کی بھینک
صورت دیکھتے ہی مارے خوف کے نظر

دم دونوں چرا لیتا ہے اور دم بخود ہوتا
ہے۔ جیلا تھی جیل کہاں کہ بولنیا حریت
کہنا تو رکھنا رکھوڑی دیر کے لئے انہیں

بھی کھلی رکھ کے

شورش نہ حرم میں ہائے ہوئے نہ
خازن میں جام ہے نہ سیوے نہ شلوان
نہا دار کی گم باد رکھا ہے نہ بازوں میں ہن
نہ خریداری ہے نہ کہیں کتوں کی بھوں بھوں
نہ کیدڑوں کی جل ہون ہے ان کبھی چوکیداروں
کی (جاگتے رہنا کی) گرفت و سخت آوازیں
کسی طرف سے گاؤں میں آجاتی ہیں۔ آدھی
رات کا وقت ہے مشائخ عوام نصیب فرقت
ولدہ امین تو پ رہے ہیں اور اس ظلمت تاریکی
اور ہوکا عالم کو کھوکھری بے اختیار سے
انکی زبان سے بار بار یہ نکلتا ہے۔ کہ دئے

ہائے سہ احسان

سیا ہی محنت و مشن سے جو نکلی

چھپی آکر میری ظلمت سرا میں

اور دو زندان محبت و مجبوران الفت

شب تنہائی کی ذرا کوئی رات کی صورت ہے
ذرا ڈر اور گھبرا گھبرا کر بڑے جگڑا

پچھے میں یہ کہہ رہے ہیں سہ گویا

شب تنہائی کی سیری نہ حالت پوچھے صبا

بہت رو بہ بہت پیٹا بہت تر یا بہت ہلکا

کبھی بصیرت نہ گمان کہئے نامی اور کم ننگان

کو چپ گستاخی کا دل تو نہالوں کے آرزو سے

دمل میں داغ داغ ہو جاتا ہے اور ہر کے

خوف سے سینہ لالہ کی طرح درخشاں ہے

ہوتا ہے تھوڑے جہان سے محو ہے کبھی خیال

آدھی رات کا وقت ہے زبردست بیدار
 یاد پروردگار میں مشغول ہے۔ اور توجہ گزرا اپنی
 معمولی توجہ کا سوا ہے اور یہ دونوں عالم تہائی
 میں جادوہ احدی کے نور سے نور ہو کر دل کی بیگناہی
 دھڑک رہے ہیں دنیا اور دنیا دار کی بلہو سی پر نفوس
 کر رہے ہیں۔

آدھی رات کا وقت ہے اس مرتبہ جلی آنا لگی کی
 ہنکھار دہر سے ایک بیک لکھی جو دو چار ہی
 دوں میں اپنی تہمت کا فیصلہ دیکھنے والی ہے
 اے اس سیاہ کھنڈ کا ٹوپ اندھیر سے ہیں
 صدمہ صدمہ آئی اور درد و مفارقت کا حال
 کہنے کے لئے کالی کالی رات کے سوا کوئی
 اور نظر ہی نہیں آتا دھڑکتے ہوئے دل
 سہتے ہوئے جگر پر اٹھ کر کھڑے ہیں کہ
 رہی ہے سہا احسان

ہم کہیں کس سے شب غم درد دل
 پاس آگاہ اندر کا بندہ نہیں
 کہیں اور ہر سے ہر سے درد و غم سے رو
 ر د کہ یہ کہیں ہے کچھ سمجھ میں نہیں
 آتا کیا اس شب و مصیبت سے بھی کوئی
 اور سنت ستر اجڑ بڑکی لٹی ہے نہیں نہیں
 ہرگز نہیں۔ عیلا اس اذیت اور اس
 کولہ زنا سے اور کوئی ہنسنا زیادہ پر غتاب
 ہو سکتی ہے۔

ہائے اگل سا ہم اسی رنج و غم میں کہ
 سیکھ میرے ساتھ جو درد ظلم ہو تو ہوا ہے

کر کاٹنا ہو گیا ہے مگر ننگ گجرتا رہی ایک جیہ
 نہ ہوا خدا جانے اب کوئی شکوہ نہ کھلایا اب ہے
 انا اگر میری جان ہی کا دشمن اور خطر انگار
 ہے تو یہاں بھی کہے انکار ہے مگر اے ملک
 کینہ و رجور و جفا جو خدا کی بیگناہی
 پر طوفان کے میری لاش جگر پاش میرے ابا اور
 میرے چچا کی تہمت کے پاس بنے تانے
 پہلو میں مجھے آرام ملے اور لحد میں
 پوچھتے ملے۔

مگر آہ اگر تجھے یہی منظور ہوتا تو مجھے
 یہاں کیوں تھمیت لائے گود اور الحاح نہ
 سے دوسرے درجہ پر لا ہو رہے اور میری
 سچی کا حقدار سے۔ اور دار الحلاف سے
 بد میں میری خوش قسمتی ہو سکتی ہے کینہ
 بھی میرا مولد ہے اور یہیں میرا شہر دار
 بھی ہے مگر والد اور چچا کے پہلو سے آرام
 و چین شاید یہاں نصیب نہ ہو۔

ہائے میرا الدوہ کون ستم باقی ہے
 جواب میرے ساتھ ہر نیوالا ہے۔
 کیا میرے ناک کان کا میں گئے۔ یا
 خدا غواستہ میرا نہ کالا کر کے شہر میں
 تشہیر کر نیکی (خود بخود) اگر یہیں تک میری
 قسمت کا فیصلہ ہونا تھا تو بھی ضربت
 محنتی مگر نہیں میری قسمت دل کو تھکے رہا
 سیکھ میرے ساتھ جو درد ظلم ہو تو ہوا ہے

کہ جکی نظیر تاسوع عالم کے صفحات پر قلم نہ تھے بھی نہ لکھی۔ اے میرے
الہ! مجھ کو نصرت و ملائمت سے کوٹنا ایسا ناقابل معفو تصور سر نہ
ہو جاتا ہے کہ تیرے تریس انصاف بھر دی کوئی بھی آگے نہیں آتا اور
یاد یہ گردان عشق کو بھی کوئی ایسی انوکھی و مڑائی لذت ملتی ہے جس سے
انکے لب پر ہر وقت یہی رہتا ہے۔

لاکھوں ستم کر دے کہ تمہیں دیدار پاہنے دل لاکھوں شراپوں سے کہ کیا ہے گناہ عشق
آد پیارے شہزادے جو در فلک و عتاب شاہی نجد ہی تک محدود محیط نہیں بلکہ
تو بھی (گو قدر سے ہی سہی) میرا شریک حال ہے۔ اں اتنا فرق ضرور ہے کہ تیرے
ساقی رفیق و مہم ہیں کہ جن سے تیرا دل بہل جاتا ہے۔ اور وہ اس کا سامان
پیدا کر ہی لیتے ہر نئے اے مجھ یہ بھی ہیر نہیں کاغذ تو میرا یہ پڑ و رد
حال اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ میں تیری الفت و چاہت کے جرم میں
رو لاہور کس در و ناک حالت سے لگتی ہے۔ اے اے! پیارے میرا
یہاں لانا خالی اذیت نہیں ہے۔ ضرور بغور یہ لوگ میرے ساتھ کچھ
ایسا سوک کر چکے کہ گرد و ناسا سٹل بھی قیامت تک خون کے اشک بہا ئیگا
زمین کا کلجہ پاش پاش ہو جائیگا۔

پیارے خدا کیلئے ذرا آکر میری مصیبت و اذیت کی کیفیت تو دیکھ اور
مجھے تسکین تو دے ورنہ اسی امید و تمنا میں جان وید رنگی اور قیامت پر
پر تیری ادید اٹھارہ گھنٹی سے میٹر۔

اسیری میں بھی خوش رہتا ہوں گویا کوئی ایسا ہے پاؤں میں جی رہے ہوں میں گریباں
یہ غریب و غمگین دل ہی دل میں بھی باتیں کر رہی ہے اور خیال محبوب سے منکر
کلے کر رہی تھی لیکن جب اسے دل حشر منزل کے میٹر چلین پڑ گیا اور الجھن زیادہ ہی ہوتی
گئی تو مجبور ہو کر دل کے غمارات نکالنے کیلئے ہمارا گناہ و حضرت احسان اللہ کی یہ غزل آہستہ
آہستہ ترسے در و پیر سے پچھ میں گنگنا تے نور و دل پہاڑ نے لگی۔ منزل حضرت احسان
و علقے عیش و در و ذوق ہم تے پڑی خوشی سے کیا کیا اک انک ہو کر
اوڑے تو یاد بہار ہی کر سہ تو محفل کا رنگ ہو کر

خاموش اسے بت رہیں گے کب تک تیری مہمانی میں تنگ ہو کر
جواب دیدیں گے ضبط کو اب اپنے جیسے سے تنگ ہو کر
خیال آیا جو اس ماہ کا تو درودوں نے کہا یہ اُنکے

ہمارے پہلو میں تو کوئی دم ہمیشیں حضور خدنگ ہو کر
جیسے ہو آئینہ تم یہ دیدہ شوق ہے کیا
کہ شکل تو سریر بن گیا ہے کمال حیرت سے خدنگ ہو کر
طرح طرح کے انکسار مددے مگر نہ الفت سے باز آیا

لالا کر دلو پھینک دینگے ہم اپنے پہلو سے تنگ ہو کر
پوشینا کس طرح کوئی پھر نیلے شل غبار ہر سو
ہر جگہ وحشت ہمارے دل میں بوسوں جو چنڈے اُنکے ہو کر
کبھی جو تیغ لگاؤ قاتل صیفِ قرہ نے کہا اشارہ

شہید الفت کے مرغِ دل پر چلیں گے ہم ہی خدنگ ہو کر
خدا بجائے لگاؤ پر سے اوچا رہیں کا چلا ہے

سگایا من نوزوانی بتوں کے دل میں اُنکے ہو کر
ہیں میں بیضِ قدم سے تیرے خوش تنگگی میں
عجیب نہیں سوچ کر سے تکرر سے قبا ہو غنچے کی تنگ ہو کر

نہیں بیسہ جو وصل جانناں تو ہو جو دم الم بہار ب
یوں ہی نکل جائے دل کی حسرت ہمارے سینہ سے نکال ہو کر

پچھتے ہیں اُٹھان منہنوں میں زخم سے فرصت نہ دل کو راحت
نصیب سے قیدِ زندگی بھی ملی ہے قیدِ فرنگ ہو کر

حبِ الہی قطع کو بار بار پڑھتی ہے۔ اور سو مضمیٰ مہتی۔ اور دل یہ
کہہ کر چھاتی مہتی ہے بیٹھ

و از جہ ضبطِ احسن دل اندر آئیں بجے
و از جہ مولا کلمہ مگر افرہ زان دل ہو

سولھواں باب

خدائی فیصلہ

ایسے چور کے پسند و ناپسند کیا چرخ نے
کوئی کہتا ہے کہ اس پر کتر کہ چھوڑ د
اور کوئی بیدار کہتا ہے۔ بیداری سے
اے اگر تماشہ بکینا ہو تو فوج کرے
چور زود۔

نشاہ خاورد کا فہمہ و خراگہ منزل بفریب
پہنچ چکا ہے اور اکبری کیمپ لایا
میں حمید زن ہے۔ لوگ اپنے اپنے
کاروبار میں مصروف ہیں۔ نشاہ و بکا
ایکے آرام گاہ پر بیٹھے کسی پریم ہمارے
عز و فزا رہے ہیں۔ جب طیلاست سے
وہاں پر صدمہ پہنچا ہے تاکہ قہر کیا تو گھبرا کر گونا
پورا فضل کو یاد کیا جو تھوڑی ہی دیر میں حاضر
کئے گئے انکے حاضر ہوئے ہی نشاہ سکندر جہاد
یہ حکم مساو و زبا کہ کل صبح محاسن مجروحہ سر آنا رکھی
منفرد ہوگی جس میں شوکر اراکین سلطنت اور
ہمایون مکتبہ اور کوئی بار بار بابت چھو پانچ لگا۔

ناکسی اور کو مطلق اسکے پیش شدہ زیر و بہو
تغیر کی خبر نہ ہونے پائے۔
مولا نا ابوالفضل یہ حکم پاتے ہی اسکی تعمیل
میں مصروف ہو گئے اور فوراً اعلیٰ نوش جاری کر دی
صبح وقت مقررہ منہوہا پر تمام مدبران
سلطنت و مدبران مملکت جمع ہو گئے۔
شاہ و اراجاہ نے ابوالفضل سے ارشاد فرمایا
ابو بکر کا جلیبہ کو سامنے دو اقدار سنا دیکھئے
تا حضور جلیبہ کو اپنی اپنی رائے آنادی
سے خطاب کرنے کا موقع ملے۔

ابوالفضل نے گفتگو کر کے روئے
و اساطیر کسی نشناں جلیبہ کو سنائی
مدبران سلطنت و مدبران مملکت
سین الملک مرحوم کی نادرہ بیگم کا انارکلی
سے تھنار سے عالم عالیان مرزا سلیم
طالعہ کے خدائیں پستیدہ و عادت
سینیدہ کردار خوب رفتار مرغوب
پائے نامعلوم عن نامحور و عنائی
کے محوس سایا کا ناپاک و صوڈ الناجا
وفا۔ مگر غیب سے اس کی پردہ داری
کے سامان ہو گئے۔ اور ایک طور اسکا
پردہ و رہا۔

بھیسری۔ بجا ارشاد ہوا آپ کے تھنار
صاحب سے ہی موسم میں دیدہ ہمارے
تو کچھ جانتے ہی نہیں ساری دکھیا

<p>ناورہ بیگم ہی کی ہے۔ اجماع قبلہ آپ اگر لایا نہ فرماویں تو پھر اسے عالم کا دور سلطنت آپ کے کانوں کی طرف اور زمانہ حکومت آپ کی گردن کی جانب، اہل حق و عدل کے گھر میں اور دیدہ و معلولت ان کا پرنا ہوا۔ بناویریا آپ کو دور ہی سے دکھلا رہی ہے۔</p> <p>اس لئے شاہ ظل العباد آپ سے عجب ہے و تقصیر فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی لڑکی کا ہے جو اس وقت حرارت میں ہے کہ تندرست کیسے نہ ہو اور نہ کوئی حرکت وغیرہ حاصل ہو رہی ہے ایسی حرارت ناپاک کی جرات نہ ہو۔</p> <p>تمام جلیہ ابو الفضل کی یہ تقریر خالصتاً ہی سے منتظر رہ جب تقریر ختم ہوئی تو سب سے پہلے راجہ نورمل نے یہ عرض کی کہ</p> <p>راجہ نورمل۔ میری رائے میں تو ایسی تندرست و دیدہ لڑکی کی ایسی بے جا ناخوشی حرکت پر گردن اڑا دینا مجھے تا دوسروں کو عجب ہو اور یہ خبر پہنچنے پہلے پاک رشتہ ہو جائے پھر یہ مجھے راجہ صاحب کی رائے سے کلی اتفاق ہے۔ بیشک اس ناپندیدہ حرکت کی کلمات سنا کر مجھے اور کچھ علانی نہیں۔</p> <p>ابو الفضل۔ بیشک راجہ صاحب کی رائے مدلل و مناسب ہے مگر یادداشت ایسی ہی ہونی چاہیے کہ پھر اور کوئی اس لیے جرم</p>	<p>مہبت نہ کرے اور نہ کیجے و اے فوت سے عزت ہوں۔ اور اپنے مکان پر پرے خیال میں قتل سے کھائی اچھی سزا فیضی۔ مجھے دستور العظم کی رائے دل سے پسند ہے۔</p> <p>حکیم ابو الفتح۔ میری رائے بھی ان سب سے متفق ہے حکیم ہمام۔ میرے نزدیک جان سے جہاد طبعی بہتر۔</p> <p>خان خانان۔ مجھے ابو الفضل کی رائے پسندیدہ نظر آتی ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔</p> <p>راجہ و پیارہ۔ بڑے تعجب و اسف کا مقام ہے کہ ایسی مولانا ابو الفضل کی تقریر بلا غفلت تشریف سے محرم حکیم مشکف نہیں ہوا۔ اور نہ طریقین نے حاضر ہر کر بیان دینے اور شا کا پلہ ایک ہی طرف جمع کیا ہو اسے۔ غلط بریں امی یہ بھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ طرفان جس کا پردہ وہ ہوا۔ وہ معاملہ کسب مقاصد جیسا کہ کل معاملات امکان طلب ہیں۔ تو جیسا کہ مذکور ہے دستور میں بغیر اس بات سے کہ تشریف کا انکشاف ہو مقدمہ متروک و فتنہ آگے نہ چلے۔</p>
--	---

ناحق ہوا تو اس کا رو بار کس کی گردن پر
 درہنگا اور کون اور منشر کے آگے منشر میں
 اس کا جواب دہ منہر گیا۔ پہلے ابراہیم
 تمام معاملات کو روشنی میں لائیں پھر ہر
 صاحب سے عدائے طلبیہ لیا و میں
 دہانہ اگر یہ وہ تحقیقات و تفتیش کسی کو
 گردن پر ہادی چاہی ۔۔۔ وہ یہ معنی
 قیامت کے اگرمی سلطنت کی تمام
 عدل و داد انصاف و دیدہ جی سلطنت
 انصاف می منصب مزاجی میں خاک میں
 مل جائیگی ۔ اور جس دور پر جن ناحق
 کا بد نما و بد تیا مت تک کے لئے رہ
 جا بیگا ۔ آئندہ نسلیں اس کی حکومت
 کو حکومت پرور ظلم و جور کی بد نما
 حضرتوں سے مشابہ نہ کریں اور بیعت
 دیں و خدیفہ نظر سے نہ دیکھیں اگر
 اس سے ہی قطع نظر سے بد پائی اور اس
 لنگہ کی گردن حسب را سے مولانا
 ابراہیم افضل کے ماری جا سکے ۔ تو تمام
 حکمران شاہی کی موت پر ہوا جو
 جائیگی ۔ اور دونوں سے سلطنت کا
 اعتبار بالکل اڑ جائیگا اور یہ خیال
 پیدا ہو گا کہ شاہ بالکل ایک نقص پتی
 ہے ۔ جسے نماز و بھوج چاہیں نہیں
 کیونکہ جب میں الملک سے مفور و محترم
 بعد اس کی لڑکی سے غمازوں کی غمازوں
 میں پر کر گیا تا انصاف سلوک کیا گیا
 اور کچھ غنیمت و تفتیش سے کام نہ کر لیا گیا
 تو ہم پچھار سے کس شمار و قطار میں ہیں
 ہمارے ہر ماہوں کے ساتھ ہی ایسا ہی
 ہوا کرتی حیرت کا مقام نہیں ہے پتوں اکین
 و فخری و شکر سی سب ہر سال و دیدہ
 ہو جائیگا اور ان کی یہ بدولی سلطنت
 کی گردن پہلے ایک زہریلی چھری ہو جائیگی
 کیونکہ سلطنت کے کارآمد پر سے سلطنت
 کے متعلقین ہی ہوتے ہیں ۔ جیسے
 یہی بد خلق ہو گئے اور اس سے مرعہ پہنچا
 گئے مگر یہ مولانا ہی ہر ماہ کی سلطنت
 کی جس کیونکہ کس کتنی ہیں ۔
 اس کے اس کے ابراہیم میں الملک کی
 کاٹی رہا داری لڑکی ہے جس کے اعزاز
 و احترام کا اس و دربار میں دلکا بھرا تھا
 اور تندرستی کا مستند یہ کہلا تا تھا ۔
 یا رخصا کیلئے میں الملک سے منظم
 و محرم کی روح کو مدد نہ پہنچا ۔ اور
 اس کے بعد خدا دے بس تو نظر لڑکی
 تو انصاف یا جو رولم کے تیرے شاہ و تیرے
 نما اور خدا کو نہ مکتا ہے اور اپنے پساندہ
 ہو کر ہے ۔ مالکی اس تقریر نے سنے تمام

خضار جاسکے ایک فوج لڑو یا اور تمام حاضرین
 و معاینہ انگشت بدندان میجر و حیران بیٹھے
 کے عالم میں خاموشی و ہمتی کوئی جھجکا
 آپ اپنی تقریر بار بار توجہ کر چکا تو فوراً مہربانی
 سے کسی کسے سے بات نہ نکلتی تھی اور تقریر
 مجلس بالکل شہ غرض کا شوق نہ رہی۔
 دیر کے سکوت کے بعد راجہ توڑ مل نے
 اپنی ہوائے تقریر کے چہرے کو شہر زخم کی جہر
 سکوت اس طرح توڑی اور کہا
 راجہ توڑ مل۔ صاحبو سچ یہ ہے کہ
 صاحب کی ناخلاصہ تقریر و عالمانہ نہیں نہیں
 منصفانہ و عادلانہ تقریر کے بالکل دور وہ
 کا دودھ پانی کا پانی کر دیا۔ مجھے آقا ایک بھی
 نظر نہیں ہوتا جہاں ملک اس بلا دور رعایت
 کا تقریر بتا رہا ہے ہوا بشیک انیسویں ہونا
 چاہیے کہ پہلے پوری پوری تحقیق و تفتیش
 ہوئے پھر اس پر راستہ قائم کیا گئے ورنہ یہ بالکل
 بے انصافی کہل بیگی۔
 پھر راجہ ابومیری بھی ایسی راستے پہ در شہید
 مہربان رہی حکومت اکبری کی تمام نیکیوں کو کوئی
 میں ملا دیگی۔ مرنے والا بالفضل توڑا عذر فرمائیں
 کہ آیا ملک کا بیان کیا دلیل و مستند ہے
 فیضی۔ ایسے نازک و ننگ زمانہ ہوا
 کی علانیہ تحقیقات مناسب نہیں کیونکہ
 طرحین سفر دین سے ہیں۔ تو گر جو شخص

اور انیکا سرفروغ اور انگشت نمائی کا شوق
 بلحاظ یکا میرے نزدیک خاموشی اور زار و آری
 سے کا ایک تکی کی راستے قائم رہنی چاہیے
 حکیم ابو الفتح۔ بدوں کامل تحقیقات
 کے کسی راستے قائم نہ ہونی چاہئے۔
 حکیم مہاراجہ۔ جبہ ملک کی راستے سے بالکل
 اتفاق ہے۔
 خان خانان۔ فیضی کی بالکل بداندی پرستی
 ہے۔ مجھے دل و جان سے ملا کی راستے
 کا اعتراف ہو کیونکہ ملا سرد و گرم
 چشمہ ہے۔ اور فیضی طفل ناخمد ہے
 ابو الفتح۔ میں نہیں سمجھتا کہ ملا صاحب
 کا کیا منشا ہے۔ کیا ملا صاحب سے
 چاہیں یا لیں انہیں کے میدان ملک کے
 مفہم و مگر صاحب کی لڑکی کا پردہ بھری
 محفل میں ناش کیا جائے۔ کیا وہ اسکو
 پسند فرمائے ہیں۔ کہ نامبروہ لڑکی کی ناگفتہ
 یہ کارروائیاں تمام شہر میں شہر کی جہاں
 کیا وہ خوش ہوئے کہ ایک جو تینہ و
 ناگفتہ لڑکی مطعون روزگار بنائی جائے
 کیا جوہر و اراکین کے کہ ایک بزرگ و شریف
 فنانہ ان کے گیسے مرد و تکی راز ہیں اس
 ننگ شہان لڑکی کی ناہ طبعی حال ملین
 کی تقریر سے بے چین کیو ہیں کیا وہ فیضی فرماتے
 میں۔ کہ شہر مزہ تسلیم کو مجرم مل کر کبھی ملنا

کو صدمہ پہنچایا جائے اور دوسری کو قیامت تک
مردن کیا جائے کیا وہ آئیں رہی ہیں کہ نہ
عالم کو اس نامردی پر کراہید اسلوب رفتار کا
کچھ گناہ تھا اگر بیعت مہم ملام کیا جائے
میرے بلیں نہیں، اراکین سلطنت و بنیدہ
و عہدیدین مملکت میں سے کوئی بھی اس سلطنت
کے عدل و انصاف کے نہ ہو نہ کیا شاکی نہ ہوگا
البتہ کچھ نہیں کی کیفیت شدید ملاحب کو ملو
ہو مجھے ان کے خیالات سے بحث نہیں
بھیلا فاضلان سلطنت کیوں بدظن ہوئے
کئے کیا وہ ملاحب کی طرح حرکات
شروع کے حامی یا طرفدار ہیں خدا کرے
کہ بھلا مانس خاندان میں اس کے بعد ایسی
ناشا کتہ واردات وقوع میں آئے
میں تو خیال کرتا ہوں کہ اگر اتفاقاً کسی
شریف خاندان میں کوئی ایسا ناک
خاندان واقع کسی بدچلن خاتون سے
سرزد ہو جائے تو یقیناً اس خاندان
کے ہر فرد اس بدچلن خاتون کے پیاسے
ہو جائیگا پھر ملاحب ہی فرمائیں
کہ عہدیدین و اراکین کیونکر اس سلطنت
و حکومت سے بظلم یا بدگمان ہو سکتے ہیں
ہاں اگر کوئی ملاحب ملاحب کے ہتھیار
ہوں اور اپنے خاندان میں کیسی بے حیائی
و بے شرمی سمجھتے ہوں تو وہ البتہ بدظن و بدگمان

ہو سکتے ہیں ورنہ اور تو کوئی نظر نہیں آتا یہ
صرف ملاحب کی ساسی ہو سکتی ہے۔
میں یہ کہہ بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ
حیثیت و رویہ و مقصد کی بیان کیجی
اس قدر تجویز ستر کیلئے کافی ہے۔ زیادہ
وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں۔
ملا۔ وہ مولانا ابو الفضل آپ کو اپنے
زعم بلاغت و جوش فصاحت میں بہت
کچھ فرما کئے اور مجھے سلطنت کا مدبراہ
ثابت کر نہیں بہت ہی زور دے چکے مگر
میں کہتا ہوں اور قیامت تک کہتا رہوں گا
کہ میری سلطنت و حکومت قیامت تک
یہی ہے ساتھ یا کی جائیگی جو انصاف و
انصاف کی پابند اور پیرو ہوگی آپ نے
اس نازک و اہم معاملے میں کرشنے تو میں
بتتے ہیں و کہتا ہوں نہ آئیں اگر ہی
بڑا کیلئے نہ آئیں محمودی سے کام لیا گیا
اندھا دہندہ اوت چاٹک ایک بیگہ سے
قتل کا فتوہ دیدیا گیا۔ شریعت شرافت
کو بدچلن بظلم نہایت کو نہیں دیکھی ہیں
بلکہ شاہ و گدا۔ امیر فقیر جوان و پیر
سب کیلئے ایک ہوتا ہے اور عدل و انصاف
کا جریاں رہتا ہے اگر آپ شریعت تافز
قدرت یا عدل و انصاف سلطنت کی پابندی
افرض مقدم نہیں تو آپ نے جس طرح

باز نکا جہری محفل میں بیان کرتا یا رشتی
 میں لانا گودہ یہ سبب کسم زمان عیوب
 عیوب ہی سمجھی جاتی ہوں (نذر محفل)
 خیال فرمایا ہے۔ وہ باتیں آپکو تجویز بتاتی
 ہوئی ہیں اگر شریعت و عجز کو طاق پر دہیں
 اور اندر جہر نگر کی کا اندر برتنا چاہیں
 نوشق سے برتن اور اگر کسی سلطنت کی
 تمام نیکو میز کو چھوٹ کریں کہ اس میں پیاد
 کی شاید خدا ہی (نذر و بالہ) جبار ہے
 اتنا کہ تمام جلسہ سادگت و صامت
 شکار و حب ملا صاحب اپنی نظر ختم لکھے
 اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور شاہ و بیبا
 نے دیکھا کہ جیسے کارنگا اچھلتی ہے۔
 اختلاف کی گم بازاری ہے تو فرمایا کہ اچھا
 سب صاحب اپنی اپنی آفتاب فرمائیں کیونکہ
 اب لوگ مرنا دھوا کی پرندہ رقت میں رس چکے
 سر پہ شاہ و بیبا کی اس آکر لپٹ کر گیا اور
 اپنی رائے میں طرح ظاہر کی
 راجہ تو ڈر مل۔ مجھے ملا کی رائے سے
 بالکل اتفاق ہے کیونکہ مقدمہ تحقیق و تفتیش
 ہو کر انصاف ہو کر انصاف ہونا چاہیے
 ورنہ بٹیک دور اگر کسی پر خون ناحق دے
 انصاف کا وہ بہرہ روز قیامت نہ رہے باقی رہ جائیگا
 جبکہ ساقی ساقی ہم اراکین و کارکنان کی
 بھی ہمدردی ہو نا کی لکھنوی بالکل فضول

و خلاف اصل سلطنت ہے
 سر پر میں بالکل راجہ صاحب کا ہنر بان ہوں۔
 بیعتی۔ سیرے یقین میں کوئی بے اختیار
 نہیں۔ کیونکہ ایسی بے حیائی کی سزا ہی
 گرجن زدنی ہے۔
 حکیم ابو الفتح۔ میں راجہ صاحب سے
 شفق ہوں۔
 حکیم عمامہ۔ میں اپنے ہم پیشہ حکیم ابو الفتح
 صاحب کا تم لسان ہوں۔
 خان خاندان۔ مجھے اپنے حکما سے اتفاق
 ہے۔
 اب شاہ و بیبا بہت ہی گودہ رائے
 اور مشورہ ہوئے کیونکہ ابو الفتح کی ملی بیعت
 تھی۔ اور وہ یہ نہ چاہتے تھے۔ کہ
 یہ مقدمہ عام مقدمات کی طرح سبک
 اجلاس میں پیش ہو اور میاں شاہ و بیبا ان میں
 ہر دو بلکہ وہ چاہتے تھے کہ چھپ چاپ انارکلی
 کا اندیلہ ہو جائے اور کسی کو کاؤن کا کان
 جھڑ ہو۔ مگر جلسہ نے ایک ایسا رنگ پیدا
 کر دیا۔ جسکی سلطنت امید نہ تھی۔ آخر سبقت
 ہی عجز و خضوع کی۔ شاہ و بیبا تو خود ہی
 ایک بات ایسی تاباں دلا جواب سوچیں کہ
 میں سے شاہ و بیبا کا دور مسکتا بالکل
 ہتھم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ بیبا ہی
 مناسب ہوا جانا ہے۔

نہیں مدد کرتا تھا۔ فیروز و محسن لکڑی و انڈیا
 و ایکے دل و جا کے ساتھ کیا سلوک کر کے آ
 آئے آج لاہور میں قیامت ٹوٹ پڑی۔ جسے
 دیکھتے غمگین جیسے دیکھتے اندوگین نظر آتا ہے
 یہ کیوں؟ اس لیے کہ شاہ فرید نے آپ کی روح رو
 آپ کی جان آپ کی دل و امراہ کی عمارت کو
 جس کی زبان پر ہے تمہارے آپ کے اشتیاق
 یہ شعر جاری ہے

اس پابلی و مہ فریدی ہے
 راہ میں ہوا مراد آ کاش

آج صبح زندہ در گور کر دیا اور اسے چیتے
 اسی ہی مقبرے میں چھوڑا گیا

اسے وہ کوئی نادر سبب نہ جو اس حیرت
 انگیز حادثہ قیامت شہر سے غمگین نہوا
 ہائے ابا کے آگے لکھنے کی تاب نہیں
 کلیجہ شوق سے عورت چار اہی نہیں تھا
 عالم اور شاہکار لاہور کا رنگ فق سے بھرا
 رقم نیاز دیک

اس خط کا یہ مفاد تھا کہ شہزادہ فرخ سہیل
 کی طرح فرخ زہرا بن لو گئے نکاح اور رخصت
 منم و اطم سے چھوٹ کر تیرا کیا نہ نہ فرخ
 یہ لکھتی تھی کہ فرخ زہرا کی عمارت کو
 دیکھ کر یہ خبر پہنچ آئی تو فرخ و اس
 اور ان کے دربار کے لوگ دیکھ کر تعجب کرتے
 اور سمجھا کہ یہ کون سی ایسا عمارت ہو گی کہ

فرخ زہرا اس عمارت کی وضواری کو کچھ مگر
 یہ رسول اسکار فرخ و اطم سے یہ حال
 رہا۔ زندگی میں اس کا علم و حال رہا۔ آخر حیرت
 انقصائے زمانے نے آہستہ آہستہ
 کچھ دیکھ کر ہوا اور تاج شاہی بھی اس کے
 ہاتھ آ گیا تو منم و مہوم صابر و شاکر
 شاہ سلیم اس تمام پر جہاں مایوس و بیکار
 انار کی زندہ در گور کر دی گئی تھی تاج شاہی
 ہی اس کا علم پھر زندہ ہو گیا۔ رزنا تھا چیتے
 چلا تا تھا۔ اور بار بار یہ فقرہ زبان آتا
 تھا کہ

فدا ہوا جانار کی زندہ مدفون شد

اب اس جانار کی زندہ مدفون شد
 اتفاق دیکھتے کہ یہی فقرہ انار کی کمی موت
 کا تاریخ بن گیا جس سے شہر کی فکیر
 آخر صبر و حیرت سے کام لے کر اس کا ایک
 نہایت عجیب و غریب خاک و مہر کا مقبرہ بنا
 سزا شوک صاحب تحریر فرما
 میں کما س ہمارے نقش و نگار و نیکار
 تمام محفل سے دیگا نہ زور ہوا
 اس کے در و دیوار پر پار کا تار
 نہیں۔ اس کے در و دیوار پر پار کا تار
 سچے شاد و نہ نام آگندہ و نقوش ہیں
 آگے اس پر چست و باہمی سے

اور ان کے دربار کے لوگ دیکھ کر تعجب کرتے
 اور سمجھا کہ یہ کون سی ایسا عمارت ہو گی کہ
 اس کا علم پھر زندہ ہو گیا۔ رزنا تھا چیتے
 چلا تا تھا۔ اور بار بار یہ فقرہ زبان آتا
 تھا کہ

است تھانگو نیم کرو گا رخ لیشیں را
 لریک ہار نیم رو سے یا رخ لیشیں را
 تہ کے شمال کی طرف رہا ہی تو اگلے کے
 بہ اسموں کی تھمہ میں کہہ ہے
 بنوں سلیم اکبر

امارت میں اپنے پر رشتہ نگار ہوا جو
 سحر پنج نام رکھی کے نام سے مشہور
 بیہ مارت خاصہ خدا کر دوسکی مصداق
 بیہور گر جا استعمال میں آئے گی تو اگلے
 وقت تک کہ یہی مارت کے ایک دنیا میں
 ایک بقیہ رنگ مہر کا تہیز تھا جسکی
 سے تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 اند کو رہنمائی کی تہیز تھا جسکی
 ہی تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا

ریز خد سے تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 کے اوپر ایک اور تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا

تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا
 تھانگو پہلو کے ایک ایک میں رکھا گیا

ہمیں اکثر کائنات سے اور عرصہ
 اور بڑے شان و شوکت سے بنے ہوئے
 میں جنہیں بڑے بڑے تاجروں کی
 دو کائیں اور کارخانے ہیں اور انگریزی
 لائبریری اور سول لائبریری اسکول اور
 عجائب خانہ اور بیربر
 وغیرہ ہیں

تہامش

قطعات تاریخ طبع ناول

مولانا یحیٰی صاحب ڈاکٹر ابوالحسن محمد عابد الغفور صاحب میٹر شاگرد حضرت احسان

چشم بہ دور فرق پر فن کی	الائی شلخ طبع ہزار ہی	وہ وہن رہا کی حکمت
ہر گئی کھل کے عطر بار سکی	فون کا غنچہ بلاغت ہے	یا ضاعت کی جہ پیار کا
فون کے گلشن سخن میں بوں	میلو سے تا حشر بار بار سکی	ہو جو تھنہ وہ ہو اگل غن
چو لہا ہو وہ خوشگوار سکی	گلشن اردوں کا ماجہ کھجا	یا کھلاش میں شیار کا

لکھتہ تاریخ طبع اسکی میٹر
 ۱۵۷۶
 مخزن طرفہ ہے تہا رکھی

CALL No. {

۸۹۱۵۴۴۳

ACC. No.

۵۷۴۱۱

AUTHOR

نور محمد علی

TITLE

انارکلی



URDU STACK
MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 paise per volume per day for general books kept over-due.

